تطہیر الاموال

اس رسالے میں وہ شرعی مسائل نہایت معتبر کتابوں سے لکھے گئے ہیں جنکے ذریعہ سے آدمی کسی مال کا بطور حلال مالک ہوسکے اور ضروری احکام تجارت وٹھیکہ ونوکری وغیرہ تفصیل سے اردو زبان میں ہیں ایسی کتاب کا رکھنا ہر شخص پر لازم ہے خصوصاً سوداگر پیشہ ورکو تو واجب ہے کہ اس رسالے کے موافق اپنے کاروبار کرے تاکہ دنیا میں برکت اور آخرت میں نجات حاصل ہو اور آسائش و فراغت پاک مال سے بسر اوقات کرسکے یہ رسالہ محمد منیر بہادر کے اہتمام سے

مطبع انوار احمدی میں چھپا

یکم رمضان سنہ ۱۳۰۲ ہجری

فہرست تطہیر الاموال

١

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی اشتری من المومنین انفسہم بان لہم الجنۃ والرضوان والصلوۃ علی من دلنا علی تجارۃ تنجینا من العذاب والخسران وعلی الذین بایعوہ بالصدق واتبعوہ بالاحسان اما بعد فیا ایہا الاخوان ایاکم من الحرام ومشتبہات الامور وعلیکم باصلاح الاعمال وتطہیر الاموال وما حیوۃ الدنیا الا متاع الغرور خادم المسلمین شیخ محمد تائب عرض کرتا ہے کہ وہ حقوق جنکا مواخذہ آدمی سے ہوگا دو قسم کے ہین حق اللہ و حق العباد مگر اللہ تعالی غنی و کریم ہے ندامت اور توبہ سے معاف کرتا ہے اور بندی کے حق بے ادائی معاف نہین ہوتے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شہید کے سب گناہ معاف ہوجاتی ہین بجز قرض پس حق العباد کی رعایت زیادہ تر لازم ہے اور حق خواہ بدنی ہوتے ہین خواہ مالی بدنی حقوق تھوڑے اور احکام اونکے معلوم و مرقوم ہین مگر حقوق مالی کثیر الشیوع اور کثیرت الوقوع ہین احکام انکے زمانہ اور حال کے اعتبار سے بدلا کرتے ہین اور مال باعث قوت و قیام جسم ہے ہر صالح و فاسق اسکا محتاج ہر غریب و امیر اسکا خواستگار واجب ہے کہ مالی مسائل نہایت تفصیل سے بیان کئے جاین تاکہ عوام مسلمان بھی حلال و حرام سے مطلع ہوکر اپنی تدبیر معاش مین حکم خدا اور رسول کے پابند رہین اور دنیا مین آفات و ہلاک سے بچین اور آخرت مین اجر عظیم پائین خصوصا اس زمانہ مین اسقدر سننے لینے [illegible] بیشی آتی ہین اور طرح طرح کے معاملات [illegible]

ہین کہ عوام کیا خواص کو بھی اوسکے سمجھنے مین دقت پڑتے ہے اور رفتہ رفتہ یہ امر ذہنشین
جم گیا ہے کہ تدبیر معاش مین آزادی مطلق ہے عقل مختار ہے صرف نماز روزہ کتاب
وسنت پر مدار ہے لہذا اس عاجز نے حسبۃً للہ یہ رسالہ مسمیٰ بہ تطہیر الاموال جمع کیا اور جہانتک ہوسکا
نئے معاملات کے حکم بیان کیے اکثر مسائل مین کتب مشہورہ کا حوالہ دیدیا ہے کہ جو ہائی ہند کو
تردد نہو ماہران فن خوب جانتے ہین کہ ان نئی صورتونکی تخریج مین کیسا خون جگر کہانا پڑا ہے
اور اس ضعیف نے کیسی مقام مزلۃ الاقدام پر قدم رکہا ہے وما توفیقی الا باللہ قال سبحانہ تعالے
یاایہا الذین امنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم ای ایمان والو خرچ کرو پاک چیز وسے جو تمنے کمائین
ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون ولستم بآخذیہ الا ان تغمضوا فیہ اور نہ قصد کرو تم ناپاک مال کا کہ اوس سے
خرچ کرو اور ہرگز تم اوسکے لینے والے نہین ہو مگر یہ کہ آنکہہ بند کر لو یعنے برا بہلا کچہہ نہ دیکہو
تو بیشک حرام کہا سکتے ہو قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجال یتخوضون فی مال اللہ بغیر حق
فلہم النار یوم القیامۃ (بخاری) جو مرد لیتے ہین مال اللہ کا بغیر حق کی اونکی لئیے آگ ہے قیامت کی دن طبرانی اور
بیہقی کی روایت ہے طلب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ یعنی حلال روزی بقدر کفایت طلب کرنا فرض ہے بعد
فرائض اسلامیہ کی اور فرمایا یا سعد اطب مطعمک تکن مستجاب الدعوۃ (ترغیب والترہیب) بعد تحصیل حلال کے یہی
خیال کرنا چاہیے کہ کونسا طریقہ احسن اور افضل ہے کیونکہ مال ظاہر کی تین صورتین ہین اول وہ جو کسیکو احسان و انعام
کسی سے ملے جیسے صدقات دوم وہ جو آپس کے مراسم اور حقوق قرابت و محبت وغیرہ مین
حاصل ہون جیسے تحائف وہبہ و نذر و میراث وغیرہ سوم وہ جو خاص اپنے مشقت و تدبیر سے
حاصل کیا جائے جیسے تجارت و پیشہ وری و غنائم وغیرہ اور بیشک یہی قسم سوم افضل ترین اموال
ہے کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الید العلیا خیر من ید السفلی اوپر کا ہاتہہ نیچے
کی ہاتہہ سے بہتر ہے اور فرمایا حکیم ابن حزام کو جبکہ سوال کیا فمن اخذہ بطیب نفس بورک لہ فیہ

ومن اخذہ باشراف نفس لم یبارک فیہ ... باطل (متفق علیہ بخاری) اور فرمایا ما اکل احد
طعاماً خیراً من ان یاکل من عمل یدہ (بخاری) اور ارشاد ہوا احل اللہ البیع اللہ نے فرمایا
وفروخت حلال کی اور فرمایا التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشہداء یوم
القیامۃ (ترمذی) تاجر سچا امانت دار قیامت میں پیغمبروں اور صدیقوں اور شہیدوں کے
ساتھ ہوگا پس ایسی عمدہ تجارت کی لئے جسکے فضائل مذکور ہوئے چند امور کا لحاظ ضرور ہے
اول یہ کہ تجارت مال حلال سے ہو دوسرے ایسی چیز کی تجارت نکرے جسکی زیادہ خریدار فساق یا
کفار یا امراء متکبر یا حکام ظالم ہوں کیونکہ انکی صحبت زہر ہے اور انکا مال بھی اکثر حرام کا
ہوتا ہے تیسرے ایسی چیزیں بھی نہوں جو بالذات ممنوع اور تبعاً یا ضرورۃ حکم جواز میں ہیں
جیسے افیون اور سمیات یا وہ تصویریں جو کسی کپڑے یا ظرف یا کتاب میں منقش ہوں یا وہ ریشمی
اور زرتار کپڑے چاندی سونے کی چیزیں جو غالباً مردوں کے استعمال میں آتی ہیں وہ کتب
جنمیں مذاہب باطلہ کے احکام یا تقویت ہو یا لچر پوچ فاسقانہ قصے ہوں یا شریعت کے
مخالف احکام ہوں کیونکہ یہ بھی اعانت باطل اور معاصی کے شبہ سے خالی نہیں اور ارشاد
ہوا ہے ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان باہم گناہ کی مدد نکرو چوتھے ایسی تجارت اور پیشے بھی
نہوں جنمیں سخت مشغولی اور کمال محویت کی ضرورت ہو اور تحصیل حسنات و حضوری جماعت
و وعظ و سعادت سنن و مستحبات سے محرومی رہے (شعر) مکن عمر ضائع بہ تحصیل مال کہ ہم
نرخ گوہر نباشد سفال اور اسی طرف حق سبحانہ تعالی نے ترغیب دلائی ہے فیہم رجال لا تلہیہم
تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ ان میں ایسے مرد خدا کے ہیں کہ نہیں کھیل میں ڈالتی انکو تجارت
اور بیع اللہ کے یاد سے یعنی ان سب کاموں میں اللہ کو نہیں بھولتے لیکن یاد رکھنا اسوقت ممکن
ہے کہ آدمی زیادہ بکھیڑوں میں نہ پڑے پانچویں ایسا مال بھی نہو جو غالباً ناقص اور خراب ہے ہوا کرتا ہے
اور بدون فریب اور عیب پوشی کے بکنا مشکل ہے کیونکہ انسان بمقتضائے نفس و بخوف
نقصان ضرور ایسی صورتوں میں نیت بدل دیتا ہے چھٹے بوقت خرید و فروخت ایسی لفظ نکہو
کہ جس سے فریب کی بو آئے جیسے یہ شی فلاں موسم یا شہر یا قوم میں زیادہ تر مطلوب ہے اور عزیز
ہے یا اسمیں ایسی ایسی وصف ہیں یا اسکی بہت سے خریدار ہیں یا ضرور رکھو اسمیں نفع ہوگا حالانکہ اسکی

تین سے تین ہین، دروغ محض یہ حرام ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
الیمین الفاجرة منفقة للسلعة وممحقة للکسب یعنے جھوٹی قسم بغرض ترغیب و اعتبار خریدار
یا بایع سے ایسی بے برکتی پیدا کرتی ہے) ضائع کرا دیتی ہے مال کو اور مٹا دیتی ہے کسب کو
اور فرمایا المنفق سلعته بالحلف الکاذب یعنے بیچنے والا اپنے مال کا جھوٹی قسم سے ان مین
سے ہے جنپر خدا نہ رحمت کریگا نہ نظر مخص ہست اسکا حکم مضائقہ نہین کسیقدر
مبالغہ یہ اگر دروغ سے قریب ہے تو مکروہ تحریمی اور اگر سچ کے قریب ہو تو ترک اولی ہے
ماپ اور تول مین نہایت دیانت داری کرے بلکہ کسیقدر زیادہ دے کم نہو جیسا کہ
منقول ہے کہ آنحضرت نے جابر ابن عبد اللہ سے اونٹ خرید کیا اور بلال سے فرمایا
کہ ایک وقیہ قیمت پر ایک قیراط زیادہ تولو اور کم تولنا ناپنا تو معاذ اللہ سخت گناہ اور
موجب بلاے آسمانی ہے چنانچہ شعیب علیہ السلام کی قوم پر انہین فعلون سے عذاب
آیا قال اللہ تعالی اقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان وقال اوفوا الکیل والمیزان اسی پر
شمار وغیرہ کو قیاس کر لو۔ جب خریدے یا بیچے تو وہی قیمت کہے جو منظور ہو پھر اگر
جانب مقابل کے اصرار یا تبدیل نرخ بازار سے بیشی و کمی ہو جاے تو مضائقہ نہین اولاً
نیت مغالطے اور دروغ کی نہو جیسا کہ منقول ہے آنحضرت سے کہ خریدا آپنے اونٹ
جابر سے اور قیمت بار بار زیادہ کرتے تھے یہانتک کہ جابر نے قبول کیا تھا جیسا جانب
مقابل بیوقوف یا صغیر السن یا محض ناواقف ہو یا ایسا دوست ہو جو بوجہ کمال اعتماد
یا مروت کے کچھ نہین کہہ سکتا یا محول کر دے یا یہ سمجھا جاے کہ نرخ بازار یا ثمن مقرر
دیا جاتا ہے پھر ہرگز تفاوت نکرے کیونکہ اسلام اور دیانتداری اور خدا ترسی اور
مروت سے یہ امر نہایت بعید ہے۔ وعدہ خلافی نکرے اور خوب سمجھکر وعدہ کرے
بہت خیال رہے کہ کسیکو بخیال تقاضی یا آمد و رفت وغیرہ کی وجہ سے تکلیف نہو
اور جب ایسا ہو کہ کسی اپنے فعل اختیاری یا اضطراری سے دوسرے شخص کو کچھ
نقصان یا تکلیف پہنچی تو اوسکا معاوضہ سخاوت اور جوانمردی سے کر دے جیسا کہ مروی
ہے ہمارے اور تمام عالم کے سردار سے کہ آپ قرض خواہ کو کچھ زیادہ عطا کرتے تھے

اور فرمایا بہتر وہ آدمی ہے کہ جو ادای دین مین احسن ہے یعنے بلا تقاضا دیدے یا کچہ زیادہ دے
اور آنحضرت سے ادای قرض مین زیادہ دینا ثابت ہوا ہے ۱۱ معاملات خوب تفصیل
کرلیا کرے تاکہ انجام کار نزاع اور اختلاف کا احتمال نرہے خصوصاً قرض کے معاملات مین
تحریر ضرور ہے اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ جب معاملہ کرو تم ساتہ قرض کے
ایک مدت کی سیلئے پس لکہو اوسکو ۱۲ حسابات ہمیشہ مرتب رکہا کرے کیونکہ فرمایا آنحضرت نے
ما حق امرء مسلم یبیت علیہ ثلث لیال الا وعندہ وصیتہ کسی مسلمان کی یہ شان نہین کہ اوسپر تین
راتین گذرین اور اوسکی پاس وصیت لکہی ہوئی نہو ۱۳ بیع اور اجارے مین نمونے اور وعدے
کے خلاف نکرے بلکہ وہ کام کرے جس سے اہل معاملہ خوش رہین اور بکشادہ پیشانی معاملے
کو ختم کرے ۱۴ اگر جانب مقابل مجبور ہو یا اوسکا نقصان ہوتا ہو تو اقالہ کرلے فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے من اقال مسلما اقال اللہ عثرتہ جس نے کسی مسلمان سے اقالہ کرلیا
اللہ اوسکا بوجہ ہلکا کردیتا ہے ۱۵ اجرت مقدم ادا کرے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اعطوا الاجیر اجرہ قبل ان یجف عرقہ (ابن ماجہ) ۱۶ معاملات مین نرمی اور عفو اور سخاوت
اختیار کرے جیسا کہ ارشاد ہوا ہے ان اللہ یحب سمح البیع و سمح الشراء و سمح القضاء اللہ
دوست رکہتا ہے نرمی کو بیع اور شرا اور حکم کرنے مین من انظر معسرا او وضع لہ اظلہ اللہ
یوم القیامۃ تحت ظل عرشہ یوم لا ظل الا ظلہ جسنے مہلت دی تنگدست کو یا کچہہ کم کردیا اپنا
حق اوسکے ذمے سے سایہ دیگا اوسے اللہ قیامت کیدن اپنے عرش کے نیچے ایسے دن
کہ نہین سایہ اوسدن مگر سایہ عرش کا اور خبر مین وارد ہے کہ ایک مرد بنی اسرائیل سے بعد موت
کے حساب کیا گیا پس کوئی نیکی نملی مگر یہ کہ وہ امیر تہا اور آدمیونسے معاملات مین اپنے خادمو
کو حکم کرتا تہا کہ تنگدست سے درگذر کرین پس فرمایا اللہ جل شانہ نے ہم مستحق تر ہین اس
عفو اور تجاوز مین اس آدمی سے یعنی جس طرح اس نے تنگدستونسے رحم اور نرمی کی ہے
ہم اوسپر اس سے زیادہ رحم کرینگے پس داخل کیا اوسکو جنت مین اور فرمایا ہے مطل الغنی
ظلم و اذا اتبع احدکم علی ملی فلیتبع یعنی امیر کیلئے حق ادا کرنے مین اگر تساہل کرے تو یہ ظلم ہے
اور جب پیچہا کرے کوئی تم مین کا صاحب مال پر پس چاہیے کہ پیچہا کرے یعنی مفلس اگر

حیلہ حوالہ کرے تو مجبور رہی اور جب کسی امیر پر تمھارا حق ہو تو اوسپر تقاضا اور سختی کرنے میں
کچھ حرج نہیں کیونکہ وہ ظالم اور شریر ہے ہان مفلس و مجبور پر بنظر رحمت چاہیے مسئلہ ۱۸
ہمیشہ نیت خیر رکھے اور سبکی خیر خواہی کرے اور یہ قصد ہو کہ مجھکو نفع ہو اور دوسرے کو نقصان نہ پہنچے
مسئلہ ۱۹ ایسے معاملات میں ذلت و خواری و خوشامد نکرے کیونکہ رزاق اللہ ہے اور اشراف نفس نہایت بری چیز ہے
اور شریعت اسلام اور توکل و یقین بالرب کی منافی ہے ۱۹ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا معشر التجار
ان الشیطان والاثم یحضران البیع فشوبوا بیعکم بالصدقۃ یعنی شیطان او گناہ بیع میں موجود ہوتی ہین یعنی
کچھ نہ کچھ تجاوز ہو جاتا ہی پس چاہیے کہ کچھ خیرات کر دیا کرو تا کہ اوسکا کفارہ ہو جاوی ۲۰ سب سے زیادہ تر یہ کہ
کہ جس قسم کا کام کرتا ہو اوسکی متعلق مسائل خوب یاد کرے تا کہ مخالفت شرع سے بچے فرمایا حضرت عمر نے لا یبیع
فی سوقنا الا من قد تفقہ فی الدین یعنی ہماری بازار مین مگر وہی شخص کہ احکام دین سمجھتا اور جانتا ہو ۲۱
جمیع شروط و قیود و حقوق کا جنکا ذکر بالتفصیل آتا ہی لحاظ رکھے اور یہ حدیث شریف جامع ضروریات تجارت ہے
ان اطیب الکسب کسب التجار الذین اذا حدثوا لم یکذبوا واذا ائتمنوا لم یخونوا واذا وعدوا لم یخلفوا واذا اشتروا لم
یذموا واذا باعوا لم یمدحوا واذا کان علیہم لم یمطلوا واذا کان لہم لم یعسروا (ترغیب الترہیب) یعنی سب سے زیادہ
پاک کمائی اون سوداگرون کی ہی کہ جب بولتی ہین جھوٹ نہین بولتی اور جب اونکی پاس امانت رکھی جاوی
خیانت نکرین اور جب وعدہ کرین خلاف نکرین اور جب مول لین تو اوسکی مال کو برا نکہین تا کہ
بائع قیمت کم کر دی یہ بھی ایک قسم کا مغالطہ ہی اور جب بیچین تو اپنی مال کی تعریف بھی نکرین تا کہ
خریدار دہوکی مین آ کر خرید نہ لی اور جب اونکی ذمی قرض ہو تو درنگ و سستی نکرین اور جب اونکو کسی پر
لینا ہو تو اوسپر سختی نکرین (اوسکی طاقت سے زیادہ) حکمت تمام مخلوقات حضرت سبحانہ تعالی کی تین
طرح پر ہین ایک وہ جو نہ مالک ہو سکتی ہین نہ مملوک جیسی فرشتی دوسری وہ جنمین مالک بننی کی صلاحیت عطا ہوئی
جیسی انسان تیسری وہ جنکو مملوکیت کی استعداد دیگئی جیسی اور تمام اشیا مگر ان مملوک اشیا سے بعض کو اپنی ملک
مین خاص کر کی عموما اپنی بندون پر مباح فرمایا جیسی دریا جنگل شکار وغیرہ اور بعض کو بندونکی ملک خاص مین
کیا لیکن انسان ایسی طبیعت پر نہین پیدا ہوا ہی کہ کسی وقت اون چیزونکی مالک ہو جانیکا خیال چھوڑ کر
قناعت سے بیٹھ رہی یا ہر دم نئی قسم کی حاجت اوسی پیش نہ آئی اسلیے قسم قسم کی معاوضات
اور ملک کی طریقی اسی تعلیم فرمائی اور طرح طرح کی حقوق باہمی معین کیی تا کہ اونکی ذریعی سے باہمی حاجتین

پرکامیاب اور دوسرونکی مملوک پر قابض ہوتی ہین اسباب ملک اسکی دو قسمین ہین اول اضطراری
جیسی میراث دوم اختیاری اسکی چار صورتین ہین اعقود جو کہ بجاب و قبول سی متعلق اور غیر لشقین کی رضا
پر موقوف ہین پس یہ کبھی معاوضہ ہوتی ہین جیسی مہر بدل خلع بدل صلح بیع اجارہ شرکت مساقاۃ وغیرہ
اور کبھی بلا معاوضہ جیسی عاریت ہبہ صدقہ وصیت دعاوی ثابتہ جسمین ضرور ہی کہ کسی مال کا عوض
یا فعل کی جزا ہو جیسی ضمان غصب و سرقہ و اتلاف مال امانت و ودیعت وغیرہ قبض مجرد اور یہ اموال
مباح مین خاص ہی جیسی شکار جنگل کی گھاس دریا کا پانی اور وہ جو معدن سی نکلی تغلیب و قہر جیسی
یعنی کفار پر غالب ہوی یا دار حرب سی کوئی چیز لوٹ لای یا کفار ہار ہی یا لوٹ پر غالب ہوی از شرح نقایہ
محرمات اسکی دو قسمین ہین اول حرام و نجس جیسی شراب خنزیر مردار وغیرہ انکا نفع اور استعمال دونو حرام
ہین مگر بوقت ضرورت و اضطرار مضائقہ نہین دوم حرام طاہر اسکی پانچ قسمین ہین حرمت حکمی جیسی جانور
حرام کا گوشت حرمت وصفی جو اوسکی ذات سی جدا نہو سکی جیسی زہر افیون بنگ وغیرہ انسی صرف وہ استعمال
جو وصف محرم سی متعلق ہی منع ہی جیسی زہر کا کھانا اور لگانا یا سونگھنی سی ہلاک کری تو لگانا سونگھنا بھی
منع ہی ورنہ نا اور افیون بقصد لہو یا مقدار نشہ کھانا پینا ورنہ دوا جائز ہی بوجہ مخالفت شروط ملک جیسی
چوری کا مال یا وہ چیز جو غصب یا ربوا یا رشوت یا بیوع باطلہ سی ملی اگرچہ بذاتہ حرام نہین لیکن
بوجہ تعلق حق غیر و عدم ملک و مخالفت احکام شرعی ملک مین آتی ہین نہ استعمال جائز ہوتا ہی بوجہ
مخالفت بعض شروط صحت جیسی بیع فاسد وغیرہ انمین ملک ہی مگر نفع حرام ہی چاہیے کہ تصدق کر دی
جائین بوجہ اختصاص و احترام جیسی صدقہ بنی ہاشم اور انبیا پر اور رشتہ تقدیر و طاہر دونو پر حرام ہی صدقہ
یعنی والا دش صدقی کو اگر نذر سادات کری یا کسی غنی کو کھلای تو لینا روا ہی اسکی حقیقت مین صدقہ ہی مگر جیسکو
دی اوسکی حق مین صدقہ نہین ایسی ہی منقول ہی آنحضرت سی ۔ ایسی ہی حرمت اجزای انسان کی

بوجہ تکریم کی ہی انسان کی بال اور کھال اور ہڈی اور گوشت اور دانت وغیرہ کسیکا استعمال جایز نہیں ہی

اقسام اموال کی مال خواہ دوسری چیزونکی حاصل کرنیکی لئی موضوع ہی جیسی چاندی سونا خواہ بذاتہ مقصود ہی جیسی چاندی سونیکی سوای اور چیزین پس اول غیر متعین ہی اسلئی کہ جب بذاتہ مقصود نہین تو تعیین عبث ہی مگر جبکہ امانت ہون یا کوئی صناعت کیجای جیسی زیور تو تعیین ہو جائیگی اور قسم دوم متعین ہی اور اسکی تین قسمین ہین اسلئی کہ خواہ مقدر ہوگا اسی مثلی کہتی ہین جبتک کسی صنعت سی ہیئت و کمی متحقق نہو جیسی غلہ ہر قسم کی تیل۔ کاغذ سونا۔ ڈھی۔ دودھ وغیرہ خواہ عددی متقارب ہو جیسی کاغذ اگر وزن کی جاوی تو ایک نمبر کی چیزین خواہ قیمتی ہوگا یعنی جب عدد اور وزن اور کیل کا اعتبار نرہا تو قیمت کی اعتبار سی تمیز ہوگی جیسی حیوانات اور ہر قسم کی مصنوعات وغیرہ پس اگر کسی نی کسیکا مال لی لیا اور بعینہ موجود ہی تو غیر متعین مین مختار ہی کہ وہی دیوی یا دوسری دی اور متعینات مین وہی مال دینا ہوگا اور اگر وہ مال موجود نہین تو مثلی اور عددیہ مین قیمت واجب الادا نہوگی بلکہ ویسا ہی مال اداکری اور قیمتی مین قیمت اداکری اور معاوضات یعنی ثمن مبیع یا اجرت وغیرہ مین قیمتی کی تعیین اشارہ وغیرہ سی ضرور ہی اور مثلی اور نقدین مین وصف وغیرہ کافی ہی پھر یہ سب اموال چار نوع کی ہین حلال غیر مملوک جیسی مباحات کی چیزین حلال و مملوک یعنی وہ مال جو صورتاً و حقیقتاً وجہ شرعی سی حاصل ہون اور اسکی تفصیل حساب ملک اور تمام رسالی مین مذکور ہی مملوک غیر حلال وہ اموال جنمین صرف صورتاً وجہ شرعی پائی جای جیسی محاصل بیع و اجارۂ فاسد کی غیر مملوک و غیر حلال جسمین کوئی وجہ شرعی نہو مالک راضی ہو یا نہ جیسی ربوا۔ رشوت۔ غصب۔ سرقہ۔ بیع باطلہ وغیرہ پس جو مال مملوک ہی اور حلال نہین وہ اگر دوسری شخص کی ملک مین جاوی اور وہ یہ جانتا ہو کہ یہ مال حرام ہی تو اوسپر حلال ہوگی جیسی بکر نے زید سے غلہ بطور بیع فاسد لیا پھر اوسی بیچا یا اوسکی زوجہ یا دوسری متعلقین نے اوس سے

پایا اور اونکو یہ معلوم ہین کہ یہ غلہ وہی ہے جو بکر نے بطور بیع فاسد خریدا تھا تو ان بالی والون پر حلال بھی ہے
اور انکی ملک مین بھی آجائیگا (شامی) اور زید کو اسکی کچھ واسطہ نرہیگا (ہدایہ) اور یہ مال اگر نقدین سے ہے
تو جو شی اونکی عوض لیجاینگی اوسکی تین صورتین ہین ۱ یہ کہ یہی نقد حرام عوض بھی قرار پائی اور یہی
دیا جاوی جیسے یہ صندوق بعوض ان پانچ روپیون کی (جو بیع یا اجارہ فاسدہ مین ملے ہین) خریدا پھر یہی روپیے
دیدیے اب صندوق سے نفع اوٹھانا حرام ہے ۲ یہ روپے عوض قرار پائین مگر دوسرے روپے دیدے
۳ مطلق عقد کرے مثلا یہ صندوق پانچ روپیہ کو خریدا اور ثمن ان روپیون سے ادا کیا جاوے ان دونو
صورتون مین صندوق سے انتفاع حلال ہے مگر اس روپے دینے کا اسپر گناہ ہوگا اور اگر غیر نقدین
ہے تو معاوضے سے بھی حرمت مرتفع نہوگی (ہدایہ) ایسے مالونکی طاہر کرنیکی یہ صورت ہے کہ اگر ممکن
ہو تو واپس کردے ورنہ اگر نقدین سے ہے تو جس چیز یا جس عمل کا عوض ہے اوسکی اصلی قیمت سے
جسقدر زیادہ ہو وہ تصدق کردے اور اگر غیر نقدین ہے تو بیچ ڈالے اور اگر کچھ نفع ہو تو اوسے تصدق
کردے یہ مال پاک ہوجائیگا باقی رہا ایسے غیر مشروع عقد کا مواخذہ اوسکا علاج توبہ اور انفعال ہے
اور اگر مال نہ مملوک ہے نہ حلال پس اگر ممکن ہو تو مالک یا اونکی وارثونکی حوالے کرے اور اس فعل سے تائب
ہو ورنہ بالکل تصدق کردی جائین نہ ان مالونمین زکوۃ ہے نہ کسیطرح ملک مین آسکتی ہین اور نہ پاک
ہوسکتی ہین البتہ اگر کوئی چیز خریدے اور ان مالونکو اوسکی عوض مین دیا تو بائع کے دین سے سبکدوش
اور اوس معاوضے کا مالک اور اصلی مالک کا دیندار ہو جائیگا اور گناہ باقی اور معاوضات مین حرمت
قائم رہیگی نہ ایسے مالونمین زکوۃ ہے نہ وارثون اور مستحقونکو جان بوجھ کر اسکا لینا جائز ہے مسئلہ ورثا کو
جب معلوم ہو کہ اکثر مال متروکہ حرام کا ہے مگر یہ نہین جانتے کہ حلال کون ہے اور حرام کون تو بطور
ترک تقوی لینا اوسکا جائز ہے مسئلہ شراب یا خنزیر کی قیمت سے مسلمانونکو اپنا حق لینا جائز نہین
مگر جبکہ دینے والا ذمی ہو پس شراب فروش سے کسی چیز کی عوض مین وہ پیسے جو اوسے قیمت شراب مین
ملے ہین لینا جائز ہے اسلیے کہ یہ چیزین اونکی حق مین مال ہین بخلاف زر ربوا اور رشوت وغیرہ کی کہ یہ مسلم
یا کافر کسیکی ملک مین نہین آسکتی مسئلہ اس پر آشوب وقت مین دعوت یا معاوضہ عمل یا بیع یا تنخواہ وغیرہ
مین دو امر کا لحاظ ضرور کرے ۱ یہ کہ اسکی پاس کوئی مال حلال بھی ہے یا بالکل نہین ۲ جو کچھ دیا جاتا ہے
وہ بعینہ اور بالیقین مال حرام سے ہے یا نہ امید ہے کہ اسقدر احتیاط پر بھی حق تعالی عفو فرماوے

حاکم نے قضا کر دیا تو وہ حکم جو ثابت ہو دیانتاً وہ حکم جو واقع ہو قضاءً رو دیانتاً وہ جو ثابت بھی ہوا اور واقع بھی
باطل وہ جو نہ واقع ہو نہ ثابت عرف اسکی چار صورتیں ہیں ۱ مستمر یعنی سلف سے منقول ہو جیسا
ملحق بہ سنت و تقریر نبوی علیہ السلام ہی ۲ مشتہر یعنی تمام دنیا میں متعارف ہی یہ دلیل کے حکم پر ۳ مشترک
یعنی ایک قوم یا ایک شہر کا عرف دوسری کی مخالفت اور مبطل ہو یہ متعارض اور ساقط ہی ۴ عرف خاص یعنی
خاص قوم یا شہر کا عرف یہ مختلف فیہ ہی صاحب رد مختار نے اسکا اعتبار کرتے ہیں دو قول بیان کئی اور شامی کی
میں مشائخ بلخ اور خوارزم اور علی سغدی سے جواز پر فتوی ہی اور سید شہید نے اسکی جواز سے انکار کیا اور کہا کہ اگر
بیع خمیر و خنزیر پر عرف ہو تو کیا جائز ہو سکتا ہی مگر یہ اعتراض تو عرف مستمر و مشتہر پر بھی جسکی مستند ہونی
پر اتفاق ہی وارد ہوگا حق یہ ہی کہ ہماری زمانیکا عرف جب مخالف نصوص و اصول فقہی نہو سکے اور
میں حاجت عام ہو تو اوسکی جواز میں کلام زبردستی ہی ابواب یمین اور اوقات اور بیوع و اجارات وغیرہ
میں جزئیات فقہ کے تتبع سے اعتبار عرف خوب ثابت ہی والعرف فی الشرع له اعتبار لذا علیه الحکم قد یدار شامی العرف
تقسیم بیع آپس کی رضامندی سے دو مفید الومنین بعوض اثبات ملک کے مبادلہ کرنیکو بیع کہتی ہیں بیع کے تیرہ قسمیں ہیں
مبیع کے اعتبار سے ۱ بیع مطلق جب نقدین کی عوض اسباب بیچا جاوی ۲ بیع سلم جب ثمن نقد ہو اور مبیع ثمن
موجل ۳ مقایضہ جب دونو طرف اسباب ہو ۴ صرف جب دونو طرف ثمن ہو اور چار ثمن کے
اعتبار سے ۵ مساومہ جب تعیین ثمن میں بائع و مشتری مختار ہوں یعنی جو چاہیں قیمت قرار دیں ۶
مرابحہ یعنی نفع معین سے ۷ وضیعہ نقصان معین سے ۸ تولیہ اصلی لاگت اور تین حکم کے اعتبار سے ۹ نافذ یعنی
فوراً لازم اور واجب العمل ہو جاوے ۱۰ موقوف جو کسی امر پر موقوف ہو ۱۱ مکروہ جسمیں کوئی بات

خلاف شرع ہو مگر شروط بیع کامل ہون یہ سب بیوع صحیح ہین اگرچہ مکروہ ہین گناہ اور موقوف مین
لتوا ہی اور رد و فسخ کی اعتبار سی ۳ فاسد جسمین بعض شروط بیع کی مخالفت یا کچھ زائد شرط ہو کا لزوم
ہو ۴ باطل جو شرعاً بیع نہ سمجھی جاوے۔ واضح رہی کہ یہ صورتین باہم جمع بھی ہوا کرتی ہین مثلاً [illegible]
موقوف سلم فاسد مع انکے باطل۔ اور عاقدین سات قسم کی ہین ۱ اصیل جو اپنا ہی مال بیچی یا
اپنی ہی لئی خریدی ۲ وکیل جو شرعی اجازت سی مختارانہ معاملہ کرسکی ۳ سفیہ یہ مستحق ہو نہ
مستحق ۴ جعلی جو ناجائز طور سی مالکانہ معاملہ کری جیسی غاصب۔ چور اسکی معاملات ناجائز ہین
اور اگر مشتری کو معلوم نہو تو معذور رہی اور مبیع پر تصرف جائز مگر جب مالک دعوی کری تو مبیع اوسکی
حوالی کیا جاوی فقط بائع پر دعوی رہیگا مل سکی یا نہ ۵ فضولی جو مالک کی بی اجازت خرید
فروخت کری جنکی بیع اذن مالک پر موقوف اور قبل از استحقاق جائز ہی (ہدایہ) ۶ مجبور جیسی بالاکراہ
معاملہ کرنا پڑی اسمین جب مجبور کو اختیار حاصل ہو جائز رکھنی نرکھنی کا مختار رہی ۷ مالک حکمی
یعنی سلطان۔ یا قاضی۔ یا ولی جو بغرض تعمیل احکام شرعی تصرف مالکانہ کری پس جو شخص
شرعاً قاضی یا ولی نہو سکی یا بلا دلیل شرعی کچھ تصرف کری تو اوسکی بیع جائز نہوگی صحت بیع کی
آٹھ شرطین ہین اول ایجاب یعنی پہلی درخواست جیسی خریدا بیچا دوم قبول یعنی منظوری
ایجاب قبول کبھی تعاطی کے ذریعہ سی بھی ہو جاتا ہی (ہدایہ) یعنی قیمت دیدی اور مال اوٹھا لیا
اور بائع نی کچھ مزاحمت نکی اور محل اسکا مجلس ہی یعنی ایک ہی مجلس مین ایجاب و قبول تمام ہو جاوے
پس جب زید نی ایجاب کیا اور بعد مجلس بدلنی کی عمرو نے قبول کیا تو زید کے ایجاب کا کچھ اثر باقی نرہا عمرو
کا قول ایجاب ابتدائی سمجھا جائیگا اور اگر مجلس نہ بدلتی یا زید انکار نکرتا اور عمرو قبول کرلیتا تو معاملہ
ختم اور بیع لازم ہو جاتی کسیکو مجال انکار اور موقع انحراف نرہتا مگر ایسی صورتین احتیاط یہ ہی کہ
بعد قبول کے مکرر کہدیا جاوی کہ بیع تمام ہو گئی تاکہ بجمیع وجوہ اتباع حدیث ہو جاوی اور وہم مخالفت

البیان بالخیار ما لم یتفرقا [illegible] باعتبار لفظ
یعنی ظاہر او حقیقتاً [illegible] کہ حدیث
تی اور قیمت لی لی ایجاب و قبول ہو گیا ۱۲
جیسے خریدار سے مال اوٹھا لیا اور [illegible]
یعنی [illegible] ایک دو روپیہ دینار ۱۲
(شامی) یا قاضی [illegible]
[illegible]

بھی باقی رہتی اور مجلس بدلنی سی یہ مراد ہی کہ معاملہ بیع سی جو پیش ہی اوس سی اعراض سمجھا جاتی جیسا اگر ایک
شخص چلنی کی لئی کھڑا ہو گیا یا خود سو گیا یا کسی اور کام میں مشغول ہو گیا مجلس بدل گئی اگر ان دونو نی کچھ سا
چلین تو مجلس باقی رہیگی جبتک جدا نہون (حاشیہ ہدایہ) اور پیغام اور تحریر میں بھی ایسی ہی مجلس
معتبر ہی مگر تحریر میں بعض ضرورتیں مہلت مل سکتی ہی مثلاً خط کی جواب میں چند امور واقعہ ایسی لکھنا تھی جو
فوراً ممکن نہین یا اوسوقت جواب کا بھیجنا مشکل تھا کیونکہ قاصد یا ڈاک کی لئی کچھ انتظار ہی یا خطوط بھیجنی
یا تحریر جواب کی لئی ایک وقت خاص مقرر ہی اب اگر مکتوب الیہ نی عذر کیا کہ میں مکان پر نہ تھا یا فوراً خط
پڑھنی کی فرصت نہ تھی یا جواب وقت پر دیا گیا مگر کسی وجہ سی دیر میں پہنچا ایسی شکلوں میں کاتب
مجبور نہین ہو سکتا اوسی اختیار ہی کہ ایجاب اول کو باقی رکھی یا نہ رکھی اور اگر کہا کہ میں یا میری کارندہ
یا منشی نی فوراً خط نہین پڑھا یا جواب نہین لکھا بلکہ جو وقت خطوط پڑھنی اور لکھنی کا معین ہی
اوسوقت تک توقف کیا گیا تو اس تاخیر وقت کی نسبت نہ ہوگی توقف مقبول ہوگا زید نی لکھنو سی
جمعہ کے دن بکر کو بمقام کلکتہ لکھا کہ میری پاس [illegible] فلان قسم کا [illegible] بعوض [illegible] مثلاً
تحریر کی اور بکر نی وہ کپڑا روانہ کیا تو اگر بکر نی اوسوقت تک جو اوس نی تحریر جواب کے لئی معین کیا تہا
ایجاب کر لیا تو زید کو ممانعت بیسود ہوگی اگرچہ مال روانہ کرنی سی پہلی ہی بکر کو اطلاع ہو گئی ہو اسلئی کہ بکر
نی مجلس میں قبول کر لیا اور بیع تمام ہو گئی اور اگر قبول کرنی سی پہلی یہ ممانعت بکر کو پہنچ گئی یا اونی
وقت معینہ کی بعد قبول کیا تو بیع نہو گی اور مال واپس کیا جائیگا اور خرچہ وغیرہ سب بکر کی ذمی ہوگا
واضح رہی کہ ایجاب و قبول اور قیمت طی کرنی میں فرق ہی ایجاب و قبول بعد تصفیہ جملہ ضروریات بیع
انعقاد کی غرض سی ہوتا ہی اور اوسکی بعد بائع و مشتری دونو اس معاملی پر مجبور ہو جاتی ہیں اور
قیمت صرف اسلئی چکائی جاتی ہی کہ اسکی بعد مال پسند کیا جاوی یا مشتری اپنی ضرورت پر غور کری اگرچہ
یہ مساوی بطور ایجاب و قبول ہو مگر مشتری کو اختیار رہتا ہی اسلئی کہ اگر مال دیکھا اور منعقد بیع نہ ہوئی
باہم قیمت چکائی تہی

[illegible]

سے نہین ہوئی تو اختیار مشتری کا ظاہر ہی اور اگر سب امور طی ہوگئی تب بہی اسلئی اختیار دیا جاتا کہ کبہی بوجہ خوشی و کمی ثمن نظر ثانی یا تبدیل مقدار وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہی پس اگر ہم مساوت سی بیع لازم کرتی تو شکل اول مین بیع باطل یا فاسد ہوگی اور شکل ثانی مین رضای مشتری نہ متحقق ہوگی مگر بایع کو ایسے امور کی ضرورت نہین ہے ہان جبکہ دونو طرف مال ہو تو دونونکو اختیار ہوگا پس اگر بایع و مشتری مین اختلاف ہوا بایع نی کہا کہ بیع تمام ہوئی اور مشتری کہتا ہے کہ نہین یہ قبول بطور مساوت تہا تو شکل اول مین عقد فاسد اور شکل ثانی مین اگر کوئی قرینہ او تعامل معین قول مشتری ہو تو قضاء بیع لازم ہوگی واللہ اعلم سوم مال یعنی وہ شی جسی محفوظ و مقبوض کر سکین پس منافع اور حقوق مال نہین اور اسمین پانچ چیزین شرط ہین ۱ مفید ہو پس بیکار اور سڑی چیزین اور وہ چیزین جو اوٹھا پھینک دیجاتی ہین جیسی اکثر میوونکی چہلکی لکڑی کی راکھ وغیرہ مال نہین مگر جبکہ کسی غرض کے لیے فراہم کی جاوین تو بک سکتی ہین ۲ متقوم ہو یعنی شرع مین اوسکی قیمت قرار دینا منع نہو اور بحیثیت سبب مفقود و معذر سمجہی جاوی پس خمر خنزیر مال متقوم نہین ۳ مملوکیت کی صلاحیت ہو پس آزاد آدمی نہ کسیکا مملوک ہو سکتا ہی نہ اسکا بیچنا جائز اور غیر کا مال اگرچہ ہماری ملک مین نہو مگر مملوکیت کی قابل ہے ۴ جائز الاستعمال ہو پس مردار اور پوست مردار قبل از دباغت اور خمر اور خنزیر اور سب حرام اور نجس چیزین نہین بک سکتین اسلیئے کہ نہ انسی نفع جائز ہی نہ استعمال حلال البتہ مال مباح یعنی کسیکی ملک مین نہو بلکہ ہر شخص اوس سی نفع اوٹہانیکا حق رکھتا ہی جیسی شکار جنگل کی گہاس دریا کا پانی یہ چیزین بعد قبضہ کے مملوک اور مبیع ہو جاتی ہین ۵ جائز البیع ہو پس حشرات الارض اور بتونکا بیچنا منع ہی ہان جبکہ اونسی کوئی خاص نفع جائز ہو چہارم وصف و مقدار ثمن یعنی اتنی اور اوس قسم کی روپئی یا پیسی پس اگر تعداد بیان نکی تو بیع فاسد ہی اور اگر وصف بیان نکیا اور کئی طرح کی سکے ایک نوع کی رائج ہین پس اگر رواج برابر اور قیمت متفاوت ہی تو بیع فاسد ہے اور ایک سکہ

تعدد مول

زیادہ رائج ہی تو پہر دینا ہوگا پنجم تعیین مبیع اسکا ادنی درجہ یہ ہی کہ مشتری کو معلوم ہو جای کہ
جو چیز خریدی وہ تغیر اور بیشی و کمی سے محفوظ ہی اور کل قیمت اسکی اسقدر ہی یہ صورتین کبہی ناپ
اور تول اور شمار اور تخمینی اور اشاروں سے حاصل ہوتی ہین جیسی یہ سب غلہ دو روپیہ کا یا یہ گیہون فی
من ایک روپیہ کا یہ آم دو فی عدد یا دو پیسہ کا اور کبہی انقطاع اور انحصار سی معین ہو جاتا ہی جیسی جو
کچہ اس صندوق مین ہی یا پنجرہ مین ہی کو اسقدر کو تمین اگرچہ مقدار اور وصف مبیع کچہ بہی معلوم نہین مگر جدا
اور تغیر ہو سکتا ہی نہ کمی بیشی کا احتمال ہی نہ ثمن غیر محدود بخلاف اسکے کہان دو کپڑونسی ایک کپڑا یا گیہون
کا انبار جسقدر ہوفی من لکر دیم کے حساب سی شکل اولین تغیر مبیع ہی کہ نہین معلوم کون کپڑا اچہا گیا اور
شکل دوم مین ثمن مجہول ہے کہ گیہون سب کتنی روپے کے ہونگی اور یہ بہی ضروری ہو جای کہ مبیع
یکمشت بکتا یا علیحدہ علیحدہ کیونکہ بصورت یکمشت بکنی کے خریدار کو بعض چیزونکی بہیر کا اختیار نہین اور
اگر یکمشت نہین تو ثمن بہی جدا جدا بیان کیا جائی اور مبیع معدوم اور غیر مقدور التسلیم نہو (عالمگیری)
ششم اہلیت عاقدین یعنے نابالغ مجنون مجبور مجہور نہون پس اگر معلوم نہین کہ نابالغ یا
مجبور ہی اور معاملہ کیا تو گناہ نہین مگر تا تمام تنقیح اوسکا ولی یا آقا بیع فسخ کر سکتا ہی اور مجبور کا معاملہ اوسکی
حالت اختیار پر موقوف ہی یعنی جب وہ جبر دفع ہو جای اوسی اختیار ہی کہ بیع قائم رکہی یا نہ اور جابر
ہر حال مین گنہگار ہی مجنون کا معاملہ بے بنیاد ہی ہفتم مدت ادائی ثمن ضرور ہی کہ قیمت ادا کرنیکی
مدت بیان کر دیجائی تاکہ آخر کو نزاع نہو پس ایسی مدت جسکی وقت کی اعتبار سی نجان سکین یا جسکا تعین
کسی وقت پر معین نہو جیسی پانی برسنی یا ہوا چلنی تک ناجائز ہی (ہدایہ) بعد ختم بیع کی ادا کا وعدہ کرنا یا
قرضکو نقد اور نقد کو قرض کرنا یا بجہت معرفت و معاملات سابق عادت قدیم پر اکتفا کرنا جائز ہے
حاصل کلام یہ ہی کہ وہ امر نہو کہ نزاع کا احتمال رہے یعنی خریدار کہی کہ مثلاً مینی ایک مہینی کا قصد کیا تہا
و بائع کہی کہ مین ایک ہفتہ سمجہا تہا اور لکر مال قرض بیچا اور مدت معین نکی تو ایک مہینا سمجہا جائیگا
مجلہ ہی اور سوای سلم کی مبیع کی دینے کی مدت معین کرنا جائز نہین ہی کیونکہ یہ وعدہ خواہ اسلی ہے

که مبیع سے نفع اوٹھایا جاے خواہ مبیع موجود نہین صورت اول مین نفع ممنوع ہے اور دوم مین بیع ناجائز ہے
البتہ اگر یہ غرض ہے کہ مبیع مین صناعت وغیرہ باقی ہے یا کہین سے منگوانا ہے یا کسی کارندے یا وکیل کے
پاس ہے تو وعدہ صحیح ہے مگر جسوقت مشتری لیکے تسکی اوسے اختیار ہے اور اگر یہ شرط لازمی قرار دیجاے
اور مشتری درمیان مدت کی قبض دے امتناع سے رد کا جاے تو بیع فاسد ہے ششم قدرت علی التسلیم
یعنی عاقدین معاوضے کی سپرد کرنے پر قدرت رکہتے ہون پس وہ چیزین جو معدوم ہین جیسے پہل قبل از
ظہور یا اوڑتی ہوی جانور یا دریا کی مچہلیان یا وہ چیز جو اپنے قبضے مین نہو نہین بک سکتی ہین البتہ ثمن
کا فی المجال موجود ہونا شرط نہین لیکن جب ایسی چیز ثمن قرار دیجاے جو دنیا مین ممکن نہین یا مبیع
کے متعلقات سے ہو بیع صحیح نہین مثلا ایک بکری خریدی اور ثمن اوسکے بچے قرار دیے یا تلوار خریدی
اور اوسکا قبضہ یا میان ثمن قرار دیا اسلیے کہ ان صورتون مین ثمن جزو مبیع ہے اور در صورت ہلاک
مبیع ادا غیر ممکن **احکام بیوع** ۔ **اول نافذ** یہ فوراً لازم ہو جاتی ہے اور شرطین اسکی بیان
ہوگئین **دوم موقوف** جو فوراً لازم نہو بلکہ کسی شرط کی پائی جانیکی بعد نافذ ہو اسکی چار قسمین ہین
۱ خیار شرط ۲ بیع بشرط الوفا ۳ بیع مجبور ۴ بیع فضولی پس خیار امام صاحب کے نزدیک تین
دن سے زیادہ نہین اور صاحبین کی نزدیک جسقدر مدت مقرر کیجاے جائز ہے مشتری جسوقت اور جبان
چاہے بیع تمام کر سکتا ہے مگر فسخ کرنیکے لئے ضرور ہے کہ بایع کو خبر ہو جاے مسئلہ مشتری نے واپسی کا قصد
کیا اور بایع مکان یا دوکان پر اپنے معمولی وقتو مین نملا یا اوسکا کوئی مکان معین و معلوم نہ تہا تو
مدت خیار کی گزرنیسے خیار باطل ہوگا دو شریک خریدار ہین اور ایک نے منظور کر لیا بیع تمام ہوگی

مشتری کی قوت اور منظوری اور مالکانہ تصرف اور ایسی عیب حادث ہی جو دفع نہو سکے خیار باطل
ہو جاتا ہے اور بیع لازم اگر بائع کو خیار ہی تو مال اوسکی ملک سے نہین نکلتا اور ہلاک مال سے
بیع فسخ ہو جاتی اور مشتری کی خیار مین مبیع ملک بائع سے نکل جاتا ہی مگر امام صاحب کی نزدیک
مشتری بھی مالک نہین ہوتا بخلاف صاحبین کی پس یہ نتیجہ نکلی کہ اگر مین فلان چیز کا مالک ہون
تو میرے ذمی حج ہی اور وہی چیز بطور خیار خریدی امام کے نزدیک نہ مالک ہوا نہ ذمہ دار حج
صاحبین کی نزدیک ملک و حج دونو ثابت ہین (ہدایہ) اگر مبیع مشتری کے پاس ہلاک ہوا خیار
بائع سے قیمت اور خیار مشتری سے ثمن باتفاق لازم ہوگا اور بائع کے پاس ہلاک ہو تو دونو صورتو مین
بیع فسخ ہو گی خیار شرط مین میراث نہین یعنی زید نی ایک صندوق جاکر خریدا اور مر گیا تو ورثا کو پھیرنے
کا اختیار نہ ہوگا (ہدایہ) مگر جبکہ زید نی کسی وصف خاص کی شرط پر خریدا تھا تو ورثا کو اختیار ہی اور اسے
خیار وصف کہتی ہین (مجلہ) خیار تعیین یعنی چند چیزون سے بعض کے پسند کرنیکا اختیار اسکی دو صورتین ہین پہلا
یہ کہ سب چیزین ایک جنس اور ایک قیمت کی ہون اسمین تین چیز ونسی زیادہ کا جواز نہین اور یہی صورت
کتب مین مذکور ہی دوسرا مختلف القیمت اور مختلف الجنس جیسے مذہب و کرمتان [illegible]
مین سکتی غیر کرمتان اسمین جسقدر چاہی جائز اسلیے کہ خیار تعیین بغرض پسند [illegible] ہی اور یہ سوم شہر اسکے
صورت ہو اور پہلی صورت مین چیز خواہ ادنی ہو گی خواہ اوسط خواہ اعلی نہ چوتھا درجہ ہی نہ اوسکی ضرورت
مگر دوسری صورت مین بی شمار درجی ہین اور اونکی ضرورت بھی ہی خیار تعیین مین مدت مقرر کرنا ضروری
مگر امام صاحب کی نزدیک تین دن سی زیادہ نہو اور صاحبین کی نزدیک اختیار ہی جتنی مدت چاہی قرار
دی بہتر امر ہی کہ جب خیار تعیین کری خیار شرط بھی ضرور کرلی (یعنی چاہی تو کل چیزین پھیر دی) جامع کبیر
مین مذکور ہی اور جامع صغیر مین مشروط ہی اور یہی مناسب تر ہی اسلیے کہ بوجہ عدم تعیین مبیع

[illegible]

کی رضا سے مشتری ہی یا معلوم اور یقینی نہیں پس اگر خیار شرط ہو تو کبھی بدون رضا کے چار ناچار ایک چیز لینا
ہوگی اور یہ مخالف ہے بیع لیکن بعد تعیین مستحق و مضمون ہے باقی امانت یعنی ایک یا دو مستقصد لینے کا اقرار تھا اوس سے
زیادہ یا کم لینے کا مشتری کو حق نہیں اور اگر مبیع عیب دار یا ہلاک ہو تو اوسی مقدار کی نسبت ثمن دینا ہوگا مگر یہ عیب
و ہلاک اوس چیز کی طرف منسوب ہوگا جو مبیع کے لیے قرار دیا گیا تفصیل اسکی یہ ہے کہ مثلاً تین چیزوں میں سے دو کے
لینے کا اقرار ہے اب سب پسند آئیں تو بھی مشتری ایک ہی چیز و مجھے کیا جائیگا اگر ایک ناقص یا ہلاک ہو گئی تو
صرف ایک ہی لے سکتا ہے اور اگر دو تو ہلاک یا ناقص ہو گئیں تو اب خیار نہ رہا تیسری چیز امانت ہے واپس کرے اسلیے کہ
عیب دار یا ضائع شدہ قابل واپسی نہیں پس حکماً جزو مبیع متعین ہو گئی ہے اسلیے ہلاک ہو گئیں تو ایک چیز یعنی ثلث امانت
ہے اوسکا معاوضہ کچھ نہیں دو ثلث کا ثمن دے اور اگر عیب دار ہو گئیں تو دو عیب دار معین کرلے ایک پھیر دے پہلی ایک میں
عیب ہوا پھر دوسری میں تو پہلی مبیع اب پچھلی امانت ہے اسلیے کہ وہ دونوں بوجہ تقدیم عیب کے معین ہو گئیں اور اگر برابر نقصان
آیا مگر ایک میں نقصان زیادہ ہے تو جسمیں کم ہے وہ امانت ہے اسی طرح ایک یا تین کے خیار کا بھی حساب کر لینا چاہیے
اگر مشتری مر جاوے تو اسوجہ سے کہ بایع کا مال مخلوط ہے اوسکے وارث کو تعیین کرنیکا اختیار ہے مگر مدت اور خیار شرط مسینگا
(ماخوذ از ہدایہ) مقبوض علی وجہ الشراء ادنیٰ درجہ خیار میں ہے یعنی بیع نہیں ہوئی بلکہ اس غرض سے وہ چیز لی گئی
کہ بعد پسند بیع و شراء کے گفتگو ہوگی اسمیں ضرور ہے کہ ثمن صراحتاً یا دلالتاً معلوم ہو پس بصورت ہلاک ثمن و بصورت استہلاک
قیمت دینا پڑیگی اور اگر ثمن بیان نکیا تو محض امانت ہے اسکو مقبوض علی وجہ النظر کہتے ہیں خیار رویت میں بیع ہو جاتی ہے مگر
ملتوی رہتی ہے جبتک مشتری پسند کرلے اور ان دونوں صورتوں میں بیع ہوتی ہی نہیں بلکہ بیع کا قصد اور ارادہ ہی بطور مبیع
کا معاینہ منظور ہوتا ہے مال جنس امانت ہے (عقود الدریہ) اکثر تاجر اس شرط پر مال جاکر دیتے ہیں کہ جسقدر بکے اوسکی
قیمت قرار دادہ اور باقی مال بوقت طلب واپس دینا اور قیمت معینہ سے جو بیشی و کمی ہو وہ نفع و نقصان ہے مالک کو
اوس سے کچھ واسطہ نہیں یہ معاہدہ جائز ہے صحیح بخاری میں ابن عباس سے منقول ہے کہ فرمایا لا باس بان یقول بع ہذا
الثوب فما زاد علی کذا وکذا فہو لک اسصورت میں اگر مال ضائع ہو تو مالک نقصان لے سکتا ہے بیع بشرط وفا

شرط پر معاملہ کرنا کہ اگر اتنی دنوں میں قیمت ادا کی تو بیع نہ ہوگی اس صورت میں قبل از ادای ثمن مبیع
میں تصرف نکرنا چاہیے اور اسکی مدت خیار کی طرح مختلف ہی مگر مفتی ابو یوسف اس قول میں امام
صاحب کی ساتھ ہیں کہ خواہ بائع مدیون تھا اور اوسنی قرضخواہ کی ہاتھ کوئی چیز مقابلہ دین بیچی یا دین نہ
تھا اور کوئی شی بیچی اور قرار پایا کہ جب ثمن پھیرا جاوی تو مبیع بھی واپس ہو یہ عالمگیر احکام رہن ہی
(ہدایہ عالمگیری و شامی) اور اگر یہ شرط علاوہ بیع کی بطور وعدہ قرار پائی تو بیع صحیح اور شرط بحیثیت
وعدہ ملحوظ ہوگی اور اگر یہ شرط داخل عقد ہو تو بیع فاسد ہوگی میری نزدیک یہی قول اصح ہی پس اگر
زید نی عمر سی ایک مکان بطور بیع بالوفا خرید کر عمر کو بکرایہ دیا تو کرایہ عمر کی ذمی نہوگا اور ہمارے زمانے میں
تو جسقدر معاملی بیع بشرط وفا کی ہوتی ہیں وہ محض ربوا ہیں اور سود خوار نکی حیلی اور بعض معاملی
یوں بھی ہوتی ہیں کہ جب چاہیں گی اسقدر نفع دیکر مال پھیر لینگے یہ بھی سود ہی بیع فضولی یعنی
غیر کا مال بے اجازت بیچنا یا غیر کے لئی خریدنا امام شافعی اسی نادرست فرماتی ہیں مگر ہم ثابت کرتے
ہیں سلف کی بیشہ سودا کی جبکہ حضرت نی ایک دینار بکری خریدنے کو دیا تھا اور اونہوں نی دو بکریاں
خرید کر ایک بکری ایک دینار کو بیچ کر ایک بکری مع دینار لیکر خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے
اور آپ نی اونکی تحسین برکت کی دعا فرمائی سو بحکم ضرورت و حاجت جیسی مشتری یا راہن یا مالک
مفقود الخبر ہوگئے اور مبیع یا مرہون یا مال ضائع ہوتا ہی یا مرتہن یا بائع کو روپیہ کی ضرورت ہی
ایسی حالتوں میں یہ قاضی بطور فضولی بیچنے کی مجاز نہو مگر تو بڑا حرج ہوگا مگر بائع فضولی کو ضرور
ہی کہ بطور ناجائز قبضہ نہو تا کہ سرقہ و غصب سی فرق رہی ورنہ عاصی ہوگا اور خریدار اگر جانتا تھا
تو گنہگار ہی یہ بیع مالک کی اجازت تک موقوف ہی مگر مشتری کو حق تصرف حاصل ہی فضولی
بائع ہو یا مشتری مختار ہی کہ قبل از اجازت مالک بیع فسخ کر ڈالے (عالمگیری) مالک بائع و
مشتری دونوں پر دعوی کر سکتا ہی پس اگر فضولی کی پاس مال امانت تھا تو جبتک اصل مالک کی حوالہ
نکیا جاوی صرف اجازت کافی نہوگی اور امانت نہو تو اجازت کافی ہی اور ثمن فضولی کی پاس امانت
ہو اجازت ملنی تک ہو یا نہ اور اجازت تب صحیح ہوگی کہ مالک کو قدرت کاملہ حاصل ہو پس اگر
احد المتعاقدین یا ایسا مبیع جو قسم عروض سی ہو موجود نہو تو مالک کا اجازت دینا مفید نہوگا اور
اگر بائع یعنی فضولی معین ہو تو کسکی ذریعہ سے اجازت نافذ ہوگی اور مشتری معین نہو تو کسکی

ہوگی اور بیع نہو تو کیسا جائز ہوگی اور جب مالک مر جاے تو وارث مستحق ہے مگر قبل قبض
اجازت اونکی معتبر نہیں اور راہن یا مرتہن اور اجیر اور مستاجر مال رہن یا مال کرایہ فروخت کرے قبضہ نکرا دین تو بیع
موقوف ہین کیونکہ راہن جبتک زر رہن ادا کرلے اور مرتہن جبتک گرو کی چیز نہ دلاے ایسی صورت
کرایہ کی چیز جبتک کرایہ دار کے حق سے فارغ نہو جائین اوسوقت تک مالک متصرف نہین ہوسکتا
ایسا ہی مفہوم ہوتا ہے عالمگیری سے کہ بیع موقوف ہے) ایسے معاملونکی بابت کہ بیع ہو چکی راہن اور
مالک مال کو اختیار ہے کہ بیع اول فسخ کرے مرتہن یا کرایہ دار کے ہاتھ بیچڈالے مثلاً زید کا مکان عمر کے
پاس رہن ہے پھر زید نے اوسے بکر کے ہاتھ بیچا اور بوجہ استحقاق مرہون یہ بیع فسخ کرکے عمر کے ہاتھ
بیچڈالا یا عمر نے وہ مکان بکر کے ہاتھ بیچا تھا پھر زید نے کہ مالک مکان ہے اوس بیع کو فسخ کرکے اپنی طرف
سے عمر کی اتنی بیع کی اور یہی حکم ہے جبکہ زید مالک تھا اور عمر کرایہ دار ہو تا بیع مجبور مجبور وہ شخص ہے
جسے خوف دلایا جاے کہ اگر ایسا نکریگا تو قتل یا قید ہوگا اور مجبور اپنی ظن غالب سے جانتا ہے کہ جابر
اس بات پر قادر ہے پس اگر قتل یا قطع اعضا کا خوف ہو تو کلمہ کفر بھی باطمینان قلب نظاہر کہدینا
جائز ہے اور عقود بالکل غیر معتبر اور اگر سخت قید یا صرف مار کا ڈر ہے تو فقط عقود فاسد ہونگے پس
جبکہ زید نے عمر کو کسی چیز بیچنے یا خریدنے پر مجبور کیا تو بیع اوسوقت تک نافذ نہوگا
جبتک عمر کو امن حاصل نہو اور اپنی رضامندی ظاہر کرے ان صورتون میں مجبور ہمیشہ مختار ہے اور جابر
و سردار ہے اور بیع پر بعد قبض بطور بیع فاسد مالک آجاتے ہین پس اگر بائع مشتری دونو مجبور
ہون تو قیمت جابر کے ذمہ ہے سو جو آخر کار راضی ہوگی تو بیع جائز ہوگی بصورت بائع مجبور ہو اب
جابر خواہ مشتری دونو سے قیمت لے سکتا ہے (شرح وقایہ) سے صرف مشتری مجبور ہو تو جسقدر دیا ہے
جابر سے لے سکتا ہے اور ان صورتون میں مال اگر خود ضائع ہو تو قیمت جابر کے ذمہ ہوگی مجبور سے
کچھ واسطہ نہین اور حاکم جبر کا مجبور کی اعتبار سے مختلف ہوتا ہے بہت امور ازال کی حقیقت

نہین شرفا کی نسبت جبر ہوئی ۔ بایع نے ثمن یا مشتری نے مال بجبر دیدیا اور اوسکی پاس خود تلف
ہوا تو پھر گرو دوسرا رہنین ایسی جبری معاملے اگرچہ کئی درجے تک ہو جائین مگر انکا حکم مثال دینا جبر مثلاً
بکر نے عمرو سے کتاب جبراً خریدی کر زید کے ہاتھ اور زید نے محمود کے ہاتھ بیچی یہ جملہ بیوع موقوف اور
ناجائز ہین جبتک عمرو بخوشی اجازت نہ دے (درمختار) سوم بیع سلم اسمین دس چیزون کا تعین
ضرور ہو ١ امکان تسلیم ٢ وقت تسلیم ٣ جنس مبیع جیسے گیہون یا جو ٤ نوع جیسے فلان قسم کے
گیہون ٥ وصف جیسے عمدہ یا خراب ٦ مقدار مبیع ٧ مقدار ثمن ٨ مدت بعضونکے نزدیک
کم سے کم نصف یوم سے زیادہ اور بعضونکے نزدیک تین یوم اور امام صاحب کے نزدیک ایک ماہ ہے
اور اسی پر فتوی ہے (فتح) یعنی اس سے کم مدت معین کرتا احکام سلم مرتب ہونگے ٩ اسی مجلس
مین ثمن تمام و کمال نقد دیا جائے اگر سیتی و پاند کرائی یا نے باقیا تمین وضع لیا بیع سلم ہوگی اور
اگر کچھ نقد کیا اور کچھ قرض تو اوسقدر کی بیع ہو جائیگی ١٠ مبیع وقت عقد سے وقت ادا تک موجود ہو
یہ بایع کی قبضے مین ہو پس ایسی چیز پر سلم کرنا جو پیدا ہوگی اور فی الحال کہین بازار مین نہین ہے جیسے
میوہ جات وغیرہ چھلنی سے پہلی جائز نہین مبیع کیلی ہو تو کیلی شئے سے خریدنا اور وزنی ہو تو وزنی شئے سے
خریدنا جائز نہین مگر جبکہ قدر مختلف ہو (شامی) راس المال اگر مستحق نکلی اور صاحب حق اجازت
ندی تو عقد سلم باطل ہوگیا یا مسلم الیہ عاجز یا مسلم فیہ منقطع ہوگیا تو رب السلم خواہ انتظار کرے خواہ
اصلی روپیہ جو دیا پڑا ہے پھیر لے کچھ بیش و کم تبدل و تغیر جائز نہین کیونکہ راس المال مین تبدل نا جائز

جن چیزونکا ناپ اور وصف بحسب عرف معلوم ہو او نمین سلم نہین ہو سکتا جیسی حیوانات اور وہ تمام چیزین
جو وزن و پیمایش کی اعتبار سی نہین بکتین مگر عددی متقارب یعنی وہ چیزین جو عدداً بکتی ہین اور
سب برابر سمجھی جاتی ہین اگرچہ کچھ فرق بھی ہو جیسی ایک قسم کی انڈے یا ایک مطبع کی کتابین یا ایک نمبر کی
چاقو سوئیان وغیرہ واضح رہی کہ ہمارے زمانہ مین جو چیزین کارخانون اور نمبر کی اعتبار سی ایک صفت
اور صورت کی بنتی ہین وہ سب عددی متقارب مین داخل ہین او نمین سلم صحیح ہی پس ہر سکے کو
راس المال بنا سکتی ہین اگر مسلم فیہ چاندی سونا بنسکتا ہی نہ اشیاء غیر معینہ جنکا ذکر ہو گیا کیونکہ چاندی سونے سے
بصورت تاجیل سود اور بصورت تقابض بیع صرف ہو جائیگی اور اشیاء غیر معینہ مین جہالت مفضی الی
النزاع ہی اسلئے جائز نہین کسی خاص درخت یا کھیت کی اناج یا میوہ مین سلم کرنا کہ شاید وہ ہلاک
ہوں یا نہ پیدا ہوں۔ مسلم الیہ اگر مر جاوے تو مدت ادا باطل اور ادا مسلم فیہ فوراً واجب ہو (فائدہ) قبل
راس المال اور مسلم فیہ مین تصرف قبضہ سی پہلی منع ہے پس زید نے عمرو سی سو تھان تنزیب بطور
سلم خریدی ہین قبضہ پانیسی پہلی بکر کو شریک کیا یا اوسکی ہاتھ بیچی تو تصرف جائز نہین سلم مین خیار رویت و خیار
شرط جائز نہین چہارم تولیہ پنجم مرابحہ ششم وضیعہ چونکہ اسکی بنا کمال دیانت پر ہی اصلی لاگت مشتری
بایع پر اعتماد کرتا ہی اور شبہ خیانت بھی اسمین ممنوع ہی لہذا اصلی لاگت کا علم صحیح شرط ہی پس ضرور
ہی کہ وہ مال نقدین یا مثلی چیزونکی عوض مین خرید کیا ہو کیونکہ اگر بعوض اسباب کی خریدا تو اصلی
لاگت معین نہو سکیگی ہان جب وہ اسباب بازار مین بلا کلفت ایک معین قیمت پر بکا کرتا ہو یا بعینہ
خریدار کی پاس موجود ہو اور وہی ثمن قرار پاوے کہ خیریت مشتری نہ ہو کیونکہ ایکی رعایت سی دوسرے مین کمی
و بیشی ہو جاتی ہے قرض نخریدا ہو کہ قرضکی قیمت اکثر گران ہوتی ہی کوئی عیب اپنی طرف
سے نہ پیدا کیا ہو اگر کوئی عیب پہلی سے تھا یا از خود ہو گیا اوسکا بیان بھی لازم نہین چھپانا
عیب اختیاری نہین ہوا اوٹھانے بٹھانے مین خراب ہو جانا عیب اختیاری ہے مثلاً کوئی ایسا نفع
نہ اوٹھایا ہو جس سے قیمت مین نقصان آوے جیسے آب و تاب یا جزو اصلی مین کمی آ جاوے کپڑا
جتنا قیمت کم ہو گی کتاب باحتیاط پڑھی تو کچھ ہرج نہین اگر ایک چیز دس کو خریدے پھر خرید ردہ

[illegible]

بلکہ اوسی شخص سے پانچ یا دس کو خریدی کی اب صورت اول مین منفعت اور [illegible]
مین زیادہ اوسکے اصلی لاگت رہنے کے ایسے مصارف جنسے مال یا قیمت مین زیادتی
ہوجاوے جیسے رنگ یا نقش یا باربرداری وغیرہ لاگت مین شامل کرین اور [illegible]
اور بقیہ مال کے مصارف داخل نہین جیسے مکان کا کرایہ اور محافظ کی تنخواہ یا دام [illegible]
گماشتہ وغیرہ اور باقی رضامندی سو جس قسم کی مصارف شامل کیے جائینگے جائز ہو [illegible]
یعنی فی روپیہ [illegible] یا جتنی کو قیمتی خریدی کی ہے سو روپیہ قیمت یا اوسکی سوا [illegible]
صورتون مین اگر تعداد ثمن مجلس مین معلوم ہوگی [illegible] فاسد [illegible]
(۳) شرائط بیع بعد ازان بیان کردیا گیا کہ بیع کا خریدار اب [illegible] آلہ [illegible] قرار پا [illegible]
کہ جو بھی کمائی مین تحریر ہو یا ہمارا کارندہ بیان کری یا بازار مین قرار پائی اوسکا حساب ہوگا تو [illegible]
کہ ان سب باتونکی تصریح اوسی مجلس مین ہوجاوے ورنہ بیع فاسد [illegible] بازار [illegible] کہ اصل [illegible]
بازار مین [illegible] دس [illegible] فی روپیہ [illegible] یا زیادہ [illegible] بس یہ مضمون اگر بطور وعدہ ہوئی تو [illegible]
قیمت بازار دونو کو از سرنو اختیار ہے کہ معاملہ کرین یا نکرین اور جو قیمت چاہین قرار دین [illegible]
یعنی اور اگر وہ شرط لازم اور شامل ایجاب و قبول کی متصور ہو تو بیع فاسد ہے مشتری کو [illegible]
کہ کسی شرط مین مخالفت کی گئی ہو تو لینے مین [illegible] بیع [illegible] کمی قیمت کا اختیار [illegible]
امام محمد کے نزدیک دونون خیار اور مفتی ابو یوسف کی نزدیک دونون سقوط قیمت [illegible]
اور عیب مین قیمت کم ہونے کی خیار کافی ہے جب مبیع ہلاک ہوجاوی یا کسی [illegible] کی وجہ سے [illegible]
نرہے تو خریدار کو کوئی حق واپسی وغیرہ نہ ہوگا مال مغصوب مین ملک [illegible] وغیرہ [illegible]
(عالمگیری) مثلاً زید نے عمرو کا چار تو غصب کیا جب عمرو نے دعوی کیا جاتو گم ہوگیا اور [illegible]
گئے بعد ازان بہر ملگیا اب زید باعتبار قیمت ادا کرہ

جبکہ قبضہ کا التماس ہو اور بیع لی سکتا ہو جو چیز بنہایت گران خریدی ہو اور پھر نفع لینا چاہتا ہو
اچھا نہیں فرماتی ہیں ہان جبکہ اوسکی کیفیت بیان کر دی (عالمگیری) ہفتم بیع مقابضہ یعنی
اسباب سے اسباب کا سودا ولہ اگر یہ اور صورت ہو تو یہیں بائع اول مستحق قبضہ کا ہوتا ہے مگر مقابضہ
میں دونوں برابر قبضہ پانیکا حق ہے کیونکہ دونو بائع اور دونو مشتری ہیں مثلا زید نے ایک تھان
بکر کی ہاتھہ پانچ روپیہ کو بیچا اسی زید کو حق ہے کہ پہلے روپیہ لیکر تھان دے اور اگر یہ تھان بمقابلہ کتاب
کے بیچا تو دونو برابر مستحق قبضہ پانیکی ہیں ہشتم بیع مقابضہ میں تعیین یعنی شرط ہے مثلا ...
اس بازار کی ایسی دو چیزیں معین اور معلوم ہیں اور اسطرح کہ ایک ...
جائز نہیں اگر وزنی یا کیلی چیزیں ہوں ...
سونا یا چاندی باہم بیچا اسمیں شرط ...
ہو جائیگی ورنہ بیع فاسد ہے جیسے اشرفی بعوض روپیہ خریدی اور کہا کہ ...
یا جا کر لیتا ہوں اور قبل اسکی کہ بائع اور مشتری علیحدہ ہو جائیں روپیہ ...
بہتر ورنہ بیع فاسد ہو گی مگر روپیہ و اشرفی بعوض اثمان عرفی یعنی فلوس ...
فلوس و نوٹ بمقابلہ فلوس و نوٹ بیچے تو صرف ایکطرف سی قبضہ ...
سونے کے ستر بمقابلہ اثمان عرفی قرضا بک سکتی ہیں کیونکہ بیع ...
سونا قرضا یا بطور ... یا دوسری ملک سے خریدنا ہو تو اوسکی جائز صورت ...

یا فلوس وغیرہ اسمین قرض جائز ہی اسلیے کہ اثمان حکمی مین تقابض البدلین شرط ہی بیع سلم بعوض ہنڈی کے یعنی آدہر روپیہ سود کے مقابلے مین اسمین مجلس عقد وصول اور ادای مبیع اور مجلس ایجاب وقبول کا متحد ہونا شرط ہی جو کہ اسکی لیے لازم ہی کہ بایع یا اوسکا وکیل جواب دینے تک ہمراہ رہے اور اگر دوسری ملک سے منگایا اور یہ کہا کہ روپیہ بوقت وصول مال ملیگا یا بعد دیکھنے کے پسند ناپسند کرنیکا اختیار ہی تو ضرور ہی کہ بایع کا وکیل مال لیجاوے یا معرفت ڈاک بشرط ادای زر نقد بھیجا جاوے تا کہ مشتری مجلس واحد مین روپیہ دے اور مال لے اور الیان جو ڈاک تسلیم مبیع اور قبض ثمن مین بایع کی وکیل متصور ہونگی اور مشتری کو کسی نقصان سے غرض نہوگی مسئلہ اگر مال ریل مین بھیجا اور بلٹی بشرط ادای زر نقد بذریعہ ڈاک آئی تو معا قبضہ نہ پایا جاویگا اسلیے کہ بوقت ادا ... مال نہین ملیگا اور اگر روپیہ نقد بھیجکر مال منگایا اور جلد ... بذریعہ ارسال مال بھی معین کر دیا تو بایع کو چاہیے کہ بشرط ... اوسی مجلس ... نا مال اوس روپیہ دینے والے کے حوالے کرے یا اوسکے ہمراہ کر دے یا جسکی ... مشتری نے طلب کیا یا اوسی اوسی مجلس مین دیدے ورنہ بیع فاسد ہوگی اور یہ روانگی اور روپیہ کی روانگی ... خریدار ہوگی گویا اوسکے وکیل یا سفیر نے روپیہ دیا اور مال لیا اور ایسی صورت تو جب ہی جائز ہی کہ خریدار یا بایع اپنا کسیکو وکیل کر دے اور قرض کی تدبیر یہ ہی کہ بایع سے روپیہ قرض لیکر ثمن ادا کر دے فصل مسئلہ اگر ایسی چیزین ہون جنمین سونا یا چاندی شریک ہو جیسے لونڈی معہ زیور یا تلوار یا صندوق وغیرہ جنمین جا بجا سونے چاندی کی کڑیان یا زنجیرین ہون یا ... جیسی کمخواب یا ... جو کہ جنمین ... یا بالکل چھوٹی چھوٹی نقش ونگار ہون جیسے وہ کتابین جنمین جا بجا کچھ سونا ہو یا ... جسکی کنارہ وغیرہ کچھ چاندی سے تار ہوتی ہین یا سونے چاندی کا ہلکا پانی تو شکل اول و دوم مین ضرور ہی کہ بمقدار چاندی سے یا سونیکی قیمت نقد دی جاوے اور یہ کہ قیمت اوس چاندی یا سونے سے جو اوس مین ہی کچھ زیادہ ہو ... اور شکل سوم مین نظر کرین کہ آیا وہ نقش بالطبع مبیع مین ملحوظ ہے یا نہین اور ملحوظ ہونے سے یہ غرض ہی کہ اگر وہ نہوتی تو خواہ خریدار اوس چیز کو نہ لیتا یا قیمت کم دیتا پس اگر

ـــــــــــــــــــــــــ

حـ اگر روپیہ ... سے روانہ کیا ... کیا جاتا ورنہ نہین ۱۲

لکھوا ہی تو رعایت مذکور لازم ہی ورنہ بیع جائز ہی (رد المختار شامی) مگر احتیاط یہ ہی کہ بلحاظ حدیث نہ
و وجود مخطور قیمت نقد ہی دیجاوی اور صورت اسکی مثل لقطہ او غیر مقبوضہ کی ہو واللہ اعلم سوای اسکی ہر صورت مین
بقدر چاندی یا سونیکی (جو ہو) احکام بیع صرف باقی رہینگے اور کھوٹی چاندیکی سکی اگر وزنا مروج ہون
تو وزنا اور عددا مروج ہون تو عددا بکین گی لیکن جبکہ اپنی ہمجنس سے بیچی جاوین تو مساوات و
رعایت احکام بیع صرف لازم ہی بخلاف فلوس وغیرہ کی کہ وہ جب عددی ہو جاتے ہین پہر وزن کا
لحاظ نہین رہتا اسلئی کہ فلوس مین ثمنیت محض اصطلاحی ہی اور اونمین خلقی پس ایک ڈبل کو ایک سوکھ
پیسی سے بیچنا اگرچہ وزنا تفاوت ہو جائز ہے معادن اور چاندی سونے کی مٹی تین شرطونسے بکسکتی
ہی اول وہ شی جو اوسمین سے نکلی اگر اموال ربویہ سی ہی تو اپنی جنس کے ساتھ نہ بیچی جاوی مثلا تانبی کی کان
بعوض تانبی کی اور لوہی کی کان بعوض لوہی کی نہ بکی اور اگر ایسا کیا تو اور کوئی شی اوسکی ساتھ کردی اور یہ
بھی خوب سمجھ لے کہ جسطرف دوسری چیز ملی ہی اصل شی کم ہو مثلا سونیکی مٹی سونی سے بیچے اب اگر اوس
سونے کے ساتھ کچھ لوہا بھی شریک کرلیا تو ضرور ہی کہ جو سونا مٹی سے نکلی وہ اس سونے سے کم ہو جو خالص ہے
اور اگر اسطرف بھی سونا اور لوہا دیا گیا تو یہ خالص سونا اوس سونے سے کم ہو جو اوس مٹی مین ہی دوم اگر چاندی
کی کان یا مٹی بعوض سونیکی یا سونیکی مٹی بعوض چاندی کی بیچی تو قیمت نقد دیجاوی سوم اوس مٹی یا
کان مین چاندی یا سونا یا جسکا اقرار کیا گیا ہو ضرور نکلی ورنہ بیع معدوم اور بیع باطل ہوگی کیونکہ
یہان مٹی نہ بیع ہی نہ مقصود اسلئی بایع اگر شرط کرلے کہ بعد چاندی نکال لینے کے مٹی واپس لیجائیگی
تو جائز ہی جیسے جو اس صندوق مین ہی بیچا مگر صندوق نہین بیچا خیار رویت اسمین حاصل ہی (عالمگیری)
چونکہ ان معاملات مین خیار رویت مخل مقصود ہی بہتر یہ ہے کہ تھوڑی مٹی صاف کرکے دکھا دیجاوے یا
کوئی اور چیز ساتھ کردی تاکہ خیار رویت کا خدشہ نہ ہو اور اگر باقی مٹی سے کچھ نہ نکلی تو بھی بیع مین نقصان
نہو اور بایع کو یہ جان لینا ضرور ہی کہ اسمین کچھ مال بیراہی سے اور معادن بیچنے کے جائز شرطین یہ ہین ۱
یہ کہ مقام معین کرکی اوسکی مٹی یا جو اوسمین سے نکلی بیچ ڈالے ۲ وہ مقام اسکا مملوک ہو ۳ یہ
بیان کردی کہ کتنا گہرا کہودا جائیگا تاکہ مقدار مجہول نہ رہے ۴ اگر زمین جنگل یا کوہستان وغیرہ کی ہے یعنی
مملوک نہین تو اوسمین خمس وہی جیسا کہ ہم آئندہ ذکر کرینگے ۵ یہ بیع مکروہ یعنی ایسا معاملہ کرنا
جسمین کسی قسم کی شرعی کراہت ہو اور اوسکی پانچ صورتین ہین ۱ باعتبار بیع جیسے آلات لہو و

دعیب کا بیچنا ہے۔ باعتبار ثمن جیسی اوس شخص کو اسباب بیچنا جو غالباً ادای ثمن مال حرام سے کریگا ہے باعتبار
بائع جیسی درزیون سے کپڑے کی گٹھری خریدنا جو اکثر اوسکے مثنی ہون اور ہرایون کاریگرون سے جو دو سرے
مال مسالحہ سے کام کرتے ہین وہی مال مسالحہ خریدنا ہے باعتبار مشتری جیسی آلات جنگ یا قرآن مجید
یا مومن غلام وغیرہ کفار کے ہاتھ بیچنا ہے باعتبار امور خارجیہ جیسی بوقت اذان جمعہ کو خرید و فروخت کرنا
مگر جب دونو مسجد کی طرف جاتے ہوئے راہ مین خرید و فروخت کرین تو مکروہ نہین جب کسی مسجد مین جمعہ ہوتا
ہو اور وقت تمامت ہون تو ہر شخص کو اوس مسجد کی اذان کی پابندی کرنا پڑیگی جسمین اوسنے نماز کا قصد کیا ہو
پس سے لوگونکو ترغیب دلانیکے لئے قیمت بڑہانا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناجش اٰکل الربا خائن
کر سودا یعنی قیمت دکھانیکو بڑہانا یہ لا سودخوار ہی ہان اگر بہ نیت خرید کچھ زیادہ کرے تو جائز ہے اور اگر
مال کو قیمت بہت کم لگائی جاتی تھی پس بغرض دفع ضرر قیمت بڑہائی تو بہتر اور موجب اجر ہے مگر
ایک خریدار معاملہ طے کر چکے پہر اپنی طرف سے گفتگو کرنا (ہدایہ) ہے مال کا عیب چھپانا ہے شہر سے نکلکر تاجر و نکو
قافلے سے ملنا اور اونسے غلہ وغیرہ اوسپر ہی اوپر خریدکر شہر مین فروخت کرنا اور اگر نرخ شہر کا چھپایا تو فریب
بھی ہوا اور اگر کسی ضرورت سے نکلنے اور قافلے سے ملاقات و معاملہ ہو جاے تو مضائقہ نہین لیکن
اگر ایسی صورت مین بائع نے فریب کہایا اور مال بیچکر شہر مین آیا اور معلوم ہوا کہ نرخ مین فریب دیا گیا ہو
تو اوسے اختیار ہے کہ مبیع پہیر لے اور بیع فسخ کر ڈالے ہے دیہاتی تاجر کیطرف سے شہری واقف کار کا بیچنا اگر
منظر اخوت اسلامی وحمایت احباب و مروت یہ توسط جائز ہے اور ایسے شہر مین جہان
بدون دلال کے معاملہ نہایت دقت سے یا بہت نقصان ہونے کا خیال ہے تو
بضرورت دلالی بھی جائز ہے ہے احتکار یعنی غلہ یا جانورونکا چارہ روک رکھنا اور گرانی پر بیچنا خواہ
مخواہ بیچ بہ نرخ گرانی بصورت ضرر عام امام صاحب سے بہی منقول ہے اور فعل نبوی علیہ السلام سے ہوتا ہے کہ
ایکبار حاکم دیا اور محتکر نے غلہ نہ بیچا امام کو قید و تعزیر مناسب کا اختیار ہے (ہدایہ) اور قاضیخان مین قدیم سے منقول
ہے کہ امام صاحب کی نزدیک محتکر کا غلہ اہل حاجت پر تقسیم کرائین اور جب اونکو مل جاوے ادا کرائین

[illegible]

سوتین کوئی چیز لانا مکروہ ہی کیونکہ اسمین فریب ہی مگر کسی زیور یا اور مصلحت کیلیے مضائقہ نہین (عالمگیری)
۸ کسی جاندار کی تصویر بیچنا یا خریدنا یہانتک کہ کھلونے مٹی وغیرہ کی لڑکونکی لئے خریدنا مکروہ ہی (عالمگیری)
۹ جو زکات مین دی یا ہبہ کرے پھر اوسے خریدنا مثلاً لوہے کی انگوٹھی بیچنا مکروہ ہی (عالمگیری) اور پیتل او رتانبے وغیرہ کے زیور
کا بھی یہی حکم ہی ۱۰ ایسی چیز بیچنا جس سے گناہ پر اعانت ہو جیسے شیرہ وطعام ولباس تاڑ کی درخت لہو ولعب
کی چیزین حرام ہیں مگر جبکہ بعینہ اونسی معصیت پر اعانت نہوسکی جیسے سرکہ یا انگور کہ جب اوسکی شراب بنائین
تو بیچنے والے گنہگار نہون ورنہ شی طاہر وحلال ہے یا کسی فاعل مختار کے فعل پر اوسکی برائی بھلائی
موقوف ہو جیسی تاڑ کی درخت کہ اوسکی لکڑی اور پتون سی جائز نفع بھی لے سکتی ہین یا افیون وزہر و
پارچہ ریشمی وزیور طلا ونقرہ اگرچہ بعض محل پر ممنوع ہین مگر استعمال انکا خریدار کی فعل اختیاری پر
موقوف ہی ممکن ہے کہ دوا اور عورتونکی لباس مین خرچ ہون اور ممکن ہے کہ ممنوع استعمال مین آئین ایسی
ہی دکان یا مکان طوائف یا شراب فروش کو بکرایہ دینا بظاہر روا ہے اور زر کرایہ حلال مگر ان معاملات مین
دیانۃً دیکھو کہ بیع باعتبار رواج ومقام وقصد وعادت خریدار کی ممنوع استعمال مین آتا ہی یا نہین
اور ظن غالب پر عمل کری اور باوجود غلبہ ظن اگر معاملہ کیا تو بظاہر روا ہے اور عند اللہ مواخذہ ہی
واللہ اعلم ہم کہہ سکتی ہین کہ جو چیزین اکثر ممنوعات مین صرف ہوتی ہین اونہین سمجھنا چاہیے کہ گو با
فعل فاعل مختار درمیان مین ہین کیونکہ عادت ورواج کو بہت بڑا اثر ہے جیسے طوائف یا کلال
کو مکان کرایہ پر دینا یا غیر محتاط آدمیونکی ہاتھ خصوصاً جو تاڑی پیتی یا بیچتی ہین باک نہین کرتی
تاڑ کی درخت بیچنا ہمارے شہر مین افیون بیچنا ظن کیا یقین ہے کہ ضرور ممنوعات مین استعمال ہوگا
پس احتیاط شرط ہی ۱۱ جب علت کراہت بیع کسی وجہ سے غیر معتبر یا مغلوب ہو یا اوس سی ضرر نہو تو
صرف کراہت تنزیہی یا ممانعت احتیاطی باقی رہیگی مثال رفع علت جیسے آلات حرب کفار اور
باغیونکی ہاتھ بیچنا اس وجہ سی منع ہی کہ بخلاف مسلمانونکی اعدای دینکی اعانت ہوگی مگر جبکہ امن

ہو یا مشتری اہل ملت ہو یعنی ظاہر سمجھا جاتا ہو کہ یہ خریدار مخالفین اسلام کی مدد کریگا تو کچھ مضائقہ
نہیں لیکن کسی قسم کا امن و عہد کیوں نہو جسقدر احتمال فساد باقی ہو اوسیقدر احتراز اولی ہے کیونکہ
کفر و اسلام میں عناد اصلی تنفر طبعی ہو کسی حال میں احتمال فساد مرتفع نہیں ہو سکتا پس اس شبہ سے بھی
بچنا بہتر ہوگا مثال مغلوب بے عملت جیسے کتاب یا فرش یا برتن کے ساتھ تصویریں اسطرح ہوں کہ نہ خریدار
بیع سمجھی جائیں نہ مقصود بیع نہ انکی اعتبار سے قیمت کمی بیشی ہو تو بیع جائز ہے مگر کراہت تنزیہی سے
بچاو نہیں مثال ضرورت جیسے چہرہ دار روپیہ یا ولایتی اشیا جنکا بنانیوالا کاریگروں کی تصویریں
بنا ہوتی ہیں اور سب سے ہر گز خریدار کو اونسے کچھ تعلق نہیں ہوتا یہ بطور ترک اولی بلا کراہت جائز ہے
اگرچہ اصل صانع اور آمر ماخوذ ہوگا قاعدہ ہو کہ بائع کی چیزیں چکھکے لیتے ہیں ۱ اگر بلا اجازت
بائع کر چکھا او سبایکی چیپ رہا ۲ بدون نیت خرید ۳ نیت خرید کرتی مگر چکھنے کے بعد بدون
کسی وجہ اور عدم رضا کی عزم فسخ کیا تو بہتر یہ ہے کہ قیمت مناسب ادا کرے مسئلہ جو پانی جا جسم
زیادہ ہو اور آدمی اوسکی محتاج ہوں اوسکا بیچنا مکروہ ہے بلکہ بلا قیمت دینا چاہیے لمعات ۱ بیع مکروہ
مانند او مرتکب گنہگار ہی و یعنی بیع باطل جو شرعاً عقد بیع متصور نہو پس ۱ وہ عقد جسمیں ایجاب
یا قبول نہو ۲ وہ چیز جو کسی مذہب میں مال نہیں جیسے خون مردار۔ آزاد آدمی انکی بیع باطل ہو
اور اگر صرف ہماری شرع میں مال نہیں سمجھے گئے جیسے شراب خنزیر تو اگر یہ چاندی سونے یا اثمان کے مقابلہ میں
بیع باطل ہوی اور اگر بمقابلہ اسباب وغیرہ بیع فاسد ہوسے مدبر ام ولد مکاتب کی بیع باطل ہو
اسلیے کہ یہ مستحق آزادی کے ہیں اور مالیت انکی غیر معتبر اور مکاتب خود مختار ہوتا ہے ۳ ناپاک چیز
پاک میں ملے جیسے خون یا پیشاب یا حلال اور حرام جیسے گوشت ذبیحہ و مردار یا مال متقوم و
غیر متقوم جیسے بکری اور سور بیع ناجائز ہوگی مگر جبکہ ہر شے کا ثمن علیحدہ علیحدہ قرار دیا ہو اور
یہ قید نہو خواہ مخواہ دونوں خریدی جاکینگی تو جائز ہے ۴ جبکہ ذات مبیع بدل جاسے اور اوس تبدیل
(حلال بیاد اور متقوم غیر متقوم)
سے بالکل غرض فوت ہوتی ہو بیع باطل ہوگی جیسے یاقوت کہکے لوٹا بیچا اور غلام جو اسے کہا
اب تبدیل محل بیع سے غرض خریدار کی فوت اور بیع باطل ہوگی کیونکہ ایجاب و قبول ہو
پر تھا نہ غلام پر اور اگر مقصود باقی رہے صرف بعض صفات میں فرق آئے جیسے گھوڑا بیچا اور
گھوڑی حوالے کی بیع جائز ہے اور مشتری مختار ہو چاہے لے چاہے واپس کرے ۵

مال جو کسی کے قبضی اور ملک مین نہون جیسی پانی دریا مین یا موتی سیپی مین یا اوڑتی ہوئی چڑیا یا کلا
ہوا شکار دریا مین مچھلیان یہ قبل از قبض نہ مال ہین نہ قابل بیع کے مال معدوم جیسی درخت کے
پھل قبل از ظہور یا جانور کے بچی قبل از تخلیق کے مال مشکوک الوجود جیسے انڈے مین بچہ یا حمل وغیرہ
کے جس نشہ والی چیز کی ذات مین سیلان ہو جیسی شراب یا تاڑی وغیرہ اگرچہ کسی چیز مین ملا کر بغیر سیال کے بنا
لیجائی جیسی بسکٹ نان پاؤ جنمین تاڑی ملی ہوتی ہے تو بھی نجس ہے اور حرام اور نہ نفع اوس
سی جائز ہے نہ بیع اوسکی صحیح اور جس نشہ والی چیز مین بذاتہ سیلان نہو اگرچہ اوسی گھول کر سیال بنالین
مگر نجس نہوگی اور نفع اور بیع اوسکی صحیح ہے اگرچہ خود حرام ہے جیسی افیون بیچنا اور اوس سے دوا کرنا جائز
ہے مگر مستعملین کا بیچنا بوجہ قابل اسراف کی اور پانس بیچنا بسبب ضرورت متعدد کے بطور تخصیص جائز
ہے (الجامع الصغیر) انسان کی کسی جزو کی بیع اور اوسکا استعمال جائز نہین جیسے بال - دانت -
ہڈی - ناخن - چمڑا - گوشت - دودھ - بیع باطل مین قبضہ کرنیکے بعد بھی ملک نہین آسکتے
(ہدایہ) اور کسی قسم کا تصرف مثل ہبہ و بیع و عتق کی جائز نہین اور قابض یعنی مشتری کے پاس
اگر مال ہلاک ہوجائی تو امام کے نزدیک امانت ہے اور صاحبین کے نزدیک مضمون (ہدایہ)

بارہوین بیع فاسد جو اصل مین مشروع اور باعتبار کسی وصف کی ممنوع اصل آسمین وہ امر ہے جس
سی بایع یا مشتری کو عقد بیع کی اعتبار سی موقع نزاع کا مل سکے اور فساد کی تین قسمین ہین ا
فساد فی صلب العقد یعنی اصل بیع ہی مین فساد ہی جبکہ بیع مجہول ہو جیسے اس گھر مین میرا
جسقدر حصہ ہو اور مشتری بھی حصہ نہین جانتا یا جو مقدار مشتری سمجھا ہی بایع کو اوس سے انکار ہے یا
دو تو نہین جانتی یا ان چند چیزون سے ایک یا ثمن مجہول ہو جیسے کسی قسم کا روپیہ دینگی یا جو قیمت
قرار پائیگی یا جو فلان شخص کہدی یا جو تمہاری بہی مین لکھا ہو یا اوس چیز کو ثمن گردانین جو
کسی شرع مین مال تھی مگر ہماری شرع مین مال نہین جیسی شراب - خنزیر اور اگر یہ اشیا بیع
گردانی جاتین تو بیع باطل ہے اسلئی کہ بیع مقصود عزیز ہوتا ہے اور ان اشیا کو شرع نی ذلیل قرار دیا ہے لہذا
بیع باطل ہے اور ثمن وسیلہ حصول مبیع ہے نہ عزیز و مقصود مگر ایسے مالونکو جنہین شرع نی بیکار و غیر مفید و
حقیر سمجھا ہے ذریعہ حصول مقصود گردانا مناسب نہین لہذا بیع فاسد ہوگی ۲ یا اسوال ربوا نا جائز طور
پر بیچی جائین جیسے گیہون سی گیہون یا جو سی جو بیچنا یا ایک درہم سی دو درہم بیچنا یا باہم چاندی سونی کو قرضا بیچنا

دوم بیع و شرا اسکو صفقہ فی صفقہ کہتے ہیں یعنی ایک عقد میں دو معاملے اور اوسکی چار صورتیں ہیں اول شرط
جسمیں بائع یا مشتری یا مبیع مستحق کا نفع ہو جیسے یہ مکان بیچیں شرط پیکہ مشتری اوسکو ایک برس تک بائع
کرائی پر یا منت رہنے دے یا بائع اوسے قرض دیا کرے یا یہ غلام خدمت سے معاف رکہا جاوے دوسرے جسمیں
غیر کا حق قائم ہو جیسے یہ بیع بیچیں شرط کہ زید کو یا کتنا اپنا مکان بیچ ڈالو یا عمرو کو نوکر رکہ تیسرے وہ شرط جسمیں
نہ کسی کا نفع ہو نہ کوئی مدعی ہو سکے اور نہ متعارف ہوں جیسے یہ بکری ذبح نہ کیجائے یا یہ مکان نہ گرایا جاوے چوتہے
متعارف ہوں یعنی بدون جن امور کے بیع عموماً تعامل کے متصور نہ ہو جیسے کلاہ چکن قالب پر چڑہا دو یا کپڑا
تہ کر دو یا یہ ادویہ وغیرہ پڑیا میں باندہ دو یا کتاب کو ورق علیحدہ کر دو سوم عیب فساد و نقصان یعنی بعض چیز یا
بیع کا ترک کرنا یا ہر مال کا غیر مقدور التسلیم ہونا یعنی وہ مال جسپر وہ یا اوسکا قائم مقام قابض نہ ہو جیسے مال
اور مسروقہ یا مفقود اور صحیح قبل از قبض اور مرہون کو بیع فاسد ہے اسلیے کہ اسکے قابض یا اسکے
قائم مقام نہیں ہیں یا مدت ادائی ثمن مجہول ہو جیسے جب کہیت کٹے یا تنخواہ ملے یا زید سفر سے
آوے یا پانی برسے ثمن ادا کرینگے یا کسی ایسے امر کی تصریح نکی گئی جو اغراض بیع میں داخل ہے جیسے گوشت
پکا ہوا یا اور وضع قطع نہیں کیا الغرض جو امور اقتضائے بیع کے خلاف ہیں یا کسی قسم کا نزاع پیدا کرنے
والے ہیں وہ سب موجب فساد ہیں اور اقتضائے بیع یہ ہے کہ مشتری مبیع کا اور بائع ثمن کا پورا مالک
ہو جاوے پس جو امر اس کمال ملک کو ساقط یا کسی دوسرے امر کو ثابت کرے وہ مفسد بیع ہے احکام
بیع فاسد ایسا فساد اصلی کسیطرح مرتفع نہیں ہو سکتا شرط اول و فساد نقصان اگر قبل از فسخ بیع
مرتفع ہو جاوے تو بیع صحیح ہو جاتی ہے جیسے وہ شروط زائد جو لازم کیے گئے تہے ترک کر دی جاویں یا
مجہول بیان کر دی جاوے یا ثمن نقد دیدیا جاوے یا مال مفقود و مرہون قبضے میں آجاوے شرط
دوم و سوم اگر لازم و ضرور رہے نہ متصور ہو تو خود بخود ساقط ہو جاوینگی اور بیع ثابت ہوگی
کہ محض شرط زائد ہے بخلاف شرط اول کے کہ اوسمیں ایک مستحق مدعی ہے اور اوسنے اسی غرض سے معاملہ کیا ہے
اور شرط دوم و سوم ایسی نہیں اور شرط چہارم موافق مقتضائے عقد و متمم بیع ہے اس سے کچھ ضرر نہیں

عدم جواز بیع سے یہ غرض نہیں کہ اوس مال کا لینا ممنوع ہوگیا بلکہ اس ایجاب وقبول کا اثر
جاتا رہا عقد بیع کو ممانعت نہیں ہے بیع فاسد میں مبیع مشتری کی ملک میں نہیں آتا مگر جبکہ بائع برضامندی قبضہ
کرا دے اوسوقت ملک میں آجاتا ہے لیکن خمر اور خنزیر مسلم کی ملک میں آ ہی نہیں سکتی لہذا انکی قیمت بھی نہ ہوگی
بیع فاسد کا فسخ کرنا اور مبیع اگر قبضے میں آ گیا ہے تو پھیر دینا واجب ہے اور اگر مشتری کے پاس
بیع ضائع ہوگیا یا بک گیا یا قابل واپسی نہ رہا جیسے گیہوں پیس ڈالے گوشت پکا لیا کپڑا قطع
کر ڈالا تو قیمت دینا پڑیگی ثمن سے کچھ غرض نہیں قیمت سے کم ہو یا زیادہ اسلیے کہ بیع نہیں ہے ایک
قسم کا غصب ہے اور اگر مبیع میں کچھ بیشی وکمی ہوگئی ہے جیسے زمین پر مکان بنا لیا یا باغ لگا یا تو پھیر
امام صاحب کے نزدیک واپسی نہوگی بیع فاسد سے بعد قبضے کے ملک آجاتی ہے مگر نفع لینا حلال
نہیں پس اگر اوسے بیچا تو جسقدر نفع ہو تصدق کرے اور اگر خود کوئی نفع حاصل کیا تو ماخوذ ہوا کریگا
اسلیے کہ ملک فاسد ہے اور فقہا نے اسی باب ربوا سے قرار دیا ہے جیساکہ حضرت عائشہ نے زید بن ارقم
رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ اگر تم اس بیع فاسد سے جو کرتے ہو باز نہ آؤگے اور توبہ نکروگے تو اللہ تعالی تمہارا
حج وجہاد جو آنحضرت کے ساتھ کیا ہے باطل کر دیگا البتہ ثمن یعنی چاندی سونا جو اس بیع فاسد میں بائع
کو ملی اوسکا نفع حلال ہے اسلیے کہ ثمن متعین نہیں (عالمگیری) میرے نزدیک یہ بھی کراہت سے خالی نہوگا
مگر غصب اور خیانت اور سرقے میں نقدین سے بھی نفع حرام ہے (عالمگیری) مسئلہ پہل وغیرہ
اگر خراب اور بیکار نکلیں تو اوسکی چار صورتیں ہیں (۱) کل خراب ہیں تو بیع باطل اور قیمت ساقط
ہے (۲) ربع یا ثلث خراب ہیں تو بیع فاسد ہوگی (۳) کسیقدر خراب ہیں یعنی وہ مقدار جو اوس قسم کے
اشیا میں عادتاً ناقص نکلتی ہو جیسے گیہوں اور دوسرے اناج جنمیں کچھ نہ کچھ کوڑا وغیرہ ضرور ہوتا ہے یا عرفاً
قلیل وغیر معتبر سمجھی جاتی تو بیع صحیح ہے (۴) اگر ایسی خرابی ہو جس سے مالیت اور انتفاع باقی رہے صرف
اوسکی عمدگی اور وصف میں کمی آ گئے تو حکم خیار عیب جاری ہوگا شرط وعدہ وعید انکا پورا کرنا
لازم اور بد عہدی گناہ عظیم ہے قال اللہ تعالی اوفوا بالعقود وقال رسولہ المسلمون عند شروطہم
رواہ بخاری اور ابو داؤد میں ہے کہ بعض صحابہ اس شرط پر اپنے اونٹ مسلمانونکو دیتے تھے
کہ جہاد میں جو مال غنیمت سے ہاتھ آئیگا آدھا آدھا تقسیم کرلیں بخاری میں قاضی شریح سے

منقول ہو منتشی شرط اعلی النفس علیٰ ساغیکر فہو حلیلا اور جامع صغیر میں امام ابو حنیفہ اور محمد سے مروی ہے کہ کوئی کسی کو قرض دے اور
کہا کہ اگر ابھوں یا کروں تو ادہر قرض سے بری کر دونگا پس یہ شرط لازم ہے یعنی اگر قرضخواہ ادا کرے اور
ادا کیا نصف قرض سے بری ہو ورنہ نہ اور فتاوی بزازیہ کے کتاب الکفالۃ میں ہے ان المواعید
باکتساء صور التعلیق تکون لازمۃ اور رد المختار کی بیع بالوفا میں ہے المواعید قد تکون لازمۃ لحاجۃ الناس
یہ سب عبارتیں مصرح ہیں اس امر میں کہ شروط مثل عقود کے بجبر پوری کرائی جاتی ہیں اور قضاءً لازم
ہیں ورنہ حاجت خلق سے تعلیل اور تعلیق کے قید لغو ہو جاتیگی اور نکاح وغیرہ میں تو باتفاق شروط
لازم ہیں اور بد عہد کی نسبت وعید وارد ہے اور کوئی دلیل عدم لزوم پر قائم نہیں عقل سلیم
آدمیت اور انتظام عالم بھی اسی امر کو مقتضی ہے ورنہ اعتماد اور امن اٹھ جائیگا اور بڑی خرابی
واقع ہوگی و المرء یؤخذ باقرارہ مگر جو وعدے اور شرطیں اصول و احکام شرعیہ کے خلاف ہوں
وہ لغو ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شرط شرطا لیس فی کتاب اللہ فلیس لہ وان شرط
مائۃ شرط شرط اللہ احق واوثق رواہ البخاری اسی بنا پر جملہ بیوع فاسدہ و عقود باطلہ و معاہدہ
ربوا و اجارات معاصی قابل التفات نہیں ہوتی اور شرط ربوا و قسم اکل خنزیر و شرب خمر یا قطع
رحم یا ہجر مسلم وغیرہ باطل اور واجب الفسخ ہیں سے شروط مجہول جسمین مشروط نہ معین ہو
نہ معلوم کیونکہ یہ امر مفضی الی النزاع اور موجب تکلیف مالا یطاق اور وجہ بغیر علم ہو اور یہ باطل
ہو پھر اس معاہدہ کی دو قسمیں ہیں اول وعدہ محض یعنے صرف اقرار جسمیں دوسرے کے قبول کی
قولا و فعلا حاجت نہ پڑی اسکی تعمیل قضاءً لازم نہیں عند اللہ موأخذہ ہوگا کیونکہ یہ معاہدہ یکطرفہ
ہو دوسرے شخص کے قبول کو نہ ابتداءً اسمیں دخل تہا نہ انتہاءً اور ہی خصوصیت کی تائید

ہوگی اور قاضی بدون خصومت وقیام مدعی کے حکم نہیں کر سکتا مثلاً ہم تمکو یہ کتاب دینگے جو تمہارا
گھر آینگے نوکر رکھ لینگے دوم شرط معلق یعنی وہ وعدہ سے جو کسی فعل یا معاوضہ پر معلق ہو اس میں
دوسری طرف سے قبول شرط ہے اور جب شرط پائی جاوے تو تعمیل دیانتاً و قضاءً لازم ہے کیونکہ جسکا یہ عقد
ہوا ایک معاوضہ کی وجہ سے مستحق وفا ہے جیسے زید نے عمرو سے کہا کہ تم دوا یا دعا کرو بشرط صحت دس روپے
دینگے یا میرے مقدمہ میں وکالت کرو بشرط کامیابی سو روپیہ دینگے یا ہمارا مال بطور تجار لیجاؤ یا
اپنا مال بیچو وہ صورت واپسی خرچ آمد و رفت ہم دینگے یا فلاں حق سے جو تمہارا ہمارے یا کسی کے
ذمہ ہے دست بردار ہو یا یہ مال تم نہ بیچنا ہم اس قیمت پر خرید لینگے یا تم اب کسی سے یہ چیز نہ خریدو
ہم نے اس قیمت پر بیچی یا اپنا مال ہمارے ساتھ لیجاؤ اگر ہم نہ خریدیں تو تمکو اس آمد و رفت کا نقصان
دینگے الغرض جو شرط مشروط لہ کے قبول کرنے پر موقوف ہو وہ لازم ہے مدعی نے کہا اگر فلاں کام ہو جاوے
تو اسقدر دینگے نہ محتاج قبول ہے نہ قضاءً لازم زید نے ایک طبیب سے علاج کرایا یا کسی کو اپنے
مقدمہ میں وکیل کیا اور یہ قرار پایا کہ بجائے مصارف علاج و مقدمہ کے یہی کہا ہے البتہ بشرط
کامیابی اسقدر دیا جائیگا اب اگر مجموع معاوضہ محنت و مصارف ایک مد رقم ہے جیسے ہزار روپے
یا نصف یا ثلث مال تو شرط صحیح اور معاوضہ مذکور لازم ہے اور بجائے مصارف دوا و مقدمہ کے سمجھی
جاینگی اور اگر معاوضہ مصارف علیحدہ اور محنتانہ علیحدہ قرار پایا جیسے سو روپیہ بابت دوا کے اور دو سو
حق محنت کے تو یہ شرط فاسد غیر معتبر ہے اور قیمت المصارف بطور بیع فاسد لازم اسلئے کہ اگر وہ
مال ہے تو شرط ادا کیسی اور اگر قرض ہے تو شرط عدم ادا کیسی اور دوا وغیرہ میں قرض بھی صحیح نہیں
جیسا کہ باب القرض میں معلوم ہوگا اسکی نظیر معاہدہ زراعت ہے جبکہ زمین ان دیں بشرط لیجاوی
کہ جسقدر پیدا ہوگا اوسکا نصف یا ثلث مالک زمین کا ہے اور مصارف مزارع کے ذمہ ہیں
واضح ہو کہ یہ ایک بڑی اصل جامع اور واسع ہے جو ایک عمدہ الہامات سبحانیہ و فیضان الٰہیہ
سے اس رسالہ میں ہے اس سے ہر قسم کی معاملات کا جواز نکل سکتا ہے چاہئے کہ جو معاملہ ہو اوسکو
پہلے دوسری عقود کی نظر سے دیکھیں اگر کسی عقد مشروع کے موافق ہے تو اوسکے احکام کی پابندی
کریں ورنہ غور کریں کہ اصول شرعیہ کے مخالف ہے یا نہ اگر مخالف ہے تو شرک و غرر و ضرر و رشوہ
اسباب سے متعلق و معدود ہوگا اسکی فروع متفرقات میں مذکور ہونگی [illegible]

وادای دیون فرض ہر اسمین وارث کی قبول اور پسند کو دخل نہین جو دبخود ملک ہو جاتا ہر اور بعض صورتون مین
بازتصحیح اسکی بیان ہو رسالہ اصلاح الاعمال کی کتاب النکاح اور باب المیراث مین جو ہر وقف اور انعامات سلطنت
اگر کسی خدمت سابقہ کا عوض ہر تو بعد اجراء استقرار حسب شرائط استحقاق ثابت ہونگے ورنہ اگر حاکم [illegible]
غنا کرکے سیال حیلہ سوال سے زیادہ تر ظاہر اور بدترین مکاسب فرمایا آنحضرت نے کہ میرا رزق تلوار کے نیچے ہے
سیوال بعد [illegible] ملک ہوتا ہر اور قبل تقسیم اسمین تصرف منع اور [illegible] اسکا نہایت گناہ ہر
رد بالعیب عیب دار چیز پھیر سکتی ہر جسوقت خرید اگر اطلاع ہو البتہ اگر علامت ذکر نہ کیا یا عمداً چھپا
ظاہر کر دیا ہو کہ مین کسی عیب کا ذمہ دار نہین (عالمگیری) یا عیب ایسا تھا جسپر بے تامل نظر
پڑتی تھی جیسی پھٹا ہوا کپڑا تو خریدار کو کچھ حق نہین رہا عیب کی پانچ شکلین ہین اول قبل
قبضہ عیب موجود تھا یا بایع نے کوئی ایسی تدبیر کی جسکا عیب [illegible] ظاہر نہو سکے جیسے کپڑے پر
تیزاب لگا دیا یا بہت میلے کپڑے مین باریک رفو یا کسی [illegible] کا داغ تھا جو ہرگز نہ چھپ سکے مگر کپڑا ایسا
ہو جس سے اوس داغ کا اثر مخفی ہو دھلنے پر ظاہر ہوگا یا جانور کو کوئی ایسا زہر دیا یا [illegible]
کھلائی جس کا اثر کئی روز دن بعد ظاہر ہوا اسصورت مین خریدار کو اختیار ہر کہ پھیر دے یا رکھ لے
مگر ثمن کم ہوگا اور ثبوت اس امر کا کہ عیوب مذکورہ بایع کے پاس سے تھے خریدار کے ذمہ ہر
دوسرا ایک عیب سابق تھا دوسرا بعد قبضہ کے لاحق ہوا خواہ مشتری کے فعل سے جیسے کپڑا پھٹ
گیا خواہ کسی اتفاق سے جیسی چیز ہر کسی [illegible] آب بایع مختار ہر کہ چیز پھیر لے یا قیمت بقدر عیب
سابق کم کردے تیسرا خریدار کا حق اوس سے متعلق ہوگیا جیسے کپڑا سلوا لیا یا رنگوا لیا یا گوشت [illegible]
اور اب اوس عیب سے آگاہی ہوئی جو قبل از قبضہ مبیع مین موجود تھا اسمین خیار ساقط
اور نقصان عیب ذمہ بایع عائد ہوگا اور بایع اگرچہ راضی ہو مگر مبیع واپس نہین ہو سکتی
کیونکہ حق خریدار ہی اوسمین متعلق ہر چوتھا مبیع مین ایسا تصرف کیا کہ وہ ہلاک ہوگیا یا قابل
واپسی کے نہ رہا جیسے غلام ہی چھوڑ دیا یا قتل کر ڈالا یا کھانا کھا لیا یا کپڑا پہنا اور پھٹ گیا یا بیچ ڈالا یا ہبہ
کرکے حوالے کر دیا اب نہ واپسی ممکن ہے نہ رجوع نقصان قیمت لازم پانچوین خود بخود ہوا
جیسے کھانا سڑ گیا غلام مر گیا کپڑا جل گیا اب رجوع نقصان قیمت ہو سکتا ہر کیونکہ عیب قائم
مال [illegible] اور نزد مشتری [illegible] نے عیب کا دعوی کیا ہے پھر اگر محکمہ قاضی مال پھیر دیا گیا تو

اول یکر بایع اول سے نقصان عیب لے سکتا ہے اگر ثابت کردے کہ یہ عیب سابق ہے اور اگر بدون قضا
قاضی باہمی معاملہ کر لیا تو بایع اول ملزم نہوگا عیب وہ ہے جسکی وجہ سے تاجر قیمت کم کرلیں جب خریدار
عیب سے آگاہ ہوا پھر کوئی ایسا تصرف کیا جو منظوری اور ملکیت پر دلالت کرے خیار عیب باطل ہوا
مثلاً کپڑا پہن لیا سواری پر سوار ہوا زید نے ایک چاقو ایک روپیہ کو خریدا بعد دو ماہ کے عیب اوسکا معلوم
ہوا اور قیمت بازار میں نصف رہگئی تو یہ کمی قیمت عیب حادث نہیں اگرچہ مرور ایام سے قیمت کم ہوگئی
مگر مشتری کا اسمین کچھ اختیار نہ تھا جو تصرف یا عیوب ایسی ہین جنپر تسلیم مبیع یا معرفت عیب موقوف
ہے وہ عیب نہین مثلاً کپڑا تھا اسے علیحدہ کرالیا یا گوشت کٹوالیا یا تنور حلوائی سے شیرینی تلوا کرلی
یا خربوزہ - تربوزہ کاٹکر دیکھا اب عیب معلوم ہوا تو کپڑے یا گوشت کا علیحدہ ہوجانا یا مٹھائی کا سلائی
پاک میں آجانا یا خربوزے تربوز کا ترشنا ہر چند موجب نقصان ہے مگر عیب حادث متصور نہوگا
اسلئے کہ عیب حادث وہ ہے جو بعد قبض پیدا ہوا اور یہ قبضے سے پہلے پیدا ہوے اور مشتری کا اسمین
کوئی قصور نہین کیونکہ بدون ان صورتوں کے بایع تسلیم مبیع پر قادر ہی نہ تھا اور خربوزے تربوز
مین اگرچہ یہ عیب بعد قبضہ ہوا مگر مشتری بے تراشے اوس عیب کو نجان سکتا ہان وہ امور
جنپر نہ تسلیم مبیع موقوف ہو نہ معرفت عیب اگر مشتری کی طرف سے ہونگی تو قبل قبض سے یہ مشتری
ملزم ہے مثلاً گوشت کا قیمہ ہوانا کپڑے کی ٹکڑے کرانا مٹھائی لیکر چکھنا یہ سب عیب حادث ہین اور
یہی مفہوم ہوتا ہے فقیہ ابو لیث رح کی رائے سے جو خیار رویت میں مذکور ہوگا البتہ یہ سب چیزین
خیار رویت کی مسقط ہین - رد عیب مین پیدا شد ہے (عالمگیری) خیار رویت جو شخص بے دیکھے
ہوئی چیز خریدے اوسے اختیار ہے کہ دیکھنے سے پہلے یا دیکھتے ہی واپس کردے اور دیکھنے سے یہ غرض
ہے کہ تھیلا علم ہوجاوے اور یہ علم تین طرح حاصل ہوتا ہے مستقل خریدے دیکھا ہے یا کچھ دیکھ لیا ہو

مین شرط ہے کہ مبیع مین کچھ تبدیل و تغیر نہ پایا جاوے جسکی تفصیل بیان سن لیا اور اوسکی موافق پانی برسنا
فقط عذر مین جائز ہو جیسے مشتری نابینا ہو یا بیع سلم کر جاوے دیکھی یا امتحان لو مگر جسکا علم دیکھنے
سے حاصل ہو جیسے عطر شیرینی وغیرہ اوسمین امتحان شرط ہے یعنی سونگھ لینا یا چکھ لینا اور عکس سے
دیکھنے سے خیار باقی نہین ہوتا (عالمگیری) پس غلام یا لونڈی یا اور چیز کی تصویر یا عکس اور زمین و
مکان وغیرہ کا نقشہ دیکھ لینا کافی نہین اور صرف رضا سے خیار رویت ساقط نہین ہوتا یعنی اگر
بے دیکھے مشتری نے کہدیا کہ مجھ خیار نہین ہے تو اس سے کچھ نہین ہوتا البتہ اگر کوئی ایسا تصرف کرے
جس سے مبیع قابل رد نہ رہے یا مشتری مر جاوے یا مبیع عیب دار یا ہلاک ہو جاوے تو خیار رویت
نہ رہیگا یعنی بعد دیکھنے کے اوسی واپسی کا اختیار نہین بیشک جب نائی سے نکال ڈالا گیا خیار
رویت نہ رہا فرستادہ کا دیکھنا معتبر نہین ہان وکیل کا دیکھنا کافی ہے خیار رویت کی مدت کو ایسے
امر پر موقوف کرنا جسکا ہونا نہ ہونا ضروری نہ ہو جائز نہین جیسے جبتک زید آوے یا جبتک پانی برسے
اور یہ کہ عید فطر یا رمضان تک خیار ہو جائز ہے اسلئے کہ پانی برسنا یا زید کا آنا ضروری نہین بخلاف
عید اور رمضان کے مسئلہ زید نے ایک صندوق عمرو سے مول لیا اور کہا کہ اسے فلان مقام پر پہونچا
پس جب صندوق اوس مقام پر پہونچ گیا خیار رویت ساقط ہوا اور یہ فقیہ ابو اللیث کا قول ہے اسلئے
کہ یہ حمل بمنزلہ عیب حادث ہے اگرچہ صندوق مقام معین پر نہ پہونچ بلکہ راہ مین ہو تب بھی خیار
ساقط ہو جاویگا صفقہ واضح رہے کہ تفریق صفقہ جائز نہین مثلاً چار برتن یکمشت بیچے اب
خریدار کو یہ اختیار نہین کہ بعض برتن خریدے اور بعض نہ خریدے اگرچہ قیمت ہر ایک کی علیحدہ
ہو لیکن جب مبیع پر قبضہ ہو گیا صفقہ کا حکم نہ رہا پس جبتک مبیع قبضہ مین نہ آوے اور
چارون سے ایک معیوب یا مستحق نکلا تو خواہ چارون پھیر دے جاوین یا چارون خریدار کے
پاس رہین اور قبضہ کے بعد البتہ وہی عیب دار یا مستحق چیز پھیر جاویگی کیونکہ قبضہ سے صفقہ تمام
ہو گیا البتہ اگر قیمت علیحدہ علیحدہ نہ بیان کیجاوے یا ایسی چیز ہو جسکی تفریق مین نقصان ہے جیسے
دری ستمان گھوڑی کہ دو ٹکا مین دو موزی وغیرہ تو تفریق نہ ہوگی کیونکہ یہ ایک ہی تصور ہو
مگر خیار شرط یا خیار رویت وغیرہ جبتک ساقط نہو نہ قبضہ کامل ہوتا ہے نہ صفقہ تمام
کیونکہ جبتک خیار باقی ہے بیع لازم نہوگی فقط راس المال سلم اور مبیع منقولہ

تصرف قبضہ سے پہلے جائز نہیں یعنی نہ کسی کے ہاتھ بیچے نہ تصدق کرے (عالمگیری) اور غیر منقول اور ثمن
میں قبل قبضہ بھی تصرف جائز ہے مبیع میں یا جائز ہی ہونا قبضہ یہ ہے کہ مبیع اور مشتری میں ایسا تخلیہ کر دیا جاوے
کہ کوئی مانع نہ رہے پس اگر قبل قبضہ مبیع کو اجارہ پر یا عاریت کے طور پر بایع کو دیا یہ تصرف قبضہ نہ
سمجھا جائیگا اور اگر بایع نے اپنے گھر میں مال مشتری کے حوالے کیا اور مشتری نے قفل دیکر وہیں
رہنے دیا قبضہ تمام ہوا (عالمگیری) مگر جبکہ ایسی صریح قبضہ سے سراسر نقصان و حرج ہو تو کسی
حیثیت سے مشتری کو تصرف مالکانہ پر قادر کر دینا اور بایع کا علیحدہ ہو جانا کافی ہے مثلاً زید کا مال تنہا
وزنی ایک جہاز یا گاڑی وغیرہ پر لدا ہوا عمرو نے خرید کر دوسری طرف روانہ کیا یا وہیں رکھا اگر حسب
مصالح تجارت اوسے اوتار کر دوسرے مقام پر لیجانا منظور نہیں کیونکہ ایسی صورتوں میں بسا اوقات
اصل جمع میں بھی نقصان کا خوف ہے اور یہی ہے اگر نمونہ یا تحریر وغیرہ پر مال فروخت ہو کر وہ رسید بذریعہ
شخص ثالث منتقل ہو اور مشتری کو بازار یا مالک سے ہر بار معاہدہ کر لینا ضرور ہے تاکہ اس معاہدہ
کے ذریعہ سے وہ مال خریدار کے ایسے قبضہ میں آجاوے اور ہر وقت تصرف پر قادر رہے۔ اب
بایع سے یہ شرط لینا کہ بار برداری جس پر مال لدا ہے تم یا کرایہ ضرور دینگے یا اسکے مالک سے دلوا دینگے
اگر قبل معاہدہ بیع ہو اور داخل عقد نہیں تو جائز ورنہ مفسد بیع ہے مسئلہ زید نے بکر سے ایک
ایسا مال خریدا جسکے رکھنے کیلئے مصارف مکان یا محافظ وغیرہ بالضرورت مطلوب ہیں اور بکر نے بعد ختم
بیع زید کو قابض کر دیا اور اجازت دیدی پھر زید غائب ہو گیا یا قبضہ نہیں کرتا اس صورت میں
علاوہ اوس قدر وقت کی جسکی اجازت بکر نے دی ہو یا ایسی مدت کی جو اوٹھانے میں عرفاً مطلوب ہے
جملہ اوقات کا کرایہ اور مصارف جزو ثمن ہو جاویگا مسئلہ اگر کلکتہ میں مال خریدا اور قرار پایا کہ بایع
اوسکو کانپور تک پہونچا دے تو یہ شرط مفسد نہیں اسلئے کہ مقام تسلیم کا لحاظ کرنا شروط زایدہ سے نہیں ہے
مگر قبل از وصول کانپور وہ مال مقبوضہ متصور ہوگا اب باقی رہا وزن اور شمار وغیرہ اسکے لئے
یعنی کہا جاوے کہ یہ کل مال جو اسقدر ہے اتنے روپیہ کو بیچا ہیں اگر کم نکلا تو بایع بعد ثبوت ذمہ دار ہے
اور اگر زیادہ ہے تو اوسے کوئی حق نہیں الا بطریق خذ یا قرارہ اور اسیطرح یہ قول منتقل اور
استحقاق رجوع ہوا کریگا جہانتک مراتب بیع اسی ہیئت پر ترقی کریں اور اگر غلہ ہے جسمیں
وزن شرط ہے تو یہ شکل بطور تخمین ہو سکتی ہے یعنی یہ سب اتنے روپیہ کو اور وزن کا ذکر نہ کرے

اور بعد وزن کرنا لازم ہوگا ایک سیر گھی کی ناند یا ظرف کہ چیکڑا زید نے بکر کے ہاتھ بیچا پھر بکر نے بدفعات
بیچنا شروع کیا اور جب سب بک گیا تو جتنا بحساب بیع متفرقات مجموعہ وزن ہوا اوسی قیمت
ہر مشتری نے اپنی بائع کو دی اب ناند یا چیکڑا اگر بائع کا ہے تو اجارہ اور کرایہ کا ہے تو کرایہ
تو مگر خریدار کو دیا بجائے قبضہ کے ہے اور بار بار الٹ پلٹ کرنا ضرور نہیں کیونکہ اسمین نقصان
نقصان ہے مگر یہ اجازت وغیرہ صاحب عقد میں داخل کرنے سے بیع فاسد ہوگی اور ایک دینا
جو آخر میں ہوا سب کی طرف سے کافی ہوگا اگر بوقت وزن وہ سب بیچنے والا یا اوسکی قائم مقام موجود
ہو ورنہ نہ ۔ بیع بل مِن یزید یعنے نیلام جائز ہے اور جب بولی ختم ہو بائع بیچنے نہ بیچنے کا مختار
ہے کیونکہ یہ بولی بائع کی طرف سے نہیں ہوتی بلکہ خریدار کیطرف سے ہے ہاں جبکہ بائع نے اول
اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ یہ چیز ایک روپیہ کو ہے پھر خریدار نے قبول کر لیا بیع تمام ہوئی اور مشتری کو ہاں
تو خیار رویت باقی ہے آج کل نیلام میں اکثر چند امر ہوتے ہیں ۱ آخر بولی پر ضرور ختم ہو جائیگا
یہانتک کہ اگر قیمت بحسب رضامی بائع نہو تو بحیثیت خریدار اپنے نام چڑھا لے مگر بیع خود ختم
یہ شرط لغو ہے اور جو مال اس شرط کے ساتھ بیچا جاوے اوسکی بیع صحیح نہیں ۲ نیلام کرنیوالا
اجرت ضرور لیگا نیلام ہو یا نہو یہ شرط جائز ہو سکتی ہے اسلئے کہ وہ اجیر ہے اثر مرتب ہو یا نہ ہو
اگر اجرت بشرط نیلام قرار پائی تب بھی جائز ہے ۳ اگر بائع نے خود خرید لیا تو اجرت نصف یا
کل یہ شرط لغو ہے جیسا کہ احکام اجارت میں مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی ہاں بطور وعدہ وبیشی
کمی کا اختیار ہے اور بائع کا خود چیز لینا اور نیلام ہونا ایک ہی تحریر ۴ یہ کہ اگر بائع نقد روپیہ
تو اجرت نیلام فی صدی عـــہ اور جب ایکبارگی لے تو اجرت فی صدی عـــہ ہر یہ شرط تب درست
ہے کہ بائع قبل نیلام ایک صورت اختیار کرلے جیسا کہ بیع میں ہے کہ نقد میں یہ چیز عـــہ کو اور ادھار
میں عـــہ کو اور ایک امر طے ہو گیا تو جائز ہے ورنہ اجرت مجہول اور معاملہ فاسد ہو جاتا ہے
پس اگر نیلام کرنے والی نے یہ شرط مشتہر کردی ہو اور قبل نیلام کوئی امر قرار پایا
ہو تو اجرت مجہول اور یہ اجارہ فاسد ہوگا اور اجر مثل جو اشتہار سے زائد نہو قائم ہوگا ۵
بڑھانیکی غرض سے بائع کا یا کسی دوسرے شخص کا بولنا فریب اور ممنوع ہے اور منع کردہ استصناع
کوئی چیز بنوانا ۔ جسمیں مال مصالحہ کاریگر کا ہو وہ بہتر قابل پابندی ہے لیکن آدمی اور

بنوایا کرتے ہین جیسے جوتا - ٹوپی - وغیرہ سے صرف مہلت ویجاوے نہ مدت تاکہ سلم ہوجاوے درست ہے
پہر نہ آمر رجوع کر سکتا ہے نہ مامور ہمذ یہ قول ابو یوسف کا ہے اور امام صاحب کے نزدیک دونو
مختار ہین جیسے آمر مصنوع کو دیکہنے کے کاریگر کو کسی اور کے ہاتہ بیچنے کا اختیار نہ ہا اگرچہ اس سے پہلے
اختیار تہا کہ اوسی یا بجز اوسکے دوسرا بنا دیتا ہو اوسکو دہی لازم ہے بنوانے والے کو خیار رویت حاصل
ہے (ہدایہ) ور مختار ہو واضح رہے کہ آجکل استصناع بہت مروج ہے اور بہت سی چیزین بنوائے جاتی ہین
کیونکہ کیا ایسی چیزونکا بنوانا ضروری امر ہے اور جو چیزین بکثرت پائی جاتی ہین اونمین بہی کبہی کوئی
صنعت خاص یا طرز مطلوب یا منافع مقصود ہوتا ہے اس بنا پر ان سبکا استصناع داخل ضرورت
و تعامل ہے صحیحین مین منقول ہے کہ آنحضرت نے منبر چوبی بنوایا جو کہ اوس زمانے مین معروف
کیا شاید کسی کو معلوم بہی ہوگا بنظر ضرورت و کثرت معاملات استصناع مین تعیین مدت سے بہی
چارہ نہین اسلئے کہ اگر مدت معین ہو تو وقت وصول معلوم ہو نیسے کسقدر خرابیان ہونگی اور
اگر مدت قصیر مشروط ہو تو ایسی چیزونمین جو جلد بنہین سکتین یا مطلوب نہین دقت ہوگی لہذا
تعارف و عدم تعیین مدت شرط ضروری نہین ہے اور مصنوعات کی دو قسمین ہین ۱ جسکی لینے
نہ لینے سے صانع کا نقصان قابل اعتبار نہین کیونکہ وہ شی بکثرت مستعمل و فروخت ہوتی ہے
اوسمین کوئی چیز نئی یا خاص طور کی نہین بنوائی گئی اور کاریگر بدون فرمایش بہی اوسی بنایا اور
بیچا کرتا تہا اسمین مشتری کو خیار رویت حاصل ہے ۲ جسکی واپسی سے کاریگر کا کہلا ہوا نقصان
ہو مثلاً خواہ بک نہین سکتا ہے خواہ قیمت کم ملیگی ہے خواہ اسقدر روپیہ اوسمین صرف ہوا کہ
فی الحال نہ وصول ہو تو بیع ثانی کے انتظار تک اسکی دوسرے کاروبار مین نقصان و حرج ہوگا ہے
خواہ یہ بدون فرمایش ایسا مال کبہی نہ بناتا تہا علی ہذا القیاس ایسی شکلونمین بدون حجت بنوانے
والیکو خیار رویت دینا سد باب استصناع ہے اور اسی پر اقوال فقہا دلالت کرتے ہین کیونکہ وہ
استصناع مین تعامل کو شرط فرماتے ہین اور تعامل اسیطرح جاری ہے ہان یہ امر کہ تعامل اس
زمانیکا حجت نہین تب ہی کہ ۱ مخالف قیاس یا مثبت امر جدید ہو اور یہ اون چیزونمین ہے
جنکا صحیح نمونہ دیا گیا یا ممکن ہو اور اگر نمونے پر فیصلہ ہوا ہے تو خیار رویت ساقط ہوگا ایسے
معاملونمین جملہ شرایط کا طے کر لینا بلکہ لکہہ لینا ضرور ہے مگر اکثر بڑے کارخانون یا سرکارونمین یہ دستور ہے

کہ بعض چیزونکی نسبت ایک معاہدہ ہوجاتا ہے کہ اسقدر مال باقساط و اوصاف و قیمت معلوم
مقامات معلوم پر موجود کیا جاوے پس مسئلہ اگر کل قیمت فوراً نقد دیدی گئی اور مبیع بایع کے
پاس یا بازار مین موجود ہو اور مقدار اور وصف وغیرہ ممکن ہے تو بیع سلم ہو مسئلہ اگر مبیع بنوایا
جاوی تو استصناع ہو اگرچہ مدت طویل بھی ہو مسئلہ اگر مبیع نہ معین ہے نہ بنوایا گیا ہو بلکہ صرف نرخ
وغیرہ پر فیصلہ ہوا ہو تو یہ معاہدہ بیع و شرا ہے اور قضاءً لازم مثلاً زید نے بکر سے کہا کہ ہم یہ جنس و قت
تمہی خریدینگے اور بکر نے بیچنے کا وعدہ کر لیا اب اگر ضروریات بیع کی رعایت اور تفصیل کر دی گئی ہو
اور ربوا نع اور مفاسد سے خالی ہو تو اس معاہدے کی تکمیل دونون پر لازم ہو اور اگر باہم کسی عوض پر صلح
کی گئی تو حق ساقط اور عوض جائز ہوگا پس جب منظور ہو کہ مال مرہون یا مغصوب یا غیر مقبوض
یا ناتیار یا غیر معین بیچا جاوے تو بیع انکی جائز نہین اسلئے کہ بیع کا معین کرنا شرط ہے مگر خرید و فروخت کے
معاہدہ صحیح ہو اسلئے کہ نہ اسمین کسی اصل شرعی کی ممانعت ہو نہ ایسی معاہدونکی کارروائی
ممکن اور دلائل اسکے شروط متعلقہ مین گذر گئے ہین اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بہت مال مطلوب ہو اور اوسکا
ملنا بدون ایک مدت دراز کے ممکن نہین یا یکبار خرید لینا یا کل قیمت دیدینا اور انتظام نگرانی
کرنا دشوار ہے خصوصاً سلاطین اور امرا اور بڑے بڑے تاجرونکو ایسے معاہدونکی ہمیشہ ضرورت
رہتی ہے جو لوگ ملکی انتظامات اور تجارتی وسعت اور جنگی ضرورت اور مخلوق کی حاجت سے
واقف ہین وہ کبھی ایسے معاہدات کی صحت مین شک نہین کر سکتے مگر اس معاہدے مین تعداد
کل مبیع کی معین نہو بلکہ یون قرار پائے کہ جبتک زید بیچا ہے ہم تولی شربت انار روز دیا کرو
یا جس قدر اس تقریب مین صرف ہو اس صورت مین ہر روز بیع جدید ہوتا یا کریگی البتہ
بطور وعدہ دیانتاً پابند ہو قضاءً مجبور نہین ہو سکتا اور عقد بیع اور معاہدہ بیع مین یہ فرق ہے
کہ مبیع بعد بیع کے ملک مشتری ہو جاتا ہے قبضہ ملے یا نہ مشتری جسوقت اسکے ثمن دیگا اسکا
بایع موجود زندہ ہو یا نہ اور ان حقوق مین جو بایع کے ذمی پہلے سے تھے یا اب ثابت ہوئے
اس مبیع کو کچھ تعلق نہین اوس سے نفع حرام ہے اور مشتری کو نفع حلال اور معاہدے
مین وہ مال نہ مبیع قرار دیا جائیگا نہ مشتری کو اوس سے کچھ تعلق نہ اوسکے مرنے کے بعد ورثہ کو
دعویٰ اور نہ درصورت قبضہ پانیکے تصرف جائز ہے مسئلہ زید نے ایک چیز بکر سے خریدی

اور بنا ابھی ثمن دیا نہ قبضہ پایا پھر کسیوقت کسیطرح سے زید قابض ہوگیا اور اوسے استعمال میں لایا تو یہ
تصرف زید پر حلال ہے اور بکر کو سوائے ثمن کے واپسی کا حق نہیں اور معاہدہ تا بیع کیصورت میں یہ تصرف حرام
ہے اور بکر کو حق واپسی حاصل اگر معاہدہ کر سوا وفای عہد نکرے تو درصورت امکان وقدرت تکمیل کرائی
جائیگی اور درصورت مجبوری خواہ مدعی انتظار کرے یا معاہدے سے درگذر ہے کسی اور قسم کا تاوان عائد
نہوگا اور نظیر اسکی بیع سلم ہے جبکہ مسلم الیہ مجبور ہو اقالہ یعنی بیع تمام وصحیح ہوجانے کی بعد ایک یا دونوں کی
درخواست سے برضامندی مبیع وثمن واپس کرنا جو ثمن دیا تھا اوس سے بیشی کمی نہوگی مگر جبکہ
مبیع ناقص یا کم یا زیادہ ہوجائے ثمن باقی ہو یا نہ مگر مبیع کا بعینہ موجود ہونا ضرور ہے مگر بیع مقایضہ
مین ایکطرف سے مال کا باقی رہنا کافی نہیں اسلیے کہ دونو طرف مال ہے اگر قیمت بیش وکم ہوگئے
یا مبیع ہلاک ہوا یا قابل رد نرہا تو یہ بیع جدید ہے اقالہ نہیں کلیہ جن معاملات مین مالی معاوضہ ہے جیسے
بیع۔ اجارہ۔ مزارعت۔ بیع فضولی کی اجازت۔ وغیرہ بری کرنا معزول کرنا وکیل۔ وقف۔ پنچایت
تقسیم۔ یہ سب معاملے تعلیق وشروط فاسدہ سے فاسد ہوجاتے ہین اور جنمین معاوضہ مالی نہین
بلکہ محض احسان ہے جیسے قرض۔ ہبہ۔ وصیت۔ شرکت۔ مضاربت۔ اقالہ یہ شروط اور تعلیقات
فاسدہ سے فاسد نہین ہوتے (کنز) مسئلہ جب مبیع بک گیا اور قبضہ مین آنیسے پہلے کچھ زیادہ ہوا
مثلاً درخت مین پھل آئے یا جانور کے بچہ پیدا ہوئے وہ ملک خریدار ہے (مجلہ) مسئلہ ملک بعد ثبوت کے
اگرچہ مرتفع ہوجائے مگر جسقدر تصرفات کئے وہ باقی رہینگے اور جو منافع اوٹھائے وہ حلال ہونگے جیسے
مبیع مستحق نکلا یا اقالہ کیا گیا تو جو فائدے اس سے حاصل کیے گیے وہ سب حلال ہین پس جبکہ زید
نے ایک گھوڑا عمر سے خریدا اور چند روز اوسپر سوار ہوا کیا پھر بکر کو ہبہ کردیا بکر کے پاس وہ گھوڑا مر گیا
بعد ازان خالد نے دعوی کیا کہ مین اصلی مالک ہون اور عمر نے فریب یا لاعلمی سے بیچا تھا آپ زید کے
وہ منافع جو حاصل کیے حلال ہین اور وہ تصرف یعنی ہبہ وغیرہ جائز اور قیمت گھوڑے کی عمر کے ذمہ
عائد ہوگی اور گھوڑا زندہ ہو تو باوجود جواز تصرف وہ گھوڑا مالک کو دلایا جاتا اور عمر سے قیمت
بیجاتی دلالی اور اوسکی اجرت جائز ہے (درمختار) مگر شرط یہ ہے کہ دلال جس سے اجرت لے
اوسکا طرفدار وخیر خواہ ہو اور دونوں سے اجرت لینا یا فریب سے خریدار کیطرف ہوکر در پردہ بائع
کی خیر خواہی کرنا مغالطہ اور ممنوع ہے دلال پر تقاضا ہوسکتا ہے کہ ثمن یا مبیع وصول کرادے

مشتری اگر بیع واپس کرے تو بائع دلالی پھیر سکتا ہے اور اگر خود بائع مال واپس لے یا کوئی اور
وجہ شرعی ہو تو دلالی واپس نہین ہو سکتی (عقود الدریہ) رشوت خواہ محض ظلم پہنچانے و حق تلفی کے
لیے دیجاتی ہو یا اپنے خلاصی اور حفاظت حق کے واسطے یا صرف اپنا نفع بمدون ضرر غیر مقصود ہو
اور لینے والا خواہ خود حاکم ہے خواہ ایسا دخیل کار جسکو اس معاملہ خاص مین بوجہ اپنے منصب کے دخل
کے مداخلت ہو خواہ محض اجنبی یعنے اس امر خاص مین کچھ مداخلت نہین ہے جیسے دلال وکیل مرید
پس ظلم کرنے یا ظلم کرانے پر رشوت لینا جیسے زید نے عمرو سے رشوت لے کر بکر کے دعوے مین بکر
بری کردونگا یا اپنے آقا کو اسکی ترغیب دلاؤنگا یا ایسی کوئی بات کرونگا کہ جس سے میرے آقا کو تیری
طرفداری لازم ہو یا تیرے دعوے کی حقیت یا مدعی کے دروغ کو سچا یقین آجاوے یا ایسا عہدہ یا کام
جسمین میرے آقا کا نقصان یا کسی دوسرے مستحق کا ضرر ہے دلوا دونگا یا اپنے آقا کے حقوق واجبہ
کے مطالبے اور محافظت مین تجسے اعراض کرونگا یا ایسے کامونمین کسی مقام پر سعی کرونگا
یہ سب امور ممنوع اور رشوت لینے دینے والے دونون ملعون ہین اسلیے کہ یہ محض ظلم ہے اور
معین اور مرتکب انکا ظالم ہے اون حقوق کے ادا کرنے پر رشوت لینا جو اسپر اصالۃً یا تبعاً واجب
الادا ہین جیسے زید نے عمرو سے رشوت لی کہ تیری تنخواہ یا اجرت یا قیمت یا قرض یا حقوق
واجبہ جو میرے ذمے ہین یا ایسے شخص کے ذمے ہین جسنے مجکو ان امور کے انتظام اور نگرانی پر معین
اور دخیل کیا ہے دلوا دونگا اس صورت مین عمرو مظلوم اور بری ہے اور زید ماخوذ و ملعون ہے اور
اگر یہ حقوق ایسے شخص کے ذمے ہین جسنے زید کو اس امر خاص مین مداخلت نہین دی ہے اور
زید پر اونکا دلوادینا شرعاً واجب نہین ہوا ہے تو جو لیا دیا جائیگا وہ اجرت اور حلال ہے جیسے
ایسے امور مین حق السعی جو اسکے ذمے واجب نہین جیسے وکالت دلالی سفارت اجرت تو ہے
پس یہ اگر فریب اور اثبات باطل اور ظلم کے بنا پر ہے تو اوسکی خبیث اور ممنوع ہونے مین
کیا شک ہے جیسے جان بوجھ کر کسیکی جھوٹی دعوے کو ثابت کرانیکی کوشش یا کسی ظلم کو

تقویت یا ایسی تدبیرین جس سے کوئی امر ممنوع مقصود اور مرتب ہو اگر اوسکو اس امر کے
اطلاع نہو اور نہ ظن غالب ہو کہ خواہ مخواہ زید کاذب و ظالم ہے اور تدبیر و تقریر مین کوئی امر
خلاف شرع نکیا ہو بلکہ محض وکالت یا دلالی کی اور برعایہ تقریرون اور عاقلانہ کوششون
اور مستحکم تدبیرون سے سعی کی ہو تو اس اجرت کی حلال ہونے مین کچھ شبہ نہین اگرچہ زید باعتبار خبث
اور واقعہ کے عاصی ہو مسئلہ کسی فریق یا گواہ یا وکیل کو اپنے سچے بیان سے یقین دلانے یا ثابت
کرنے یا مخالف کی اعتراض یا حاکم سے شبہونکی اوٹھانے یا بگڑے ہوئے عنوان کے بنانے کے لیے اپنی
تقریر کو الفاظ مفید اور عنوان شایستہ سے ظاہر کرنا جبتک کذب محض نہو جائز ہے اسلیے کہ
اثبات حق مین کوئی شخص ملزم نہین ہو سکتا اور امر حق کبھی بحسب ظاہر و الفاظ باطل اور مشکوک
نظر آتا ہے اوسوقت ایسی الفاظ اور عبارات سے جو اوس حق کو ثابت کرین تقریر کرنا اگر ممنوع
ہو تو بنا ر وکالت اور جملہ علوم استدلالیہ لغو ہو جائین وقف اسکی تعریف مین فقہا مختلف
ہین امام صاحب کی نزدیک جو مال وقف کیا جاے وہ واقف کی ملک سے نہین نکلتا اور صاحبین کے
نزدیک جناب باری تعالی کے ملک مین آجاتا ہے لیکن بالاتفاق منافع اوس مال کا حق اوسیکو ہے واقف
اگر کسی خاص امر خیر کی لیے وقف کرے تو دوسرے کام مین صرف نہون ورنہ عموماً خیرات مین صرف ہون اور
وقف خاص مین جب مصارف وقف باقی نرہین تو عام فقرا مستحق ہو جاینگے اور جائز کہ متولی وقف
کا فاسق و غیر متدین نہو وقف کی مال کا باقی رکھنا لازم اور اوس سے ایسے منافع جو اصل مال کو
ہلاک نکرین اون لوگونکو جائز ہین جنکے حق مین وقف کیا گیا پس وقف کی جانورونکا دودہ اور مال
وقف کی درختونکی پہل پہول خشک لکڑیان بیچکر بحسب وصیت واقف صرف کرنا جائز ہے بلکہ
متولی وقف کو ایسی وقت تک بلا عذر توقف و تساہل کرنا کہ یہ چیزین خراب یا کم قیمت ہو جائین
یا اونکا کوئی خریدار نرہے روا نہین ہے اور وہ اصل مال ہو جو بالکل خراب یا بیکار ہو گیا ہو بیچنا
جائز ہے جیسے سوکھے درخت یا مسجد کی پرانی چٹائی چونا لکڑی اینٹ جبکہ ضرورتین نہون (عالمگیری
و عقود الدریہ) اصل مال وقف بضرورت و مصلحت بک سکتا ہے جیسے ایک باغ یا مکان وقف ہو اور
نہ منافع اوسکا اوسکی مرمت کو کافی ہے اور نہ بلا مرمت اوسکا باقی رہنا ممکن ہے اسوقت مین ایک
حصہ فروخت کرکے باقی کے حفظ و بقا مین صرف کرنا روا ہے مسئلہ جبکہ مسجد شکستہ ہو اور کوئی اوسکی مرمت

کا متکفل نہو تو اولاً وہ چیزین جو خارج مسجد ہین جیسے حجرے وغیرہ اور آخر کو بعض حصہ اوسکی اوس مرمت
مین جو اوسکی بقا اور حفظ کے لیے ضروری ہون صرف کیجائین یا بیچکر اونکی قیمت سے درست کیجائے
مسئلہ ایک شکستہ مسجد کو دوسری شکستہ مسجد سے مرمت کرنا یا ایک درست مسجد مین جو کہ شکستہ مسجد
کی چیزین بوقت حاجت سخت صرف کرنا اسمین علما مختلف ہین مناسب جناب استاذ ہم فیقعہ یہ
کہ اگر ایک شکستہ غیر آباد ہو اور اوسکی محافظت نہو سکے تو دوسری مسجد آباد مین بوقت حاجت کے سخت
صرف کرنا بضرورت و مصلحت بہتر ہے حیلہ عقلاً و نقلاً ثابت ہو اور جاتا اسکی دو صورتین ہین ۱
اول ممنوع جبکہ ظاہر ربا کی نیت ہو اور حقیقت مین حق اللہ یا حق العباد کا کچھ خیال نکیا جاے دوم
مشروع جب معاملہ جائز کی سہولت یا وسعت منظور ہو یا حرام سے بچنے کا قصد کیا جاے یا ضرورت
یا اضطراب یا ابتلاے عام ہو اور کوئی بڑا نفع پایا جاے اور حیلے دو قسم کے ہوتے ہین ۱ تغیر عنوان
جیسے گیہون اور جو ملا کر بمقابلہ گیہون یا جو کے بیش و کم بیچنا یا دوسرے شہر سے زیور یا جامہ سونا منگایا اور
بغرض سقوط خیار یا التقابض البدلین بایع سے کسی معتمد کو وکیل کر دیا ۲ تجدید عقد جیسے نفع رہن
کا مرتہن کو معاف کر دیا یا بعد بیع اثمار درخت کو ایکمدت تک بطور ہبہ یا اجارہ دیا پس ۱ دینے
مکان رہن پر لیکر راہن سے مفت رہنے کی اجازت لے لی یا نہایت مختصر کرایہ مقرر کر لیا ۲ زید
نے عہ روپیہ بکر سے قرض لیکر ایک اشرفی قیمتی عہ کی دی یا سترہ ۱ تولی چاندی اور تیس ۳۰ گنڈہ ہی
جیسے اٹھارہ زردی کو بیچکر باہم مقاصہ کر لیا تو یہ معاملہ بلحاظ و رعایت اداے ربوا و بانٹا جب گناہ
ہین اور اگر کسی نے اتفاقیہ یا کسی سخت ضرورت علانیہ حرام سے بچنے کے لیے ایسا کیا تو کوئی حرج
نہین مسئلہ زید نہایت بیمار ہے یا اوسے قرضخواہون نے تنگ کیا ہے یا مصارف ضروری کے
سخت تکلیف ہے اور کوئی صورت نہین مگر ایک مکان رکھتا ہے جسکا بیچنا خواہ نہایت مضر ہے
یا قیمت پوری نہین ملتی اور کوئی شخص ہبہ چاہتا اور رہنا ہے۔ مگر وہ نہین رکھتا ایسی اضطرار کی حالت مین اوسنے
پہلے مکان رہن رکھا بعد ازان حق سکونت ہبہ کیا یا پہلے حق سکونت معاف کر دیا بعد ازان رہن رکھا
تو عند اللہ امید عفو ہے ۳ زید کے پاس ہزار کا مال بیوع فاسدہ یا ربوا یا رشوت وغیرہ کا جمع ہو
پھر اوسنے ایکہزار قرض لیکر اس مال سے ادا کر دیا پس اگر بہ نیت دفع اتہام و طعن ظاہر ہے تو
ماخوذ ہوگا اور اگر قرضدار رہتا اور کوئی صورت ادا کی ممکن تھی یا کسی امر خیر مین اوسکو اعانت

گرنیکی نیت ادا ہوئی اس مال سے کچھ نہیں ہے یا کوئی کافر مسلمان ہوا یا فاسق نے توبہ کی اور ابھی
قوت ایمانیہ ایسی نہیں کہ مال سے دست بردار ہو یا کسی سخت حاجتمند کی اعانت مقصود ہے
یا اس مال کی زکوۃ ادا کرنا ہے ان صورتوں میں مجبوری اس حیلے کی اجازت مل سکتی ہے لیکن
اگر یہاں کوئی شخص ماہ صیام میں سفر کیا کہ روزہ نہ رکھنا پڑے ایام سرما میں بفرصت قضا کرلیگا تو
بیشک گنہگار ہوگا اور اگر ضرورت واقع ہو یا حسب اتفاق یا بطور تفریح سفر کرے مگر نیت خبیثہ
نہو تو مضائقہ نہیں ہے بخوف وجوب زکوۃ مال تجارت میں بھی تجارت کی نیت نکی یا دو ایک مہینہ
پہلے سے نیت فسخ کر ڈالی یا دو نصاب مال تہا قریب ختم سال ڈیڑہ نصاب کسی معتمد کو ہبہ کر دیا
یا کوئی مال خرید لیا ان سب صورتوں میں اگر ضرورۃ یا اتفاقی مضمون ہے تو بری ورنہ ماخوذ ہوگا
و مکروا و مکر اللہ واللہ خیر الماکرین مرض الموت یعنی جس مرض میں بدون صحت کے انتقال کرے
پس اگر زید بیمار یا زخمی ہوکر اچھا ہوگیا پھر بہت جلد کسی اور وجہ سے مرگیا یا بعد صحت پھر وہی مرض
عود کر آیا تو یہ مرض مرض الموت نہیں اگر مریض کے چند وارث ہیں اور ایک کے ہاتھ کوئی شے بیچی
یہ بیع دوسرے ورثا کی اجازت پر موقوف رہیگی اور غیر وارث کی ہاتھ بیچے تو اوسکا حکم حکم وصیت
کا ہے پس جسقدر ثلث سے زیادہ ہو خریدار ادا کرے یا بیع فسخ کردے مثلا زید مریض ہوا اور ایک
مکان جسکی قیمت پانسو تہی دوسو کو عمرو کے ہاتھ بیچکر مرگیا اور بعد تجہیز و تکفین کل چہ سو کا مال
زید کا متروکہ بچا مگر کمی قیمت مکان جو تین سو ہے ملاکر نو سو ہوے اب عمرو کو وہ مکان اوسی دو سو کو (یہ وارث نہیں ۱۲)
دیا جائیگا اسلیے کہ کل متروکہ زید نو سو ہے جسکی تہائی تین سو ہے اور ثلث مال تک وصیت جائز ہے
اور اگر اسی صورت میں وہ مکان ایکسو چالیس کو لیگا تو کل متروکہ نو سو ساٹھ ہوا یعنی باقی ترکہ چھ سو
اور کمی قیمت تین سو ساٹھ کل نو سو ساٹھ اسکی تہائی تین سو بیس عمرو کو بطور وصیت چھوڑ
دیے جائینگے باقی چالیس ادا کرے یا مکان پھیر دے ایسی ہی اگر بائع قرضدار ہے اور مال متروکہ
ادائے قرض کو کافی نہیں تو وہ روپیہ جو عمرو نے قیمت مکان سے کم دیا ہے اگر باقیات قرض سے کم یا
مساوی ہے تو بالکل ادا کرے اور اگر زیادہ ہے تو اوس زیادتی کی ایک تہائی چھوٹ جائیگی مثلا
زید مریض نے ایک باغ عمرو کے ہاتھ بیس روپیہ کو بیچا اور قیمت اوسکی چالیس تہی کمی قیمت
بیس ہوے اور کل قرض بیس یا تیس زید کے ذمہ اور اسکا مال متروکہ سے فاضل ہے اب عمرو کو

بدون پورا روپیہ ادا کیے مکان نہین مل سکتا اور اگر فاصلات قرض پانچ تو تو یہ پانچ قرضخواہ
لینگی باقی رہے پندرہ اسمین سے دس حق ورثا کا اور پانچ عمر کو کم ہونگی تب مکان نہین ملیگا جو
ہان اگر کوئی قرضخواہ یا وارث ہو یا ورثا یا قرضخواہ معاف کر دین تو عمر کو کچھ نہ دینا پڑیگا وکالت ذیل
یعنے نائب گماشتہ ملازم یا دوست یا عزیز جو کسی معاملہ کا کسی کی طرف سے مجاز ہو وکیل ہے اور وہ ہو نیکا
عاقل و بالغ و آزاد ہونا شرط ہے (ہدایہ) اور بیع کے اگر بایع کو معلوم ہوا کہ وکیل نابالغ یا مجنون
یا غلام ہے تو مختار ہے کہ بیع قائم رکھے یا فسخ کرے وکیل یا موکل کا مرجانا یا مجنون یا غلام یا مرتد
ہوجانا یا اصل معاملہ کا جسکے لیے وکیل کیا تھا تمام یا معدوم ہوجانا خود بخود وکالت کو زایل اور وکیل کو
معزول کرتا ہے اطلاع دیجاوے یا نہو (عالمگیری) وکیل تین چیزون کا پابند ہے حکم موکل سے غرض
و مصلحت سے تعارف اہل معاملہ پس جبکہ زید نے بکر سے کہا کہ ایک فرش یا چھ روپیہ کا منگوا دو بکر نے
چھ روپیہ کو خرید لایا پر [illegible] منگوا دی یا چین کا فرش منگوا دیا ان صورتون مین یہ معاملہ موکل پر
لازم نہین وکیل کیطرف منسوب ہوگا مگر جبکہ مخالفت مین کھلا فائدہ ہو اور حرف اور غرض کے خلاف
نہو جیسے یون فرش چار کو خرید لایا تو موکل مستحق اور ذمہ دار ہے (عالمگیری) اور وکیل ملزم نہوگا البتہ
جبکہ زید نے عمر کو ایک چاقو قیمتی دو روپیہ کے خریدنے کا وکیل کیا اور عمر دو روپیہ کو دو ویسی قسم کے
چاقو لایا اب زید مختار ہے کہ دونو چاقو دو روپیہ کو لے یا واپس کرے اسلیے کہ عمر نے گو بڑا تبدیلی کام
لیا مگر کیون ایک چاقو ایک روپیہ کو نلیا جسمین موکل کی غرض حاصل اور ایک روپیہ واپس ہوتا
(ماخوذ ہدایہ) البتہ اگر ایسا ہو کہ بایع بدون دونو چاقو خریدے علیحدہ بیع نکرے اور وہ دوسرے
مقام پر اس قیمت پر نہین ملتا تو مزاوار ہے کہ موکل معاملہ وکیل پر مجبور کیا جاوے وکیل نہ
دوسرا وکیل کر سکتا ہے نہ بعد تعیین کے معزول مگر باجازت موکل (ہدایہ) ایک ہی شخص بایع و
مشتری کا وکیل نہین ہو سکتا (ہدایہ) پس وکیل کو جائز نہین کہ اپنے وکالت سے ذاتی معاملہ
موکل سے کرے چونکہ وکالت باب امانت اور تدین سے ہے موقع تہمت سے بچنا لازم ہے
لہذا ایسے شخص سے معاملہ جو عرفًا اسکی طرف منسوب ہو جائز نہین جیسے ماں باپ اولاد وغیرہ
مگر صاحبین کے نزدیک بقیمت مثل جائز ہے جب وکیل اوس مال سے معاملہ نکرے جو
اوس موکل نے دیا تھا موکل کو اختیار ہے کہ وہ معاملہ اپنی طرف منسوب کرے یا نکرے (ہدایہ) مثلا

زید نے بکر کو ایک اشرفی پاس بھیجو بغرض خرید پارچہ دی بکر نے اپنے مال سے کپڑا خرید ایا وہ اشرفی
پاچھی اور اسکی قیمت سے خرید کیا اب زید اوسکے لینے نہ لینے کا مختار ہے (ہدایہ) مگر جبکہ وکیل کو اپنے
تبدیل یا قرض کی اجازت دیگئی ہو وکیل ابتداءً امین ہے اور جب شرط کی مخالفت کرے یا جب
موکل مبیع طلب کرے اور وکیل دینے سے انکار کرے اگرچہ یہ انکار اسلیے ہو کہ موکل ثمن دیدے
لیکن ضامن سمجھا جاگا (ہدایہ) مبیع مال اگر خود بھی تلف ہو تو اوسے دینا پڑیگا جب زید نے بکر کو ایک
معین گھوڑے کے خرید کا موکل کیا بکر کو اپنے لیے خریدنا نچاہیے کفیل وکیل نہیں ہوسکتا۔ وکیل کو
خیار رویت ورد عیب کا مشتری کیطرح اختیار ہے مگر جب مبیع موکل کو سپرد کیا وکیل کا اختیار
زیادہ اختیارات موکل کو حاصل ہونگے رسول پر تقاضا ہو سکتا ہے نہ وہ کسیطرح کا اختیار
رکہتا ہے صرف درمیانی اور پیغام رسان ہے (ہدایہ) مال مباح میں شراکت اور وکالت باطل ہے
کیونکہ یہ امور استحقاق اور ولایت سے متعلق ہیں اور مال مباح میں قبض و تقدیم سے حق حاصل
ہوتا ہے بخلاف اجرت کے کہ اوسکی منافع مستاجر کیطرف رجوع کرتے ہیں باب الربوا سود
لینا دینا حرام قطعی ہے اسکا منکر کافر اور مرتکب سخت گنہگار و فاسق ہے قال جل شانہ وحرم
الربوا وقال الذین یاکلون الربوا الآیۃ لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس وقال
یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات وقال یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم
مومنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ ولعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکل
الربوا وموکلہ وشاہدیہ وکاتبہ (تیسیر الاصول) وقال لیاتین علی الناس زمان لا یبقی احد الا اکل
الربوا فان لم یاکلہ اصابہ من بخارہ او غبارہ (ابوداود) سود جسطرح قرآن و حدیث سے حرام
ہے ایسی ہی عقل بھی اسکو برا سمجھتی ہے اور کبھی اسکی جواز کا فتوی نہیں دیتی کیونکہ بیع اسلیے
موضوع ہے کہ بایع و مشتری نفع کے ساتھ اپنے حاجت کے اسباب حاصل کر سکیں اگر دونوں کا
نفع نہوتا تو باہم تاجر و بیچنے معاملے کی کیا صورت تھی اور حاجت نہوتی تو غیر تاجر کو خرید و فروخت
کی کیا ضرورت تھی اسصورت میں معاملات بیع و شرا کم بلکہ کالعدم ہو جاتے اور اس حکمت
بالغہ اور تدبیر شاملہ میں فرق آتا مگر نفع اور حاجت کا یقینی ہونا ضرور نہیں بلکہ احتمال بھی کافی
ہے کیونکہ بیع و شرا تدبیر معاش سے ہیں اور تدبیر کا یقینی ہونا ضرور نہیں پس حاجت کا احتمال

تو کھلا ہوا ہے کہ کسیکو نقد کسیکو مال کی ضرورت ہوتی ہے اور نفع بھی مسلم ہے کیونکہ دو مختلف
چیزوں مین بیشی و کمی و برابری معلوم یقین ہو سکتی پس ہر شخص اپنی رغبت یا حاجت کے اعتبار
سے اپنے معاملے کو فائدہ مند سمجھتا ہے اور جب یہ امر مسلم ہو گیا اور ربوا مین دونو شرطین مفقود
ہین پس غرض بیع کو باطل ہوئی اور عقل ایسے بیع بلکہ محل متعود و متعقود کو کسیطرح نہین
پسند کر سکتی علامت ربوا کی دو چیزین ہین ۱ اتحاد قدر ۲ اتحاد جنس یعنے ذات اس اعتبار سے
کل مالونکی چار قسمین ہین ۱ متحد القدر والجنس جیسے گندم بمقابلہ گندم یا آہن بمقابلہ آہن
۲ متحد القدر فقط جیسے چاندی سونا آہن مس ۔ سرخی چونا ۳ متحد الجنس فقط جیسے
تنزیب بمقابلہ تنزیب یا کتاب بمقابلہ کتاب جبکہ دونو ایک ہی قسم اور قیمت کی ہون ۴ مختلف
الجنس والقدر جیسے زعفران گیہون یا لوہا اور انیٹ وغیرہ پس شکل اول مین فضل و نسا دونو
حرام ہین اسلیے کہ جو زیادتی بے عوض ہو وہ ربوا ہے اور نقد مین تو زیادتی حقیقۃ موجود ہے
اور قرض مین حکماً زیادتی ہے اسلیے کہ نقد کو قرض پر تفوق ہے دیکھو تاجر جو شے قرضاً لیکر بیچتے
کو بیچتے ہین نقد مین (۵ ا) کو بخوشی دیتے ہین اور شکل دوم و سوم مین فضل حلال ہے کیونکہ
بدون قدر و جنس کے کمی بیشی معلوم یقین ہو سکتی اور نسا حرام ہے اسلیے کہ نقدیت سے شبہ
زیادتی کا قرض پر ثابت ہے اور باب ربوا مین شبہ بمنزلہ حقیقت ہے بخلاف فضل کے کہ اوسکا شبہ اتحاد قدر
سے منعدم ہو کر ساقط ہو گیا اور یہ خیال کہ قرض لینے والا کچھ زیادہ دے تاکہ زیادتی نقد کی جاسکے غیر
متصور و لغو ہے کیونکہ زیادتی نقد کی محض اور مشتبہ ہے اور یہ زیادتی حقیقی و متعین ہے ۴ شکل چہارم
مین فضل و نسا دونو حلال ہین اور احکام ربوا ایسی مالونسے متعلق ہی نہین **کلیات اتحاد**
جنس سے ایک ہی قسم کی چیزین مراد ہین جیسے گندم بمقابلہ گندم اور جو بمقابلہ جو پس مختلف جانورونکے گوشت
کھالین مختلف درختونکے پھل پھول لکڑیان مختلف جواہرات جیسے الماس ۔ یاقوت ۔ زمرد سونے
یا لوہا تانبا پیتل ۔ رانگا ۔ گلٹ ۔ کاغذ ۔ تنزیب ۔ نین سکھ ۔ مخمل ۔ اطلس ۔ یا مختلف کتابین گلستان
بوستان ۔ میزان منشعب ۔ مختلف عطر ۔ اور تیل وغیرہ باہم غیر جنس ہین مگر وہ چیزین جو نام و قدر
متقارب ہین انکی نوعیت اس حکم مین [illegible] نہین بلکہ اونکا قرضاً بیچنا دوسرے وجہ سے منع ہے
جسکا ذکر بیع مقایضہ مین کیا گیا اعتبار [illegible] واضح رہے کہ ہم جنس اشیا مین جو فرق اور

تبدل وصف کے اعتبار سے آتا ہے اوسکی دو قسمین ہین اول تو جیسے گڑ سے ہو سے۔ غرض جو تفاوت
یا فضل وغیرہ کے اعتبار سے مختلف ذاتی یا قیمت یا صورت کی ہوتی ہین انمین وصف کے
اعتبار سے باہم بیشی وکمی ممنوع ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جید ہا اور ردیہا سوا
ہے کسی یعنی وہ وصف جو ہمارے حد نعمت خاص سے پیدا ہوئی ہون پس اگر دو چیزین اصل و مادہ
بعینہ باقی رہے اور کوئی شی سوای صناعت کے ایسی زیادہ نہوئی ہو جسکی بلا نیسو کہ پڑا اثر پیدا ہو
جیسے سوت اور کپڑا یا ریشم اور اطلس یا لکڑی اور لوہا اور تانبہ اور چھری تیغ وغیرہ سے اشیا یا تیل اور
تلی یہ سب باہم جنس ہین اسلیے کہ اصل و مادہ بعینہ موجود ہے اور سوائے صناعت کے کچھ زیادتی نہین ہوئی
اور اگر اصل و مادی پر کوئی شی زیادہ کر گئی جیسے کاجل اور روشنائی یا روئی اور سوت اور کپڑا
یا رس اور شکر اور مٹھائی یا انار سیب یا انگور اور انکی شربت اور مربے وغیرہ یہ سب غیر
جنس ہین اسلیے کہ انکی اصل بعینہ باقی نہین رہی مگر سونا چاندی اگر کسی دوسری چیز مین مل جاے
تو بھی اوسکا اعتبار ہوگا اسلیے کہ سونا چاندی قلیل ہو یا کثیر مقصود و معتبر ہوتا ہے
اصالت اونکی یعنے ثمنیت کسی حال مین باطل نہین ہو سکتی بخلاف اور اشیا کے کہ وہ حالت ترکیب
مین دوسرا حکم پیدا کرتی ہین پس جائز نہین کہ کھوٹی اور کھری چاندی یا سونیکی باہم بیع و شرا مین
بیشی وکمی کرین مگر یہ کہ چاندی ایک حصہ ہو اور میل دو حصہ و ہم قدر اسمین اتحاد شرط ہے یعنی
جو دو چیزین ایک ہی پیمانی یا باٹ سے تولی جائین باہم متحد القدر ہین پس چاندی سونا۔ لوہے تانبے
کا ہم قدر نہین ایسی ہی کیلی وزنی مین اتحاد نہین ہو واضح رہے کہ ہر شی مین ایک ادنی مقدار
ہوتی ہے جسکا معاملات مین لحاظ و حساب ہوتا ہے اور اوس سے کم کا حساب نہین ہوتا اور
اوسی ادنی مقدار کے اعتبار سے اتحاد قدر ہوتا ہے پس بھوسا۔ لکڑی۔ کانپ۔ کوئلا وغیرہ ہم وزن
ہین۔ اور ہر قسم کے اناج جو تولے جاتی ہین ہم وزن ہین ہر قسم کی مٹھائیان روغن زرد شہد
بالائی ہم وزن ہین۔ لوہا۔ تانبا۔ سیسا۔ پیتل۔ رانگا۔ وغیرہ ہم وزن ہین چاندی سونا ہم وزن
ہے ہر روغن خوشبو ہم وزن ہے عطر۔ مشک۔ عنبر۔ زعفران۔ وغیرہ ہم وزن ہے الماس
یاقوت ایک میزان ہے ایسی ہی کیلی چیزین بھی مختلف و متحد ہین اور صرف میزان کا متحد ہونا
کافی نہین اسلیے کہ بعض انکی بالکل میزان مین شریک ہین جیسے لوہا۔ چاندی اور بعض انکا با

ایک ہی ترازو اور باٹ سے تلتی ہیں مگر ادنیٰ مقدار ملحوظ میں اختلاف ہے مثلاً جو ادنیٰ مقدار لوہے تانبے
میں ملحوظ و محسوب ہوتی ہے وہ شیرینی میں غیر محسوب ہے اور جو شیرینی میں محسوب ہے وہ غلہ میں
غیر معتبر ہے اور جو مقدار الماس میں ملحوظ ہے وہ چاندی سونے میں نہیں ایسی ہی عطر و مشک میں جو مقدار
معتبر ہے روغن خوشبو میں نہیں ہے دیکھو عطر وغیرہ کا نمونہ مفت دیا جاتا ہے اور اسقدر آنا ایک
مقدار مستقل ہو جاتی ہے کبھی چاندی سونے میں ایسا نہیں ہوتا اور جسقدر چاندی سونا اتنی
کسوٹی یا گلانے میں ضائع ہوتا ہے الماس میں ایسا نہیں ہے مگر تمیز و فرق ایسا شیا کا بہت
غور اور کمال تفقہ سے متعلق ہے سوم گز مقدار شرعی نہیں کیونکہ گز سے طول و عرض معین ہوتا ہے
مساوات ذاتی حاصل نہیں ہوتی چہارم جب عمدہ اور بری چیز کا باہم مبادلہ منظور ہو تو وہ مخلص
جو حدیث سے منصوص ہے یہ ہے کہ اشعار جیسے گندم سے بدلیں گندم کو بیش و کم کچھ چیز کی بیع میں ہو
ہو جب منظور بیش و کم کا طور ہو ساتھ گندم کو تولا جو اور ہو تا تراضی بہتر ہو معیوب ہو دوسرے کو جو نہیں
ہو محسوب ہو سیم و زر میں جو غش زیادہ ہو ہو بیع جس طور سے ارادہ ہو ہو ایسی ہاں نہیں جب مبادلہ
ہو اور تخمینہ پر معاملہ ہو یا نہ تلیا سے بیری اگر طعام ہو ایسی بیع و شرا میں تجھ پر حرام مسئلہ عالمگیریہ
ایک چیز کے دو تیل یا ایک خوشبو دار دوسرا بے خوشبو کا باہم برابر نہیں اسلیے کہ خوشبو سے ایک میں زیادتی آگئی اموال
مباح یعنی جنکا کوئی مالک نہیں اور ہر شخص کو نفع اوٹھانیکا حق ہے انمیں بعض وہ ہیں
جنکا دوام اور بقا اور صرف انتفاع مقصود ہے جیسے شارع عام جنگل دریا مسجد پل بیت الخلا
اور قبضہ نہیں اور بعضو نمیں قبضہ و ملک مقصود ہے جیسے سبیل یا دریا کا پانی شکار گھاس وغیرہ
انمیں سے تقدیم و ترتیب کا لحاظ کرنا چاہیے مثلاً ایک شخص مسجد میں بیٹھ گیا یا راہ میں چلا جاتا ہے یا
ظرف وضو اوٹھا لیا یا سبیل یا دریا کا پانی اپنی برتن میں کر لیا یا شکار پکڑ لیا یا گھاس کھود لی اب دوسرے کو
ممانعت و مزاحمت کا حق نہیں ہے پہلا آدمی مستحق اور قابض ہو گیا ایسی ہی خرمی سیا فشکر وغیرہ کو

[illegible]

[illegible]

اور نہ سبب ملک زمین کی حرام مگر جو پانی بارش یا کنوئیں یا دریا کا برتن یا حوض وغیرہ میں محفوظ کیا جاے وہ ملک ہے

عرس یا نکاح مین لٹائی جاتے ہین تقدیم قبض سے ملک مین آجاتے ہین (عالمگیری) مگر جب وہ شے
کسی خاص غرض کیلیے مباح کی گئی ہو تو اوسی کام مین صرف ہوگی جیسی طعام دعوت کا جماعت
خاص کے کہانیکے لیے مباح کیا جاتا ہے پس جائز نہین ہے کہ طعام دعوت مین دوسرے کو خود شریک کرلے
یا کچہ اپنے ہمراہ لیجاوے یا بیچے مگر باجازت مالک (عالمگیری) یا کسی سائل یا خادم کو یا اوسکو جو اوسمین
نہون شریک ہی دے اور یہ بہی اختیار نہین کہ دوسرے شخص کے سامنے سے کہانا اوٹہالے جسکے حصہ علحدہ
ہون (مجمع البرکات) کیونکہ وہ خاص اوسکے لیے ہے اگرچہ صاحب دعوت مختار ہے مسئلہ اگر کسی نے
کوئی شی ایک جماعت کو ہبہ کی اور حصے نکیے تو امام صاحب کے نزدیک یہ ہبہ جائز نہین (شرح وقایہ)
اور اگر مباح کی جیسا کہ دعوت مین ہوتا ہے تو اوسکا استعمال سبکو جائز ہے بدون قبض وملک کے
مسئلہ مصلحت وضرورت کی رعایت ہوگی مثلاً کسی تنگ راہ مین ایک طرف سے چہکڑا اور دوسری طرف سے
گہوڑا آتا ہے اب چہکڑے کے پیچہے نہین لگنا ہے سوار پر لگا یا ایک گاڑی وسط راہ مین جاتی ہے جس سے
پیچہے سے راہگیر نکل جانے اور اپنی متوسط رفتار کا موقع نہین ملتا پس ضرور ہے کہ گاڑی ایک طرف
کر دیجاوے اگر کوئی دوسرا اوس گاڑی کو مضر نہو تا اضرار عام یعنی سوائے متعارف فائدونکے کسیکو ایسے
انتفاع یا کام کا حق نہین ہے جس سے عموماً مضرت ہو جیسی راہ مین کوئی بدبو یا نجاست پہینکنا
یا درندے یا موذی جانور چہوڑنا یا ایسا بیہودہ غل کرنا جو سبب حرج وتکلیف ہو یا تالاب مین
ایسی کوئی چیز ڈالنا جس سے سب مچہلیان مرجائین یا پانی بدبودار ہو جاوے یا جنگل کی گہاس
خشک ہو جاوے یا مفسدہ عمومی اسطرح کہانا جس سے خواہ مخواہ دوسرونکو تنفر ہو اور طبیعت مالش
کرے یا استحقاق عام منتفع ہین اور مباح اموال کا بیچنا اور اجارہ پر دینا قبل ملک جائز نہین مگر جبکہ
کسی ظالم نے قبضہ کرلیا اور بیچا تو اوسی خریدنا پہر بیچنا روا ہے یا کسی شخص نے اپنی محنت وصرف
خاص سے ایسے مقامات تیار کیے تو معاوضہ اوسکا صحیح ہوگا جیسے پل تالاب نہر سڑک چراگاہ
وغیرہ ایسا حق عام ساقط اور تصرف ومعاوضہ جائز ہوا مسئلہ گہاس یا پیڑ زمین مین بوئی یا اوسی محفوظ
رکہے تو مملوک اور قابل بیع ہو جائیگی (مجلہ) مسئلہ وحشی جانور کسی مکانمین رہین یا بچہ
دین تو صاحب مکان مالک نہوگا بلکہ جو پکڑ لے وہ مالک ہے ہان کسیکو یہ حق نہین کہ اونکے شکار کے
لیے اوسکی گہر مین کسی قسم کی مداخلت کرے اور اگر یہ مکان اسی غرض سے تیار کیا گیا تو

جیسے کہ کبوتر بیٹھکی چھتری تو اسکا مالک ہو جائیگا (کنز الدقائق) رکاز وہ مال جو زمین یا دریا یا پہاڑ سے نکلے پس اگر خلقی ہے جیسے جواہر۔ موتی۔ لوہا۔ سیسہ۔ چاندی۔ سونا۔ وغیرہ اسی معدن کہتے ہیں اور اگر وضعی ہے یعنی کسی نے دفن کیا ہو تو کنز ہے اور کنز کی تین قسمیں ہیں ایک اسلامی جیسے کوئی علامت اسلامیہ ہو جیسے کسی مسلمان بادشاہ کا سکہ یا علامت مخصوصہ اہل اسلام سے کنز کفر جیسے کوئی نشانی کفر کی ہو سے مشتبہ یعنی کوئی ایسی علامت نہو جس سے تمیز و تخصیص ہو سکے اور یہ بعضونکے نزدیک کنز اسلام کی حکم میں ہے اور بعض کے نزدیک کنز کفر کے حکم میں ہے اور وہ مقام جہاں کنز یا معدن نکلے چار قسم کے ہونگے سے مباح جیسے پہاڑ جنگل ویرانہ سے عشری و خراجی یعنے وہ زمین جنپر بحقوق سلطنت خراج یا عشر واجب ہو سے مملوک کھیت یا باغ وغیرہ سے محفوظ جیسے گھر اور احاطہ وغیرہ پس مباح و عشری و خراجی میں معدن ہو یا کنز کفر پانیوالیکا حق ہے اور خمس حق بیت المال ہے اور مملوک و محفوظ میں معدن مالک کا ہو اور خمس واجب نہیں ہاں ایک روایت میں ارض مملوک میں بھی خمس ہے اور کنز کفر بو سی ملیگا جسکو اول فتح میں سلطان نے مالک بنایا ہو یا اوسکو ورثہ لین ورنہ وہ مسلمان مالک مشہور جس سے پہلے کوئی مالک معروف نہو لیگا اور وہ موجود یا مسلمان نہو تو دہقان قابض لے ورنہ حق بیت المال ہے اور کنز اسلام ہر حال میں لقطہ ہے یعنی وہ پڑا ہوا مال جسے پانیوالا ایک وقت تک مشہور کرے اگر غنی ہو تو تصدق کر دے اور فقیر ہو تو چاہے خود خرچ کرے چاہے تصدق کرے اور جب مالک مطلع ہو تو اوسے اختیار ہوگا کہ مال لے یا ثواب خمس اور نہیں جنہ (؟) زمین سے جو پگھل سکتی ہیں جیسے چاندی سونا لوہا سانبا وغیرہ اور کسی میں نہیں اور حربی دستامن اگر باذن امام زمین کھودے اور کچھ پائے تو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حسب شرط باطل ہوگا و ردشدہ (عالمگیری) سوم حقوق محضہ یعنی جو کسی فعل یا ملک کے سبب معاوضہ
میں واجب ہوئے ہوں یا محض شرع یا مواعید یا عرف یا ضوابط جاریہ یا قدامت یا قرابت وغیرہ
پر مبنی ہوں پس یہ حقوق خواہ مالی ہوں جیسے مہر میراث وغیرہ خواہ غیر مالی جیسے اباحت کرنے اور
تطلیق دینے اور اذان دینے کا حق یہ سب سات قسم کے ہیں ا محض دفع ضرر جیسے حق شفعہ ۲ غیر
مستقل جیسے نفقات ۳ متعلق بغیر جیسے وظائف۔ امامت ۴ متعلق بملک غیر جیسے حق تعلی
حق مرور وغیرہ ۵ فارغ جیسے حق تصنیف ۶ غیر موجود و غیر مملوک جیسے مواعید قبل از وقت ۷
غیر مولکہ جیسے اموال غنیمت جو دار الاسلام میں نہ لائی گئے ہوں پس ۱۔۲۔۳۔۴۔۶ و ۷
میں انتقال ہے نہ معاوضہ اور (۷) میں ضمان ہے نہیں اور (۳) میں انتقال و معاوضہ
شرط پر جائز ہے کہ وہ لوگ جنسے اس حق کا تعلق ہے تسلیم کرلیں اور (۵) میں مطلق انتقال و معاوضہ
صحیح ہے ہر چند تفصیل اور انضباط انکا مشکل ہے مگر مختصر کچھ ذکر کیا جاتا ہے ۱ حق شفعہ کا عوض لیا
اور انتقال ناجائز ہے (ہدایہ) کیونکہ محض دفع ضرر جوار کے لیے مشروع ہے (شامی) اور جب شفیع
بعوض یا بلا عوض دست بردار ہو گیا تو اسکی حق حاصل نہیں ہو سکتا اسلیے کہ اختیار [illegible] تقریر
غیر باطل ہو گیا اور اس حق میں انتقال نہیں بلکہ اسقاط ہے و الساقط لا یعاد ایسی ہی تخییرہ کا حکم ہے (شامی)
اور تقسیم زوجین میں بھی یہی حکم ہے (شامی) مگر اسمیں رجوع کا حق باقی ہے اسلیے کہ یہ حق وقتاً فوقتاً
حادث ہوا کرتا ہے پس عفو و اسقاط حق موجود پر ہے حق حادث پر اوسکو وہی اختیار باقی ہے
۲ نفقات میں میراث نہیں الا شفعہ کا ہے اسی طرح انمیں انتقال باطل ہے یعنی دوسرے کو اس کا عوض لینا لائق نہیں سکو ہو سکتا

[illegible]

عوض ہو باطل ہے اسلیے کہ ان سب کا مدار نسب اور قرابت پر ہے اور وہ غیر مستقل ہاں عقود قطع جائز ہے
اور معاوضہ لازم اور جب مال معین ذمہ پر ثابت ہو جاوے تو اوس مال کا منتقل کر دینا بر رضامندی بھی
جائز ہے وظائف سلطانی مثلا اور تنخواہیں جو بلا خدمت رعایا کو ملا کرتی ہیں حق امامت حق
خطبہ خوانی حق مؤذنی حق نکاح خوانی وغیرہ انکا انتقال اور معاوضہ بھی بشرط رضا مسلمانان
و مقدیان وغیرہ جائز ہے جیسا کہ تصریح کی اسکی شامی نے مسئلہ نزول وظائف میں اسناد حسنہ
اور دلائل مرجحہ سے حق تصنیف یہ مسئلہ نیا اور کثیر الشیوع ہے اور قول سلف اسمیں پایا نہیں جاتا
مگر میرے نزدیک اسکا معاوضہ و انتقال صحیح ہے اور یہ شبہ کہ جب مصنف نے کتاب بیچ ڈالی
تو مالک کو ہر قسم کے تصرف کا اختیار ہے مدفوع ہے بدین طور کہ مشتری کو اصل کتاب اور اوسکے پڑھنے
پڑھانے لکھنے بیچنے کا کامل اختیار ہے اور چھاپنا اور فروخت کتاب کی منافع بعد نقل منتہی ہو گئی اور قابل
عوض ہونا اسلیے ہے کہ جب ہمکو حق منع مسلم ہے پس اجازت دینا اوس حق کا انتقال ہے
اور نقل مستلزم ہے عوض کو پس جب زید نے عمرو مصنف سے کہا کہ اگر تم سوا ہمارے تمام عالم
کو اس کتاب کی چھاپنے سے منع کر دو تو ہم اسقدر مال دینگے اب یہ اجازت عمرو کی مخصوص زید کی نسبت
اور ممانعت اوسکی تمام عالم کی نسبت کیا ایسا فعل نہیں ہے جو مستحق معاوضہ سمجھا جاوے اور یہ شبہ کہ
اس اجازت سے زید کو حق منع و اجازت کہاں سے پیدا ہوا صحیح نہیں اسلیے کہ جب عمرو نے زید کو
اجازت اور اختیار تام دیا تو زید اپنے حق کی محافظت پر مختار ہے اور اسیطرح اوسی اپنے حق کو
چھوڑ دینے کا بعوض یا بکل میں اختیار ہے اور ظاہر ہے کہ حاجت اور ضرورت اسکی مخصوص کتاب
علوم کیواسطے اشد ہے اور تعامل اسکا شائع ایسا کہ ہر مصنف یا کسی امر کے موجد کو دو دقتیں پیش
آتی ہیں سب سے اگر نہ چھپوائی اور شائع نہ کرے تو بالکل محنت ضائع ہو اور خلق کو نفع نہ مل سکے
بخلاف سلف کہ عادت نقل و کتابت کی رکھتے تھے دوسرے اگر چھپوائی اور غیر مقبول ہوئی تو نقصان
ظاہر ہے اور مقبول ہوئی تو دوسرے تاجر فوراً چھاپ لینگے اور واقف کار جانتے ہیں کہ مصارف
طبع اول طبع آخر سے کہیں زیادہ ہوا کرتے ہیں پس اس بیچارے کو نقصان ہوگا اور منافع اسکی
ایجاد و اختراع فنون و صنائع میں ہرگز اسقدر صرف نہیں جتنا حکمت شرعیہ سرسری نظر سے دیکھے
اور اگر کوئی شبہ عدم جواز پیدا بھی ہو سکے تو دلیل جواز کی جو حاجت اور انتفاع خلق اور تصرف میں

اور نظم و نسق ملک و باشندون سے متعلق ہے دسوین حصہ کو بھی نہ پہنچ سکیگی ۱۲ انعامات و احسانات کو
دعوی ہے نہ قبل وعدہ موعود اور نہ قبل قبض مملوک ہین پس انکا پورا کرنا مستحسن اور دیانۃً لازم ہے
نہ قضاءً اور جب خود حقدار کوئی شئ نہین تو انتقال بعوض کیسا اسیطرح ۱۲ مال غنیمت جو دار الاسلام
مین نہین آیا حاکم کو عدم مین ہے اور جب دار الاسلام مین لایا گیا تو قبل تقسیم مملوک نہین ۱۸ حق ۱۹ درسے
حق تسییل ۲۰ حق شرب ۲۱ حق تعلی ۲۲ حق خدمت و ملازمی ۲۳ حقوق زمینداری انکی بیع جائز نہین
اسلیے کہ گو صرف حق حاصل ہے اور ملک دوسرے شخص کی ہے تو حق مجرد غیر مملوک ہے جسکا عوض نہین
(شامی) اور اگر ملک بھی ہے تو یہ منافع بھی اجارہ مین محسوب ہونگے ہان تبعاً یہ بیوع جائز ہونگی جیسے
گھر مول لیا اب اوس راہ یا لاتاب پر جو غیر مملوک ہین اور اوس گھر کے رہنے والے اودھر سے چلتے تھے یا پانی
اوسیطرف بہتا تھا یا وہان سے پانی لیتے تھے اس مشتری کو بھی یہی حقوق حاصل ہونگے یا تلی کا گھر بیچا اور اوپر کچھ بنا
ہوا ہے تو اب اوپر کا استثنا مع حق علو جائز ہے اور اگر اوپر کچھ نہین تو نہ استثنا جائز ہے نہ بیع ۱۲ (تنبیہ) عدم جواز سے
یہ مطلب نہین کہ یہ معاوضات حرام ہین بلکہ اگر باہم ایسی معاوضات قرار پاجاتے ہین تو معاوضہ حلال اور
قضاءً غیر لازم ہوگا اسلیے کہ محض وعدہ ہے (تحقیق) ان مسائل مین یہ ہے کہ جو فقہا نے حقوق مجردہ کی معاوضہ
ناجائز قرار دیے ہین اوس سے وہ حقوق مراد ہین جو مجرد ہین ملک سے اور اونکے احکام کی تفصیل مذکور
ہوئے مگر یہ مسائل محتمل التاویل اور مختلف فیہ ہین اور ارفق و اولی یہ ہے جو عاجز نے منضبط کیا اسلیے
کہ عرف و حاجت و مطابقت اصول اسمین زیادہ ہے واللہ اعلم (صلح مین وجہ بیع ہے) اسلیے کہ بعد
انعقاد صلح دعوی ساقط اور عوض لازم ہو جاتا ہے اور عوض اگر مستحق نکلے تو بقدر استحقاق دینے
والے کے ذمے عائد ہوگا مثلاً زید نے صلح مین دو مکان دیے ایک مستحق نکلا اوسکی قیمت ادا کریگا اور
بدل مین رد عیب اور تعیین اور تسلیم کے قدرت شرط ہے اور یہ کہ اموال ممنوعہ محرمہ سے نہو مگر مبدل
منہ مین کوئی شرط نہین اسلیے کہ وہ ساقط کیا جاتا ہے اور جب حقوق کی مقدار یا ثبوت مین اختلاف ہو تو
جسقدر رقم یا زیادہ دیا جائے عفو و احسان ہے مگر کسیکو واپسی کا حق نہین اسلیے کہ مدعی گویا اپنا حق کم
کرتا ہے اور مدعا علیہ مال خرچ کرکے ذمہ پاک کرتا ہے اسصورت مین واپسی کیونکر ہو سکتی ہے (مسئلہ)
حق مالی جس قسم کا ہو اوسی قسم کا عوض نلینا چاہیے تاکہ شبہ ربوا سے بچے مثلاً زید و عمرو نے ایک کھیت
گیہون کا بویا اور صرف زید نے اوسے کاٹلیا اب ایک مقدار غلے پر صلح ہوئی تو گیہون نقد ہون یا قرض

۱۸ کسی کی راہ سے چلنے کا حق ۱۲ ۱۹ پانی بہانے کا حق ۱۲ ۲۰ پانی پینے کا حق ۱۲ ۲۱ ... دوسرے کے مکان پر مکان وغیرہ بنانے اور رہنے کا حق ۱۲

خرچ کی جاوین اور دوسری قسم کا مال نقد دنیا جائز ہے ہان اگر یہ کہا گیا کہ اسقدر لینگے یا اتنی بیشی کرکے دینا نہیں
سے عفو وساقط ہو تو سنا تقہ نہین حق تعلیم تو استاد ومرشد ووالدین کا کسیطرح ساقط نہین ہوتا جسقدر وجہ
الادا ہیجا اسلیے کہ یہ امتراک حقوق سے ہین جو اکثر اپنے بعض بندون کے لیے نسوب کردی مسئلہ اگر
استاد یا باپ نے کہا کہ مینے تعظیم یا خدمت یا تو ہین معاف کردی تو بھی ایسے فعلوں مین جو حد تحقیر تک
پہنچ جاوین گنہگار ہوگا اور اگر صرف ترک خدمت کرے تو سعادت سے محروم رہیگا تصرفات جائزہ
بعض وہ چیزین جنمین مالک کا اذن شرط نہین اسکی تین قسمین ہین وہ انتفاع جو نہ مقبوض ہو نہ
مملوک جیسے چراغ کی روشنی عطر وغیرہ کی بو آگ کی گرمی کسی چیز کا تماشا کسی آواز کا سننا دوسرے
جو باوجود مملوک ومقبوض ہونیکے بحکم انسانیت ومروت امتناع سے مستثنیٰ ہین جیسے پانی آگ یا روزمرہ کی
ضروری استعمال کی چیزین نہ انکا سوال عار ہے نہ ممنوع ہے نہ انکار محمود تیسرے وہ اشیا ہیں جو باعتبار
اتحاد ومروت و روابط وقرابت کے بدون اجازت باہم مستعمل ہوا کرتے ہین اسمین اشیا نفیس وحقیر
کا اعتبار نہین بلکہ اس امر کا ظن غالب ہونا چاہیے کہ باعتبار رسم وعادت کے مالک بہ رضا ورغبت
دیگا یا نہین یا مالک نے عموماً اجازت دیدی ہے غرضکہ بقدر ظن رضا واجازت کے استعمال جائز ہوگا پہلی
قسم مین نہ ملک ہے نہ حق منع اور دوسری قسم مین باوجود ملک منع نکرنا چاہیے ویمنعون الماعون آدمی
تیسری قسم مین اجازت عادی کا اعتبار ہے اور معمولات اور عرف کے لحاظ سے غلبہ ظن قائم مقام اجازت
کے کیا گیا فریب وہ امور جو اہل معاملہ کے اوس امید اور خیال کے منافی ہون جو انکو کسی قرینے یا بیان
سے حاصل ہو مثلاً شہد آٹھ آنے سیر قرار پایا اور خریدار نے کہا کہ اسمین میل ہے بائع نے دوسرا شہد
نکالا اور کہا اگر عمدہ منظور ہے تو روپیہ سیر لیجیے اس تقریر سے ضرور خالص ہونیکا خیال ہوگا یا بازاری
مٹھائی اوپر کی اور باسی تلی کردی جس سے کل مٹھائی تازی نظر آتی ہے یہ سب امور داخل
فریب ہین مگر جبکہ بوجہ ارزانی قیمت یا کمال رواج وشہرت یا ضرورت صناعت یا تجارت وغیرہ
کسی قسم کا میل یا عیب کیا جائے اور بوقت استفسار خلاف بیانی نہو اور نہ خود یہ کہے کہ اسمین کچھ
نقصان نہین اور نہ یہ کہے کہ مین اسکی خرابی سے خبردار نہین تو باعتبار عرف اور شہرت کے فریب نہوگا
مشتری مطلع ہو یا نہو جیسے گوٹا جسمین ریشم بضرورت ہوتا ہے یا چاندی زیور جسمین ٹانکا ضرور ہوتا ہے
یا گیہون بیچنے کے لیے رونق آبدار ہونیکے لیے ترکاریان سیراب رہنے کے لیے تر کرنا یا دودھ مین بوجہ ارزانی

تقدیر الاسوال

وشہرت پانی ملانا یا شہد مین کوئی شے ملانا جبکہ عرف سے زیادہ نہو تو فریب نہین ہی کیونکہ ہر شخص اسکی
کیفیت جانتا ہی اور قیمت خالص کی علیحدہ دیگران ہی مگر جبکہ کنایۃً یا صراحۃً انکار کیا گیا خلاف کیا گیا
تو فریب دروغ گوئی سے خالی نہین یا جو چیزین اکثر ایک ہی صفت کی بکا کرتے ہین اسکے خلاف بیچنا
مثلاً کپڑے کے تہان جو نئے بکا کرتے ہین اب کسی نے کچھ استعمال کرکے دہلوا کر بیچ یا رفو کرا کر بیچے فریب ہی
یا جسمین آمیزش یا فریب سے غرض اصلی یا وصف مقصودہ بدلجائے یا مثل اصل نتیجہ یا عرف سے زیادہ ہو
فریب ہی نقصانات فریب بایع پر عائد ہونگے اگر مبیع بالکل بدلگیا ہے تو بیع باطل اور اگر کچھ ناقص
ہی تو خیار عیب حاصل ہوگا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور ایسی چیز ونکی ملاوٹ سے جو نقصان ہو نا بایع کو درست
ہین بشرطیکہ یہ ثابت ہو کہ بایع نے عمداً فریب کیا مثلاً عرق بادیان کر نام سے کوئی اور شی دیدیا جس نے عرق
بالکل خراب دیا جس سے تمام دوا ناقص ہو گئی پس بایع کل دوا کی قیمت کا ذمہ دار ہی مگر وہ نقصان
جواب اوس دوای خراب شدہ کی استعمال سے پیدا ہو ذمہ بایع نہین ہوسکے مگر وہ جو ہوسکے جو عرفاً
حقیر و غیر معتبر ہون جیسے ردی کو ساتھ ہنڈی یا گیہونکو ساتھ کچھ اور ناقص چیزین جو زیادہ امور جنسے بچنا
نہایت مشکل ہی معاف ہین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے من غشنا فلیس منا رواہ بخاری
یعنے جسنے فریب کیا وہ ہم میں سے نہین ہے یعنے مسلمان کامل نہین ہی نعوذ باللہ منہا متفرقات
۱ جس چیز کا تجربہ خلاف مقصود یا خلاف عرف ہو جیسے دری - تہان - چادر - ظروف
حیوانات وغیرہ وزن وصف کے اعتبار سے تب ثمن بیش یا کم ہوگا جب یون
کہا جاوے کہ یہ برتن فی سیر ایک روپیہ یہ کپڑا فی گز آٹھ آنے کے حساب سے بیچا اور کل
اسقدر ہے تاکہ مبیع مجہول نرہے اب اگر وہ برتن یا کپڑا تول ناپ مین کم و بیش ہی تو قیمت بھی
گھٹ بڑھ جاویگی مگر مشتری کو اختیار ہوگا کہ لے یا نہ لے کیونکہ کمی مین شاید مبیع خلاف مرضی ہو

[illegible]

[illegible]

فا — [illegible]

اور بیشی ثمن خلاف ارادہ ہو اور اگر یون کہا کہ یہ چیز اسقدر راس قیمت پہنچی تو بصورت کمی مشتری کو
تخییر اور بتقدیر بیشی بایع کو اختیار نہین اور قیمت بیشی و کمی نہ ہو گی کیونکہ یہان وصف یعنی مقدار
مقصود نہین پس اوسکی وجہ سے ثمن بیشی و کم نہو گا جیسے ایک غلام بیچا اور کہا یہ کاتب ہے اب
اگر وہ کاتب نہین تو خریدار واپسی کا حق رکہتا ہے اور اگر کاتب بہی ہے اور شاعر بہی تو بایع کا حق کچھ زیادہ
نہو گا ۳ ایسی بانٹ اور پیمانہ سے بیچنا جو موجود ہون اور مقدار معلوم نہو اور مبیع فی الفور دیا
تو جائز ہے جیسے ایک آنی کے جو اس پتھر کے برابر یا کٹوری بہر بیچے کیونکہ گو مقدار معلوم نہین
مگر مبیع اشارہ سے معین ہو گیا بخلاف سلم کہ اوسمین مبیع قرض ہوتا ہے پس اگر پیمانہ یا
وزن ضائع یا ناقص ہو گیا تو اندازہ مبیع کا غیر ممکن ہو گا (جامع صغیر) ۳ قاضی یا سلطان کو نرخ مقرر
کرنیکا حق نہین ہے مگر جبکہ ضرر عام اور غبن فاحش ہوتا ہو اور قاضی مسلمانونکے حقوق کی محافظت کو
عاجز ہو جاوے بمشورہ نرخ مقرر کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہے ۴ اجرت وزن و کیل و شہادت بیع
وغیرہ ذمہ بایع ہے اور روپیہ کا کہنا پرکہنا اور تحریر بیعنامہ وغیرہ ذمہ مشتری ہے ۵ جو شی پیمانہ یا وزن
سے بکتی ہے اوسکا بیچنا منع ہے ۶ دو ہم جنس مال جیسے گندم بعوض گندم یا جو بمقابلہ جو اسطرح نہ بیچے
جائین جس سے اونکی مساوات کا یقین نہو سکے جیسے اشارہ تخمینا وغیرہ ۷ بایع و مشتری کی طرف سے
ایک ہی شخص وکیل نہین ہو سکتا مگر نکاح مین جائز ہے پس ولی یا وصی یا وکیل اپنے لیے اپنی توسط اور
ولایت سے نابالغ یا موکل کا مال نہ خرید سکتا ہے نہ اپنا مال اوسکے ہاتھ بیچ سکتا ہے مگر صغیر کے
باپ کو یہ سب اختیارات حاصل ہین (ہدایہ کتاب الرہن) مسئلہ زید کو بکر نے ایک مکان
خریدنیکا وکیل کیا اور عمرو نے ایک مکان بیچنے کا وکیل کیا اب زید عمرو کا مکان بکر کے لیے نہین خرید سکتا
۸ چٹھی وہ انکا تمام ہے اور بیع اسکے ذریعہ سے باطل ہے ۹ ضرور ہے کہ بایع مال کا مالک یا وکیل
ہو ورنہ بیع موقوف رہیگی ۱۰ جو مال بوجہ خیار عیب یا خیار رویت یا خیار پسند کی واپس کیا جاوے
اوسکی باربرداری کے مصارف مشتری کے ذمہ ہونگے (عالمگیری) مگر جبکہ بایع نے اقرار کر لیا ہو اور
جبتک مال بایع یا اوسکے گماشتے کو نہ ملجاوے مشتری ذمہ دار ہے اور جس جگہ کے لیے باربرداری
ضرور ہے وہ اوسی مقام پر پہیری جاویگی جہان خریدی تہی (شامی) یا جس مقام کا اقرار کیا ہو ۱۱ امام محمد کے نزدیک نا شگفتہ چرم کی بیع جائز ہے اور ہلاک کرنیوالے پر ضمان (عالمگیری)

۵۱ جانور یا زمین بکی اور اوس مین سے ایسی چیز نکلی جو اوس مین ہوتی ہے جیسے معدن زمین سے یا
بچہ جانور سے یہ مالک مشتری کی ہے اور اگر ایسی چیز نہیں بلکہ باہر سے آگر ہے جیسے دفینہ زمین میں
یا مرغ کے پیٹ سے موتی تو وہ مال بایع کا ہے مگر مچھلی کے پیٹ میں موتی اور موتی سیپی میں نکلے
تو یہ مال مشتری کا ہے کفایہ ۵۲ کسی حربی یا ذمی کا غلام مسلمان ہو جاوے یا وہ کسی مسلمان
غلام یا کنیز کا مالک ہو تو اوسی بیچنے پر مجبور کرنا چاہیے اسیطرح مصحف پاک کے بیچ پر بھی جبر کرنا چاہیے
(عالمگیری) ۵۳ شہد کی مکھی ریشم کا کیڑا انڈے ریشم کے (خزانۃ المفتین) وحشی درندے سکھائے ہوئے
یا بے سکھائے ہوئے بلی (قاضیخان) ہاتھی ہاتھی دانت حرام جانوروں کی ہڈی کھال وغیرہ مٹی
(شامی) گوبر (جامع صغیر) بانس (حاشیہ جامع صغیر) کا بیچنا صحیح اور ارفق طور پر جائز ہے اور بچا لگر
میں انہیں تو بھی فتوی ہے ۵۴ حرام گوشت جانور اور حشرات الارض میں کلام کیا گیا ہے حسن
نے مطلقاً جائز فرمایا اور فقیہ ابو اللیث نے یہ تصریح کی کہ اگر اوس سے دوا مقصود ہے تو جائز
ہے (شامی) اور یہ قول بدین طور رد کیے گئے کہ حرام سے انتفاع جائز نہیں (درمختار) میں کہتا
ہوں کہ جب بیع سمیات و مفطرات دنیل وغیرہ بلا کراہت جائز ہو اور سکھائے کتے کا بیچنا روا ہے
اور بوقت ضرورت سوئر کے بال سے جوتا وغیرہ ٹانکنا بکراہت جائز ہے تو اور جانور و کسی قسم کا
منافع جائز بوقت ضرورت کیونکر منع ہوگی البتہ اکل و شرب و لباس وغیرہ جائز نہیں ہو سکتے ہیں
حرام گوشت جانور وغیرہ بک سکتے ہیں جبکہ کسی اور ضرورت میں بکار آمد ہوں اور حشرات الارض
جیسے بچھو سانپ وغیرہ بھی اگر بکار آمد اور مفید سمجھے جائیں تو بک سکتے ہیں اور انکار متقدمین کا محمول
ہے عدم تعارف اور حاجت پر خواہ یہ کہ مفت مل سکتی تھی اور اس زمانے میں تعارف و حاجت و
عدم دستیابی ثابت ہو ۵۵ گدی میں ہر کسی قبلوں کا خریدنا اور بیچنا روشنی کے لیے جائز ہے مگر

مسئلہ میں مجملاً اس قدر معلوم ہوا کہ سوائے مواقع ممانعت کے اور صورتوں میں ایسے شبہوں سے
کچھ نہیں اور دو صورت ہمارے تین جانتے نہ ہو ۱۶ جس چیز کا علیحدہ بیچنا منع ہو اسکا استثنا
بھی ناجائز ہے جیسے پیٹ کا بچہ یا درخت بیچکر وہ پھل جو آیندہ نکلینگے نہ بیچنا اور حمل یعنی کوئی چیز غیر مقرر میں
ہو اگر منڈے سے بیچلے یا اسی کے اندکم پر بیچنا جائز نہیں مگر جبکہ استعمال وغیرہ سے ایسا فرق آجاوے جس سے
قیمت کم ہو ۱۸ جو چیزیں اصل غرض مبیع سے متعلق ہیں جیسے کنجی قفل میں یا جزو مبیع ہیں جیسے
جلد کتاب کی یا تابع مبیع ہیں جیسے مکان کی کیلین یا گھوڑے کی لگام وغیرہ یہ سب چیزیں مبیع کے ساتھ
بے ذکر کئے بک جاتی ہیں مگر جبکہ صراحتاً علیحدہ کرلے جائیں یا عرف خلاف ہو اور جو شے تبعاً داخل ہے
ثمن اسکے مقابلہ میں تقسیم نہوگا یعنی بیشی و کمی سے قیمت بیش و کم نہوگی جیسے مکان بیچا اور کیلین
اکھاڑ لیں یا سب ثمن کم نہوگا البتہ مشتری کو خیار حاصل ہے کہ پورے دام دیوے یا مکان پھیر دے اسلیے کہ
یہ بمنزلہ وصف کے ہے اور وصف کے فوت ہونے سے خیار حاصل ہوتا ہے ثمن بیش و کم نہیں ہوتا مسئلہ
کھیتی زمین کی بیع میں اور پھل درخت کی بیع میں داخل نہیں اور درخت زمین کے بیع میں داخل ہے
(عالمگیری) ہر چند ان تینوں چیزوں میں معنی تابعیت کی موجود ہیں اور مستقل قیمت رکھتے ہیں مگر
درخت کو زمین سے اتصال قرار ہے اور دوام پس جانب تابعیت غالب ہے اور پھل اور زراعت کو اتصال
قرار نہیں اسلیے وہ مستقل مقصود سمجھے گئے مسئلہ برگ زعفران اور گلاب اور وہ پتے جو پھل کی طرح
عزیز و بکار آمد ہوں پھل کے حکم میں داخل ہیں (عالمگیری) ۱۹ صرف درخت بیچا جائے تو بائع کو
حق ہے کہ فوراً اپنی زمین خالی کرالے اور خریدار درخت کاٹ لیجائے مگر برضامندی بائع درخت
نہ کاٹنا بھی جائز ہے لیکن اس شرط کو عقد میں داخل کرنا مفسد بیع ہے ضرور ہے کہ بیان کر دیا جاوے کہ
درخت کہاں سے کاٹا جائیگا ورنہ عرف پر حکم ہوگا لیکن جب کچھ تعیین نہوئی اور عرف پر عمل کرنے میں
مضرت ہو مثلاً کسی دیوار کی بنا وغیرہ کو زیادہ کھودنے سے نقصان پہنچے تو بقدر مضرت غیر معتبر ہوگا
(عالمگیری) مثلاً ایک درخت بیچا گیا جو دیوار یا کسی دوسرے کے کھیت یا درخت کے قریب ہے اور شرط
تھا کہ بالکل جڑ سے نکال لیجاوے اور اس صورت میں دیوار یا کھیت یا درخت یا کنوئیں کا نقصان پہنچے تو
اسیقدر زمین کھودی جاوے جس سے مضرت نہ پہنچے اور بصورت عدم ضرر بالکل کھودا جائیگا
۲۰ زمین بیچی تو کھیتی پکی ہو یا کچی زمین خالی کرالینے کا مشتری کو اختیار ہے اور یہی حکم ہے پھلوں کا

۲۱ ثمر خام یا کچی کھیتی بیچنا جائز ہے اور اسکی تین صورتین ہین ۱ قبل ظہور (یعنی پہل ظاہر نہوا ہو) ۲ بعد ظہور پکنے سے پہلے ۳ جب پکنا شروع ہو لیس شکل اول مین باتفاق بیع ناجائز ہے کیونکہ بیع معدوم ہے اگر اس سال پہل بیچا ہو تو کل باغ معدوم ہی جیسا کہ ہر سال ہوتا ہو اور بیچنے والا وہ معین کرے جسمین غالب آ پہل پک جاتا ہین ہوتا ہین کوئی متنازعہ نہین اور شکل دوم مین اگر کاٹ لینے کا وعدہ کیا تو باتفاق جائز ہے اور اگر یہ ٹہرا کہ پک جانے تک درخت پر پہل رہینگے تو اسمین جمہور عدم جواز کا حکم دیتے ہین مگر حلوانی اور فضلی نے جواز پر فتوی دیا ہے اور استحسان مروی ہے محمد سے اور ترجیح دی اسی شامی نے اور فتوی نقل کیا عالمگیری نے اور ہدایہ و عنایہ مین ہے کہ اگر اپنے حد تک پہونچ گئی ہون تو امام محمد رح کے نزدیک شرط ترک جائز ہے اور یہ اسلیے ہے کہ قلیل و معدوم کثیر و موجود کی تابع سمجھے جاینگے اور یہی حکم ہے گلاب کا اگرچہ اوسکے پتے وقتاً فوقتاً کہلا کرتے ہین کہا شامی نے کہ ہمارے زمانہ مین سخت ضرورت ہے اسکی اور روکنا آدمیون کا عادت سے مشکل ہے لیکن ہمارے ملک مین یہ صورتین کہ ۱ صرف پہول آیا اور پہل پک گئے ۲ نہایت چہوٹے چہوٹے پہل بشرط ترک اسکی عدم جواز مین کوئی شبہ نہین ہان اگر چہوٹے پہل بیچکر بایع بخوشی یہ کہدے کہ جو پہل اور پیدا ہون یا جو نمو انمین آئے وہ ہمنے تم کو عفو کیا یا تا پختگی اثمار قطع نکرو تو بالاتفاق جائز ہے اور اگر بعد ظہور اثمار بیع واقع ہوئی اور باقرار صریح یا بمقتضائے عرف یہ قرار پایا کہ پکنے تک پہل درختون پر رہینگے اور مشتری پہلون کی محافظت وغیرہ کے لیے درختون پر قبضہ رکہیگا تو اسکے جواز مین اختلاف ہے جیساکہ ابھی مذکور ہوا اور شکل سوم مین باتفاق بیع جائز ہے ۲۲ زید نے ایک شی خریدی اور قبضہ کرلیا اور قبل ادای قیمت مرگیا اور سوای اس شی کے اور مال نہین تو بایع اور دوسرے قرضخواہ برابر ہین (مجلہ) اور اگر بایع نے مبیع نہین دیا اور ثمن وصول کرلیا اور مرگیا تو مبیع مخصوص حق مشتری ہے دوسرے قرضخواہ اوسمین شریک نہین ہوسکتے کیونکہ مبیع معین موجود ہے اور ثمن غیر معین ہے اور ذمہ پر ثابت (مجلہ) ۲۳ ایجاب وقبول کسی خاص طریقہ تک قرار دینا موجب فساد بیع ہے جیساکہ زمانہ جاہلیت مین تہا کہ ہاتھ لگا چکا یا پہر بایع نے بجای قبول کے مال مشتری کی طرف پہینکدیا یا مشتری نے اوسپر کنکری پہینکدی یا ہاتھ رکھدیا ایسی ہی اس زمانہ مین ور اسور بہی جاری ہین یہ سب منع ہین بشرطیکہ انمین انکار یا نزاع کا احتمال باقی ہے ۲۴ جو مال ریل یا ڈاک وغیرہ پر بہیجا جاوے وہ مرسل الیہ کے قبضہ مین نہین آتا اور صورت ہلاک بہیجنے والا ذمہ دار ہے جیسے حوالہ کہ محتال نقض حوالہ نہین کرسکتا۔

ف ۲۱ بیع ثمر نہ سمت خام ف ۲۲ مشتری بیع چھوڑ کر مدیون مرے ف ۲۳ ایجاب وقبول بطور خاص ہو ف ۲۴ ریل یا ڈاک مین مال کسکے ذمہ داری مین ہے یعنے جب تک نہ پہنچے تک

اگر بیچنے والا محتال الیہ ہو لینا ممکن نہ ہو تو محتال ذمہ وار ہے گا اور اگر مرسل الیہ کو حکم دیا تو مشتری سے
تو بیچ جو والا ہی ہے اور مرسل الیہ قابض تصور ہوگا اسلیے کہ ذمہ دار یا رسل کے جو حکم خود آمر
مقام میں تھا جبکہ ایجاب و قبول ہو گیا پھر مشتری نے پڑتال کی اور کچھ عیب نہ پایا اور رشتہ
ہے جو چھ سو شرعی کروی اسصورت میں مگر بائع بحکم ضرورت بیچ ارجی قیمت پر بیچ ڈالی تو بیچ قطعی
فضولی جائز و موقوف ہوگی اور اگر مشتری مفقود الخبر ہے تو بیچ نافذ ہوگی رجا مع صغیر
خرید اول کیطرف رجوع کریگی پھر اگر مشتری مدعی ہوا اور بیع جائز رکھی اور مبیع کی واپسی
ہوگئی تو بائع جوابدہ نہوگا کیونکہ یہ نقصان اوسکی بے پروائی و بد عہدی کا ہوا ہے ۲۶
یا مبیع مستحق نکلے تو مستاجر و مشتری اجیر و بائع پر رجوع کر سکتا ہے اور صاحب حق کو
کر سکتا اگر زمین پر مکان بنالیا یا باغ لگایا اور وہ زمین مستحق نکلے پس اگر بائع حاضر ہے تو
اوس سے ورنہ وہ شی بحق مدعی کہ اگر زمین صاحب حق کو دیجائے امام محمد نے امام صاحب سے
روایت کی ہے اور حسن کا بھی یہی قول ہے کہ خرید ار لکڑی وغیرہ محفوظ رکھکر بوقت نقصان
کو دیکر اپنا نقصان بھرلے اور اگر لکڑی وغیرہ انہیں تصرف میں لایا تو بائع کو صرف زمین کی قیمت
ظاہر ہے حکم اون چیزوں میں ہے جنکی مزدوری وغیرہ بالکل کم ہو ورنہ مشتری جو مال لگایا
مزدوری کا نقصان ذمہ بائع رہا ہاں یہ امر کہ مال قیمت خرید سے ارزان ہوگا اسمیں
سے متعلق نہوگا چنانچہ فقہا فرماتے ہیں کہ اگر ایسی چیز مستحق نکلے جو کسیطرح مستہلک ہو سکے
طعام بعد کہانے یا پکانے کے اور کپڑا بعد قطع کرنے کے تو قیمت اسکی ذمہ مشتری ہے اور
پس اسصورت میں ہر چند مبیع قابل رد ہے مگر جو چیز مبیع سے متصل ہوگئی یعنے مزدوری
پس نقصان اسکا ذمہ بائع ہے ۲۷ مسلمانونکا مال یہ اگر کافر غالب ہوں تو مالک ہو جائینگے
وہ مال کسی کے ہاتھ بیچیں اور یہ خریدار دار الاسلام میں لائے اور وہ مالک جس سے کفار نے
اوسکا مدعی ہو تو بقیمت خرید مشتری سے دلایا جائیگا از شرح وقایہ ۲۸ جب معلوم ہو کہ بیچ
غصب یا سرقہ یا ظلم یا رشوت یا جرمانہ ناجائز یا سود و قمار وغیرہ سے حاصل کیا
اور بائع کو کوئی حق شرعی لازمی متعلق نہ تھا ایسا عقد بیع ناجائز نہیں اور مشتری مالک اور انتفاع حلال
اسی بنا پر جو کسیکا جیتا ہوا مال لوٹے ہوے ہوں کسکو ... پکڑ لے

بیع ناجائز ہے (عالمگیری) ۳۳ نقد اور ادھار کی قیمت مین تفاوت جائز ہے مگر اسطرح بیچنا کہ اگر روپیہ
نقد دوگے تو دس روپیہ اور قرض لوگے تو پندرہ روپیہ قیمت ہے اور خریدار نے کچھ تصفیہ نہین کیا اور معاملہ ختم
ہوگیا جائز نہین ہے اور اگر ایک قیمت معین ہوگئی تو جائز ہے زید نے بکر کے ہاتھ ایک مال ادھار بیچا اور
قبل وعدہ ثمن مانگا بکر نے کہا آٹھ روپیہ کو تو اسیوقت دیدون یہ کمی ابرا ہے اور صحیح ہے ۳۴ زید نے
بکر سے ایک کتاب کی تحریر کا فی جزو ۴ ؍ اجرت پر فیصلہ کرلیا پھر بکر سے اجرت قبل وقت مانگی بکر نے
کہا کہ اگر ۳ ؍ جز کے حساب سے راضی ہو تو کیا مضائقہ اور زید راضی ہوگیا یہ بھی جائز ہے ۳۵ اکثر
غلہ فروش چھکڑے غلہ کے بدین شرط مول لیتے ہین کہ غلہ آخر بازار تک بکا کرے اور آخر قیمت و وزن
معتبر ہو اور اوسپر مشتری اول کا نفع مرتب کیا جائے مثلاً زید ایک چھکڑا غلہ کا لایا اور عمرو نے کہا کہ یہ
چھکڑا ہم نے اس شرط پر مول لیا کہ جس نرخ سے غلہ تمہارا بازار مین بکے گا اوس سے آدھ سیر یا ڈیڑھ سیر
فی روپیہ ہم زیادہ لینگے اور جسقدر شام تک بکیگا وہی وزن خریدار تمکو مع دیا جائیگا اور باقی ماندہ
بھی تولکر بحساب مذکور ہم لینگے یہ بیع بوجہ جہل مبیع و ثمن ناجائز ہے اور اگر نرخ معین کرلیں اور وزن
کے وقت بائع و مشتری اور یا ان کے وکیل موجود رہین اگر ایک ہی وزن و قبضہ پہلے بنسبت مشتری اول پھر بنسبت
مشتری ثانی ثابت و منتقل ہوجائے تو مضائقہ نہین البتہ اگر بائع اول نے مقدار غلہ کے بیان نکی تو بیع
کل کی لازم نہوگی ۳۶ جس چیز مین ذمہ داری نہین اوسکا نفع حرام ہے لا ربح الا بالضمان ۳۷ قبضہ
کرنے سے پہلے بائع کے پاس مبیع ہلاک ہوا تو بیع فسخ ہوجائیگی (عقود الدریہ) اور اگر بائع خود ہلاک کرڈالے
تو قیمت عائد ہوگی ۳۸ مشتری کی موت سے مدت ادائے ثمن باطل ہوجاتی ہے اور بائع کے مرنے
سے باطل نہین ہوتی ہے مثلاً زید نے عمرو سے ایک مکان بوعدہ دو ماہ خریدکر ایک مہینے کے بعد
مرگیا اب عمرو زید کے ورثا سے روپیہ فوراً لے سکتا ہے اور اگر عمرو مرگیا تو اوسکے ورثا زید سے نہین لے سکتے
(عقود الدریہ) ۳۹ زید نے زمین بیچکر اپنا درخت کاٹ لیا مگر کچھ جڑ باقی رہگئی بعد چندے وہ پھر
ہری ہوئی یہ مال مشتری کا ہے اسلیے کہ جڑ بحسب رضائے بائع رہی تھی ورنہ تسلیم کامل و تفریغ مبیع
نہوتی ۴۰ زید نے کسی تاجر سے ایک درجن چاقو کسی خاص قسم کی خریدے اور قیمت کا ذکر نہین کیا
اگر اوس قسم و نمبر کے قیمت عاقدین کو خوب معلوم ہے یا اتنی کہ ایک دوسرے سے جھگڑا پیدا
بھی نہین کرسکتا تو بیع جائز ورنہ فاسد ہے ۴۱ زید نے بکر سے ایک بار ٹھیکہ کرلیا کہ فلان فلان

قسم کی کاغذات اس قیمت پر چھاپ دیا کروں گا اور برابر کاغذ چھپوائی جاتے ہیں اور کچھ گفتگو میں قیمت درمیان میں نہیں آتی اس صورتوں کاغذات معینہ کی بیع جائز باقی فاسد ہے مگر معینہ سے وہ سب کاغذ مراد ہیں جو ان دونوں کی نزدیک ایک ہی قیمت کے ہیں اگرچہ عبارت وغیرہ بیش و کم یا مختلف ہو اسلیے کہ وہ تغیر معتبر ہے جس کا اثر قیمت پر پہنچے ورنہ نہ مسئلہ ۳۴۲ زید نے بکر سے ایک چیز خریدی اور یہ قرار پایا کہ جو قیمت بازار ہوگی یا جو بائع مانگیگا یا جو مشتری دیگا یا جو فلان شخص معین کر دیگا یا جو بیجک میں لکھا ہوگا دیا جائیگا بیع فاسد ہے مسئلہ ۳۴۳ زید نے بکر سے اس شرط پر مال خریدا کہ اگر قیمت بازار سے گران ہوگی تو قیمت کم یا بیع واپس کر دونگا بیع فاسد ہے مسئلہ ۳۴۴ زید نے ایک چاقو کی قیمت ایک روپیہ لگائی اور مالک نے دو روپیہ مانگے پھر زید یہ کہتا ہوا لیگیا کہ میں ایک ہی روپیہ دونگا اور بائع مزاحم نہوا مگر کہتا رہا کہ میں دو ہی روپیہ لونگا اس صورت میں رضا تحقیق ثابت نہ اور بیع جائز اور ایک ہی روپیہ واجب ہے ایسی ہی اگر مزدور سے اختلاف رہا اور کام تمام ہوگیا تو وہی اجرت جو آمر نے معین کی ہے دیگی غرض نہ تسلیم معقود علیہ بائع و مزدور کے طرف سے دلیل رضا ہے مسئلہ ۳۴۵ زید نے بکر کو خط لکھا کہ فلان شے میں ہزار روپیہ کو بیچتا ہوں بکر نے قبول کیا اور جواب لکھا مگر وہ خط زید کو نملا یا خط نہ لکھا صرف اپنی جگہ پر قبول کر لیا بیع منعقد ہو گئی اسلیے کہ اثر قبول کا مرتب ہوتا ہے جب دوسرا اوس پر مطلع ہو یہ قبول بمنزلہ نیت کی ہے مسئلہ ۳۴۶ زید نے بکر کے ہاتھ اوس قسم کا مال بیچا جو اوسکی پاس متعدد موجود ہے اب زید نے بخوف ارزانی نرخ بکر سے وعدہ لیا کہ اس مقدار سے قیمت کم نکرنا یا بکر نے زید سے ایسا معاہدہ کرا لیا یہ قرار پایا کہ سوائے تمہارے اور کے ہاتھ نہ بیچنگی یا فلان مدت تک یا فلان شہر میں نہ بیچنگے یہ سب شروط فاسد ہیں اگر اصل بیع میں داخل ہیں تو بیع فاسد اور اگر بطور وعدہ ہیں تو وفا دیانتا واجب ہے نہ قضا مسئلہ ۳۴۷ زید نے بکر کے ہاتھ بدین شرط مال بیچا کہ بکر اوس سے سو روپیہ ماہانہ یا سالانہ کا مال لیگا یا ہزار روپیہ کا مال بدفعات لیگا تو اوسکی چند صورتیں ہیں ۱ یہ شرط داخل عقد ہے ۲ داخل نہیں مگر مال سب ایک قسم کا ہے جسمیں حاجت قیمت و پسند جدید کی نہیں ۳ مال مختلف اقسام کا ہے جنکی تعیین و تعیین دشوار ہے اور یہ شرطیں ہیں جو اہ بدون کسی دوسرے غرض کے کی گئیں یا کسی غرض پر مبنی ہیں جیسے ارزانی قیمت یا معاملہ قرض وغیرہ پس شکل اولیٰ میں مطلقاً بیع فاسد ہے اور شکل دوم میں اگر یہ غرض

شرط ہو تو عدم ہو اور کسی وجہ سے شرط ہو تو شرط معلق ہو اور واجب التعمیل اور شکل سوم
مین بہر حال بوعدہ ہو اسلیے کہ شرط معلق واجب العمل ہے اور امر مجہول کی تعمیل غیر ممکن اور
وجوب امر مشکوک الوجود کا تکلیف مالایطاق ہو اور یہ تکلیف مرتفع ہو اگر ایسے معاملے یون کیے جاوین
کہ اولاً قیمت و قسم و مقدار مبیع و ثمن معین ہو جاوے پھر مشتری مدت معین مین باقساط معینہ
لیا کرے تو بحسب معاہدہ بیع مضائقہ نہین شکلہ زید نے عمرو سے ایک کتاب کی ہزار جلد خریدی
جو بالفعل تیار نہین پس بعد تیاری یہ بیع بطور شرط معلق لازم ہوگی شکلہ عادت ہو کہ
مستعمل چیز دمین کہاتا (یعنی بعد قبض کچھ زیادہ لینا) اور عمدہ اسوال مین دستوری لیا کرتے ہین
پس اگر عاقدین مین شروط یا ضرورۃً معلوم اور تعداد معین ہو تو کہتا ہون صحیح ہو اور دستوری جزو ثمن
ہو یعنی فی روپیہ ایک آنہ دستوری ٹھہری تو جب زید نے سولہ روپیہ کا مال لیا یہ سمجھا گیا کہ سترہ روپیہ
کا ثمن قرار پایا تھا اور اگر نہ کچھ قرار پایا نہ دوسرے معمولی قرائن سے معلوم ہے تو اگر بایع
برضا دیا بطور افزونی مبیع دیگی ثمن جائز ہو ورنہ جبر و ظلم ہو مگر بدون شرط ایسی گفتگو ذلت
سوال یا شائبہ ظلم سے خالی نہین لیکن جبکہ بایع و مشتری مین جھگڑا ہو تو بیع صحیح و لازم ہوگی
اسلیے کہ بعد ایجاب و قبول کے نزاع اور شرط کا اثر مرتب نہین ہوتا شکلہ جن چیزونکی ناپ یا
تول یا شمار مین زیادتی باصطلاح عام معروف ہو وہ چیزین اوسی حساب سے بکین گی مثلاً
خربزہ جسکی پنسیری چھ سیر کی سمجھی جاتی ہے یا آم جسکا سیکڑہ اکیس اٹھائیس پنجہ کا یعنی چھبیس
پنجو کا سمجھا جاتا ہو لیکن جبکہ مقدار افزونی معین نہو جیسے گوشت جو عموماً بست جھکتا ہوا لیتا ہے
یا ایسی اور چیزین تو بیشک زیادتی کی نسبت مشتری کو دعوی کرنا خواہ ظلم ہے خواہ سوال اور
بایع اگر اپنی رضا سے دے تو اوسے اختیار ہو لیکن عالی ہمت محتاط انسان کو کیا ضرور ہے
کہ مقدار قرار داد سے زیادہ لے اور یہ گمان کہ بایع کچھ کم تولتے ہین اسلیے زیادہ لیا جاتا ہے محض
لغو ہے اسلیے کہ یا دو الیقین کمی کا کیونکر ہو تو دوم مقدار کمی کے معلوم نہین شکلہ جانور حرام ہو یا حلال
اوسکی ہڈی اور اوسکا چمڑا اگر ذبح کیا گیا ہو تو اوسکا گوشت بیچنا جائز ہے سوا آدمی
کے اور خنزیر کے شکلہ زید سے گوشت ۲ سیر معجل لیا اور موضع قطع
معین نکیا تو بیع فاسد ہے مگر جبکہ قبل قطع تعیین ہو جاوے تو صحیح ہوگی اور بعد قطع از سرنو خرید

ہین مضائقہ نہین اور اگر شیرینی جو ایک برتن مین ہے خریدے بمقام معین کر کے یا نگر دے بیع صحیح ہے اسلیے
کہ شیرینی سب ایک قسم کی ہوتی ہے اور گوشت متفاوت اگر کپڑا لیا اور جانب قطع نہ معین کیا تو
بیع باعتبار عرف صحیح ہوگی اسلیے کہ تہان کے دو کنارے ہوتی ہین ایک نہایت عمدہ اور دوسرا ادنیٰ
کم اور عرفاً اسی طرف سے کپڑا اوتارا جاتا ہے پس جانب قطع معلوم ہو گئی ۵۴ زید نے تہان یا ایک ٹکڑا
پورا گز ونکے حساب سے مول لیا اب کنارہ تہان کا بلا قیمت زید کو لینا چاہیے اسلیے کہ عرف یہی ہے کہ تہان
کے کنارے کی قیمت نہین ہوتی مگر جن کپڑون مین ایسا عرف نہو اونمین بائع کو نہ دینے اور قیمت زیادہ
لینے کا اختیار ہے ۵۵ باپ اور بعد اوسکے دادا یا وہ شخص جو نابالغ کا ولی قرار دیا جاے اوسکی
طرف سے خرید و فروخت کر سکتا ہے جبکہ نابالغ کو حاجت ہو یا کسی طرح کا نفع ہو اور خود بھی یہ لوگ
یتیم کا مال خرید سکتے ہین جبکہ غبن فاحش نہو اور اپنا مال بھی یتیم کے لیے خرید سکتے ہین جبکہ صغیر کی
حاجت یا منفعت ہو البتہ اگر باپ بدچلن اور فاسق ہو تو بخوف اضرار و خیانت نہین جائز ہے
(عالمگیری) یتیم کے مال اور ذات کی نگرانی اور خیر خواہی اولیا پر لازم اور جملہ مسلمانونکے لیے
موجب حسنات ہے جب آدمی کسی یتیم کا ولی ہو تو نہایت احتیاط و انصاف و خدا ترسی سے معاملہ کرے
اور اوسکا مال ناحق نہ خود کھاے نہ ضائع ہونے دے ۵۶ جب کوئی چیز مثلی واجب الادا ہے تو قیمت
دینا جائز نہین مثلاً زید نے عمرو سے ایک سو روپیہ کو یا بعوض دس من گیہونکے خریدا یا گھی یا شکر
یا غلہ اوسکا غصب کر لیا اب روپیہ یا گیہون یا گھی یا شکر یا غلہ دینا چاہیے مگر جبکہ وہ شے معدوم ہو جاے
جیسے شکر ملنا ممکن نہو تو قیمت پر فیصلہ ہو سکتا ہے ۵۷ زید نے ہندوستان مین ایک کتاب چار روپیہ کو
بیچی اور روم مین مشتری سے یہ تصفیہ ہوا کہ چار روپیونکی قیمت لیلو اب قیمت باعتبار مکان و زمان
بیع واجب ہوگی پس اگر ہندوستان مین چار روپیے کا ۳ ماشے سونا اوس دن ملتا ہے تو وہی
۳ ماشے لیگا نہ بیش و کم (شامی) ۵۸ زید نے مال بیچکر یہ شرط کی کہ اسکی قیمت کے روپیے کے عوض
عمرو فلان مال دیگا وہ مال معلوم ہو یا مجہول شرط فاسد ہے اگر داخل عقد ہے اور بعد ختم بیع قیمت قرار
داد لازم ہوگی ۵۹ اگر دونون نے تمسخر اور ہزل مین بیع کی منعقد نہوگی اور نکاح اور طلاق
اور عتاق ہو جایگا ۶۰ بیوپاری کوئی مال دلالون کے پاس بھیجے یا کہ بقیمت بازار بیچکر اسے
حساب کر لو اور قیمت دونونکو معلوم ہو تو بیع جائز ہوگی ورنہ نہ (شامی) ۶۱ ہنڈی اور

تمسک اور منی آڈر اور براءت سلطانی اور روپیہ جو سلاطین کے دفتر مین مرقوم اور خزائن مین معمول ہوتی ہین انکا بیچنا جائز نہین اسلیے کہ یہ خود مال متقوم نہین اور اصل روپیہ مقبوض ہے نہ مقدور التسلیم اور وظائف وغیرہ مین اگر بیع حق آئندہ کی یعنی لینے استحقاق روپیہ جاگیر وغیرہ آئندہ سے تسلیم کیا گیا تو یہ حقوق ابھی خود موجود نہین وقتاً فوقتاً حادث ہوتے جائینگے اور اگر کچھ روپیہ چڑھا ہوا ہے تو بیع دین ہے اور بیع دین کی مدیون کے ہاتھ جائز ہے درمختار و شامی۔ مسئلہ زید نے بکر سے کچھ روپیہ لیکر بکر کو متولیان وظائف کے سامنے پیش کیا اور سفارش کی کہ آئندہ سے یہ پایا کرے مین دست بردار ہوا اور حاکم نے منظور کر لیا اس صورت مین زید نے جو کچھ بکر سے لیا وہ بطور رشوت جرم احسان ہے نہ قیمت بخلاف اسکے کہ زید نے عمر کے ہاتھ ایک شی بیچی اور کہا کہ مبیع بکر کے پاس ہے تم اوس سے لیلو اور بکر نے دیدیا اور عمرو نے اوس سے لینا منظور کر لیا تو یہ بیع صحیح ہوئی مگر اصل ذمہ داری زید پر ہے کیونکہ یہان حق یعنی مبیع موجود و ثابت ہے اور وظائف مین مفقود اور حادث۔ مسئلہ زید نے ہزار کا مال بدین طور خرید اکہ فی ماہ دو سو روپیہ ادا کیا کرے اگر کل مال موجود ہے اور شرط اقساط صلب عقد مین داخل نہین ہو سب مال پاک گیا اور شرط کا اثر بیع کی حیثیت سے کچھ نہ پڑیگا اور اگر مال موجود نہین تو یہ وعدہ بیع ہے البتہ یہ شرط کر بایع ضرورتاً قرض دیگا وعدہ محض ہے اور یہ وعدہ کہ کسیقدر روپیہ مشتری کا پیشگی رہیگا بحیثیت بیعانہ صحیح ہے۔ مسئلہ وہ معاملات جنکے جواز اور عدم جواز دونوکی تاویل ہو سکتی ہے اور کسیطرف نص صریح نہ نکلے اور فساد کا خوف نہ ہو لیس اگر ابتلاء عام اور ضرورت شدید ہو تو جواز کی تاویل اولی ہے اسلیے کہ اسصورت مین مسلمان حیلے سے بچینگے اور فعل اونکی اتباع شریعت سے متبرک ہو جائیگا اور خلاف شرع امور کا رواج جو ہو اوٹھ جائیگا اور ممانعت مقام اشتباہ مین اگرچہ احوط ہو مگر حرج اور معاملات کو انسداد اور عموماً فسق کا دفع اوس سے بھی زیادہ مناسب ہے پس جیسے نوٹ مین اگرچہ ضرورت ہے مگر تغیر شرعی ال ہے اور منافع رہن کی اجازت مین سود خواری کا انسداد اور اشاعت فساد ہے لہذا انکی اجازت نہین ہو سکتی اور جواز ہنڈی و اجارہ اشجار و معاملات متعلقہ شروط معاقدہ وغیرہ کی نص مخالف ہے نہ کوئی فساد بلکہ ترک انکا مشکل اور معاملات مین مخل اور موجب تفسیق عام ہے لہذا تاویل جواز بہتر ہے اور صاحب منتخب مختار الاختیار نے تصریح کر دی ہے کہ معاملات

مین حکم جواز مختار و اولیٰ ہے ممانعت سے واضح رہی کہ فی الحال تاجر و نمین قسم کے معاملات ہوا
کرتے ہین جنکی وجہ سے تجارت اور منفعت کی کثرت اور ہر قسم کی آسانی و وسعت حاصل ہے مثلاً
۱ اس مال کی قیمت نقد نہ بیچا جائیگی بلکہ کوئی مال برضامندی جانبین لیا جائیگا (قیمت و قسم مال معلوم
ہے یا نہین) یا کوئی کام اسکی عوض کر دینگے ۲ جسقدر قیمت بنرخ بازار لیلیا کرو ہربار گفتگو کی حاجت نہین
۳ مدت ادای ثمن بیان نکی اور نہ قرائن و عادت سے معلوم ہے ۴ بیچکر قبل قبض مال بیچ ڈالا ۵
مال کا مبادلہ مال سے ہوتا ہے یا بیان کافی ہے ایک یا دونو مال سے جو دو تیار نہ تھی ۶ زید نے بکر سے بذریعہ
فہرست ایسا مال منگایا جسکا نمونہ یا نشان کارخانہ و تمیز و تعیین قیمت نہین ہے مگر وہ مال بدون تفاوت
صفا کان وغیرہ مساوی قیمت پر لگا کرتا تھا بکر نے روانہ کردیا ۷ فلان قسم کا مال ہمکو کہین سے منگا دو
جسقدر ہو گا ہم خرید لینگے ۸ اگر تم خریدو تو ہم منگاوین یا تیار کراوین ۹ یہ مال نہ بیچو ہم اس قیمت پر
خرید لینگے یا اسقدر مال یا نہ خرید اکرینگے ۱۰ ہمکو اسقدر مال بیچا تین مہینے مین ادا کرینگے ۱۱ یہ مال اس
قیمت سے لو یا فلان وقت سے پہلے یا ہمارے مال بکجانے تک کسی اور کے ہاتھ نہ بیچنا کیونکہ اسمین
ہمارا نقصان ہے ۱۲ اگر جسے قیمت زیادہ لوگے یا اسکی قیمت کم کروگے تو ہم تمسے نقصان لینگے غرضکہ یہ
سب معاملات من حیث بیع ناجائز ہین اسلیے کہ اول مین تسلیم ثمن عقد ثانی پر موقوف ہے اور دوسرے
مین ثمن مجہول اور تیسرے مین مدت ادا غیر معین اور چوتھے مین تصرف قبل قبض اور پانچوین مین بیع
[illegible] ہے اور چھٹی مین مبیع یا ثمن غیر معین اور ساتوین مین بیع غیر مقدور ہے آٹھوین مین
بیع غیر مقدور التسلیم ہے اور نوین مین خرید کا وعدہ ہے اور دسوین مین بیع موجل ہے
اور گیارہوین بارہوین مین الزام ضرر ہے کیونکہ بایع اپنی ملک بیچنے مین بعض امور کا پابند ہوتا ہے
اور مشتری کی ملک تام ناقص آتی ہے مگر جبکہ یہ معاملات صلب عقد مین داخل نکیے جائین اور کوئی
اور فساد شرعی نہو جیسا کہ شکل ۲ و ۳ مین تو اگر اونمین محض جہالت ہے جیسے شکل اولین یا نقصان
ملک و الزام ضرر ہے جیسا کہ شکل ۱۱ و ۱۲ مین تو وعدہ ہے اور وفا کرنا عند اللہ واجب ہے ورنہ شروط
معلقہ سے ہے اور قضائہ لازم الفریقین والمسلمون عند شروطہم پس کیسے یہ معاہدے کیے تو
پوری کرے یا نکرے کوئی الزام من حیث بیع نہوگا

تبرعات

یعنے بلا معاوضہ احسانا کسیکو کچھ دینا اسکی دو قسمین ہین اول محض احسان و مروت جیسے ہدیہ ہبہ و دعوت عاریت

ان مصارف میں باعتبار نیت و عمل کے ثواب ہو اور لینا دینا انکا عموماً جائز ہے مسلم ہو یا کافر فقیر
ہو یا غنی دوم خیرات اور یہ خواہ ضروری ہو جیسے زکوٰۃ - قربانی - فطرہ - نفقات واجبہ - نذر
- کفارہ خواہ غیر ضروری جیسے صدقہ جسمیں ثواب مقصود ہو - غنی کو انکا لینا نہ چاہیے اور جبتک حالت اضطرار نہو سوال
کرنا حرام ہے کچھ احکام مختصراً بیان کرتا ہوں ہبہ کیکر اپنا مال ہمیشہ کر لیے بلا عوض دینا اسمین
قبول شرط ہے اور جبتک قبضہ نہ پائے ملک نہیں آتی واہب کو ایسی ہبہ کا اختیار ہے مگر ایسا جبکہ ذی
رحم محرم کو دیا گیا ہو یا مال ہلاک یا زیادہ ہو گیا جیسے مکان گر گیا یا خام چیز سلوا لیا گیا جیسے جائیں
موہوب لہ کا ضرر یا موجب عار ہو مناسب وقت تک توقف لازم ہوگا مثلاً زید نے عمر کو ایک
کشتی اور کچھ پیسہ ہدیہ برتن ہبہ کی عمر نے کشتی پر مال اتار لیا اب چونکہ کسی مجمع یا بازار میں کیا برتن ہو
تقریب میں بھیجے ہوئے ہیں اب جبتک دوسری کشتی نکلے یا عمر بازار سے گھر میں واپس نہ آ جائے یا تقریب
تمام نہو واپسی نہوگی ہے جبکہ کچھ معاوضہ ہبہ کا دیا گیا ہو تو وہ ہبہ بالعوض کہلاتا ہے اور بعد معاوضہ کے ایک
قسم کی بیع سمجھی جائیگی مسئلہ زید نے بکر سے شرط کی کہ تو میرا فلان کام کر دے یا اپنی کسی حق سے دستبردار
یا فلان چیز دیدے تو میں تجکو یہ مکان ہبہ کر دوں اگر بکر نے شرط پوری کی تو زید پر ہبہ لازم اور واپسی
ممتنع ہے ورنہ نہ مسئلہ ہبہ کا پھیر لینا جائز اور مکروہ ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے العائد
فی ہبتہ کالکلب یعود فی قیئہ ہبہ شدہ شی موہوب لہ سے خریدنا مکروہ ہے مگر جبکہ کمال یگانگت و اتحاد کیوجہ سے
موہوب لہ واہب کو دیدے یا واہب بغرض حاجت روائی و اعانت موہوب لہ بنرخ مناسب
مول لے تو حق تعالیٰ سے امید عفو ہے مسئلہ ایسے اقارب و احباب میں جنمیں کمال ربط کیوجہ سے
غیریت نہیں رہتی اور ایک دوسرے کا مال بے تکلف مستعمل کیا کرتا ہے اور نہیں نہ سوال ممنوع ہے نہ شئ
موہوبہ کا استعمال مکروہ بلکہ یہ باہمی بے تکلفی اور اجازت اور انبساط کا نتیجہ اور موجب ازدیاد محبت ہے
اور آنحضرت نے اکثر عند لعم خالص سے کھانا وغیرہ طلب فرمایا ہے الا جبکہ ایسی الفاظ بولے جائیں جو
سوال یا ہبہ پر صاف صاف دلالت کرتے ہوں تو اوسکا حکم دیا جائیگا صدقہ واپس نہیں ہو سکتا
حدیث میں وارد ہوا کہ خرچ کرنا اپنے نفس اور عیال اور ازواج پر بھی صدقہ ہے اور موجب اجر عظیم
غنی کو صدقہ لینا جائز نہیں سوال جو محتاج کسب پر قادر ہو یا جسکے پاس ایکدن کی قوت موجود ہو
اوسے سوال حلال نہیں اور سائل جو کچھ مانگ مانگ کر جمع کرے وہ مال خبیث ہے دعا مانگے

عاریت اپنے مال پر چند دن کے لیے کسیکو قابض کر دینا کہ وہ نفع حاصل کرے پس یہ اجازت اگر معین وموقت ہو تو شرط سے زیادہ تصرف نکرے ورنہ عند اللہ ماخوذ اور درصورت کسی نقصان کے ضامن ہوگا اور معین اور موقت نہون تو جبتک مالک طلب نکرے استعمال جائز ہے اور دوسرے کو بھی مستعار دے سکتا ہو اگر وہ شے اختلاف استعمال سے خراب نہو مالک کو ہر وقت اختیار ہو کہ اپنا مال واپس لے مگر موقت مین قبل وقت وعدہ خلافی ہو ہان جبکہ وہ ایسی ضرورتون مین ہو جنکا ذکر ہبہ مین گذرا یا زمین بغرض زراعت لی تھی اور کھیت ابھی تیار نہین تو وہ مال یا زمین باجرت مثل وقت حاجت تک مستعیر کے پاس رہیگی مسئلہ زمین موہوب پر باغ لگایا یا مکان بنوایا تو اگر زمین موقت ہی اور مالک نے قبل وقت واپس طلب کی یا کوئی مدت معین نتھی ان صورتو مین مالک زمین کو مع باغ یا مکان کے لے لے اور مستعیر کو قیمت حوالہ کرے اسلیے کہ اسنے اوسے مغالطہ دیا مگر یہ کہ مستعیر اپنا عمل کھود لینے یا باغ کاٹ لینے پر راضی ہو اور زمین کا کچھ نقصان نہو اور اگر بعد مدت طلب کی تو ضرور ہے کہ مستعیر اپنا عمل لیجائے اگر زمین کا نقصان نہو ورنہ قیمت کٹی ہوئی درختون اور کھدی ہوئے عملو کی ملیگی اسلیے کہ مالک پر کچھ الزام نہین ہے (یہ سب ہدایہ سے ماخوذ ہے) جن چیزون سے بدون ہلاک عین نفع نہین مل سکتا جیسے روپیہ پیسا غلے انکی عاریت نہین وصیت مین شرط ہے کہ موصی حربی نہو اور وارث نہو سوا تہائی مال سے زیادہ وصیت نکلی ہو تو بعد موت وصی وبعد تکفین وادائے دین واجب الادا ہے اگر وصیت تہائی مال سے زیادہ کے اور وارث راضی ہوگئے یا اور کوئی وارث نہین تو بیشک بقدر وصیت ملیگا ورنہ وہی تہائی ملیگی احکام سکہ جات سکہ ایسا حاکم نافذ ہے جسکے ذریعے سے مسکوک ایک قیمت معین پر مروج ہوتا ہے پس اگر مسکوک ثمن اصلی یعنے چاندی سونا ہے تو اس سکے کے جائز ہونے مین کچھ کلام نہین اور اگر ثمن حکمی یعنے صرف سکے کے وجہ سے یا اصطلاح عام یا بحکم سلطان ثمن قرار پایا ہے تو اوسکی دو قسمین ہین اول مال متقومہ جیسے فلوس وغیرہ وغیرہ کہ اگر وہ ثمن نرہین تب بھی قیمت اونکی قیمت رہے قریب قریب ہو دوم اموال بمنزلہ جو بنفسہ کوئی مال نہین اور جب رواج نہ ہے تو بہ نسبت ثمن بالکل معدوم سمجھے جائین جیسے شاہی نوٹ پس سکہ اول یعنے فلوس وغیرہ ثمن صحیح ہین اور جملہ احکام ثمن اصلی انپر مرتب ہونگے مگر تقابض البدلین قبل الافتراق شرط نہوگا (عالمگیری) مسئلہ

اگر اسنے کچھ خرید اور مبیع پر قبضہ یا پیسوں کا رواج جاتا رہا تو بیع فسخ ہوگی ۔ کسی عوض میں اپنے دینے
وادی ہوں اور رواج نرخ ہے تو بقول امام ابو یوسف کے نزدیک قیمت یوم قبض اور امام محمد کے نزدیک
قیمت آخر یوم رواج جائز ہوگی رد المحتار اور اسی پر فتوی ہے (خزانہ) اور امام اعظم کے نزدیک
بعینہ دینا ہوگا (ہدایہ) ہاں کچھ نرخ گھٹ جاوے تو گذشتہ معاملات میں فرق نہ آئیگا (قاضیخان)
ایک پیسہ سے دو یا تین پیسے نقد بطور تعین خریدنا جائز ہے (عالمگیری) کیونکہ سکہ میں وزن کا
لحاظ نہیں رہتا اب یہ معدود ہو گئے اور علت ربوا سو صرف جنسیت باقی رہی لیس تفاضل
حلال ہوا بخلاف اثمان اصلی کے کہ انمیں مسکوکیت سے کوئی اثر نہیں ہوتا (فتح) ہند کے شہر
میں پیسوں کا دو طرح پر حساب ہوتا ہے گنڈوں یا ٹکوں یا پیسوں کے اعتبار سے مثلاً ایک پیسہ چار کوڑی
یا دو گنڈے یا آٹھ پیسے کے سو انمیں باہم خرید و فروخت میں بیشی کمی جائز ہے اور آنے کے اعتبار سے روپیہ
کے مقابلہ میں قرضاً یا نقداً جسطرح چاہیے ۔ آنہ آدھ آنہ پاؤ آنہ کے اعتبار سے مثلاً ایک پیسہ
ایک آنہ یا دو پائی سے بیشی کمی جائز نہیں اسلئے کہ یہ حقیقت میں روپیہ کے جز ہیں پیسوں کا نرخ
ارزان ہو یا گران مگر روپیہ کے سولہ آنے ہمیشہ رہتے ہیں اسلئے آنے کی کوئی تعداد معین نہیں کبھی دو
کبھی تین کبھی چار کبھی پانچ کبھی چھ پیسوں کا آنہ ہوتا ہے اور اسلئے دو انی چونی اٹھنی کہتے ہیں
نصف و ربع روپیہ نہیں کہتے لیس جب آنہ بمقابلہ دو آنہ یا ۴ بمقابلہ ۸ ربیچا تو گویا یہ در ہمہ
بمقابلہ جز بیچا گیا اور یہ قرض میں بیشک ممتنع ہے مگر نقدین میں بوجہ نہونے جنسیت حقیقی کے منع
نہیں آنے روپیہ کی جز کیطرف منسوب ہیں نہ پیسوں اور اشرفیوں کی طرف اور جب وزن مقصود
نہو اور نقد معاملہ کیا جاوے تو یہ سکے اپنی جنس سے متفاضلاً بھی بک سکتے ہیں جیسے فلوس سے ظروف
مسی خریدنا اسلئے کہ اب فلوس عددی ہو گئے وزنی نہیں رہے انکی قیمت باعتبار عدد اور ظروف کی
قیمت باعتبار وزن ہوگی لہذا افضل حلال ہے مسئلہ زید نے صراف کو ایک روپیہ دیا اور کہا کہ ہم
گنڈے یا بھم ٹکی یا ۔ پیسے لینگے یہ معاملہ جائز ہوا سوقت لے یا دوسرے وقت مسئلہ زید نے
صراف سے روپیہ کی ۱۷ آنہ یا ۱۵ آنے لینے کا اقرار کیا تو یہ معاملہ نقدین میں صحیح ہے اور قرض میں فاسد
واضح ہو کہ بحکم سرکار و رواج حال ڈبل پیسے بہ پاؤ آنہ کے حکم میں داخل ہیں اسلئے کہ وہ ہمیشہ پاؤ
آنے کے مقابلہ بیشی کمی اونکی حسب حکم سرکار ممنوع اور جرم ہے ہاں اگر یہ قید اوٹھ جاوے تو اونکا حکم

دوسرے فلوس کا ہو جاینگا سکہ رقسم دوم یعنے اسوال جمفند لہ ہنینک سکی ات ناجائز ہے ہین کیونکہ ہو
سکتا ہے کہ کسی مستحق کو ایسی چیز دیجاے جس سے بدون لزوم شرو ہاز ارزہ و صرف کے وہ اپنا حق نہ پا سکے
اور ان سکوں سے نفع کشنیکے لیے ضرورت ہے کہ اوس قلم دست سے صرف نکرے سے فورا صرف کر ڈالے ورنہ انقلاب
سلطنت یا منسوخی حکم کا خوف ہے پس ایسے سکونکا ایجاد اور وضع کرنا سلطان وقت کو ماخوذ کریگا
اگرچہ بعد تحکم رعایا کے حق مین ضرورتا جائز ہے لیکن سکہ اوس شخص کو جسنے اوسے وضع کیا یا جس سے
اشوب پایا ہے اور کسیکو تحکما دینا اور بصورت انکار بحکم رواج مجبور کرنا یا بیت المال اسلامی یا اموال یتیم وقف
یا دوسرے امور حسنہ کی اجرا و اعانت یا کسی مستحق کی حق مین ایکد تکی لیے جمع کرنا بخوف ظن اضاعت ناجائز ہے
اور مرتکب ضامن اور نوٹ وغیرہ مین زکوۃ چاندیکی واجب ہے اور تقابض البدلین ساقط اور جس
صورت مین ایسے ناجائز سکے بعینہ واجب الادا ہون اور رواج نرہے قیمت دینا پڑیگی جیسے زید نے ایکہزار
کا نوٹ قرض لیا یا کسی معاوضہ یا اجرت مین اسپر عائد ہوا یا اسکے پاس رہن یا امانت رکھی گئی اور
اسنے ضائع کردی یا ادای امانت یا رہن مین تاخیر کی یا ضامن ہوا اور رواج جاتا رہا اب قیمت اوسکی
یعنی ایکہزار دینی ہوگی نہ وہی شئ بعینہ کیونکہ اگر وہی کاغذ جو ایک وقت مین ہزار کا مقابل تہا اولا یا جاے
تو مستحق بالکل محروم رہیگا اور مدیون پر نفس الامر مین ہزار واجب تہا اور رواج رہتا تو مدیون کو
روپیہ اور نوٹ کسی شئ کا عذر ہوتا نہ نفع نہ نقصان پس اب بہی اوسکا نقصان نہین ہے اسلیے کہ
مقصود ان سکونمین صرف ثمنیت اصطلاحی ہے اور اسی لیے مستحق اونکے لینے مین عذر نہین کرتا پس
جبکہ رواج جاتا رہا اور سکونکی ثمنیت مرتفع ہوگئی ثمنیت بہی نرہی اب اگرچہ صورتا باقی ہین مگر حقیقۃ
ضائع اور ہلاک ہوگئی پس کوئی مستحق کبہی مال بیکار شدہ نہین لیتا جیسے میوہ یا جانور جو سڑ یا مرجاے
قابل استرداد نہین رہتا ہان اگر یہ سکے بطور ذمہ داری نہون جیسے امانت یا مال میراث یا عاریت یا ایسی
مرہون وغیرہ تو وہی سکے بعینہ دیے جاینگے مسئلہ مستحق کے حکم یا رضا سے کہین جمع کر دے یا روانہ کرے
یا اپنے قبضہ سے خارج کردے اور قبل از وصول رواج جاتا رہا تو مدیون ذمہ دار نہین بخلاف قسم اول کہ
محض رواج اور سکہ ہے سے مقصود نہین بلکہ اصل مین مالیت ہے اور ثمنیت عارضی اور جسطرح اثمان
وسیلہ حصول اموال ہین مال سے بہی مال اور ثمن ملسکتا ہے اب اونکی غیر مروج ہونے مین ایسا نقصان
نہین آسکتا کہ بالکل معدوم سمجہے جائین بلکہ بوجہ مخالفت جنس بیشی و کمی کی تمیز مشکل ہے اور اسکے بات

نکی جائز ہے کہ خریدا اور چلن جاتا رہا تو مبیع قبضہ مین آیا ہو یا نہ مبیع باقی اور قیمت سکہ واجب الادا
ہوگی بخلاف فلوس وغیرہ کے کیونکہ وہ حقیقۃً مقابل مبیع کے ہین اور نوٹ وغیرہ باعتبار اونکی
قیمت کے ثمن قرار پاتے ہین **کاغذات زر اول** وہ نوٹ جو تمام ملک سرکار مین روپیہ کی
طرح ایک معین قیمت پر چلتی ہین اور نہ لینی والا مجبور کیا جاتا ہی یہ مسئلہ ناجائز ہی اور نوٹ کی
کی حیثیت سے مطلق ہلاک اوسمین فناہی آپس مین بیشی و کمی اوسکی روپیوں سے جائز نہین اور اشرفی سے
جائز ہے کیونکہ اثمان حکمی بالعذر و کسی اصلی ثمن کی فرع ہوتی ہین اور نوٹ روپیہ کی نام سے وضع کیا
گیا ہے اور حیثیت اسکی روپیہ کی اعتبار سے معین ہی اور اشرفی کا مستحق لینے پر مجبور نہین ہو سکتا
جب ایک شہر کے نوٹ پر دوسرے شہر مین بٹا پڑے پس اگر بٹہ معین ہے تو بعد منہائی بٹہ وہ
قیمت اصل سمجھی جائیگی اور اگر بٹہ معین نہین بلکہ بایع و مشتری کی رای پر ہے تو یہ مثل تمسک کے
ہے حکم اسکا اسی صفحہ مین مذکور ہوگا دوسرے وہ نوٹ جو ایسے نہین اور اون کے چار قسمین ہین
مسلہ و حقیقت نوٹ اما تو ان دونون قسمون مین بہت تہوڑا فرق ہی انکے بیچنے رہن رکہنے ہبہ کرنیکی
سرکار سے ممانعت ہی اسلیے کہ اصل روپیہ دینے والیکی یہ غرض ہوتی ہی کہ سود اسکا اسکی اولاد کو
نسلاً بعد نسل ملی اور کسی قسم کا انتقال اختیاری و اضطراری اوسمین نہو تیسرے سودی جنکا سود سرکار
سے ملتا ہی اور قیمت کم زیادہ ہوا کرتی ہی اور بدون رجسٹری سرکار بک نہین سکتا چوتہے نوٹ قسم اول
جیسا اور انکا رواج نہ ہے یہ چارون نوٹ مثل تمسک کی ہین انکا بیچنا ہبہ کرنا رہن رکہنا ممنوع ہے
اگر کسی نے یون خریدا اور قیمت مین بیشی و کمی ہو ہان بایع بحق بیشی عفو کر دے تو مضائقہ نہین اگرچہ
جسقدر روپیہ بطور سود وصول کیا گیا ہے وہ اصل روپیہ مین محسوب کرنا لازم ہے اور زیادہ لینا حرام
اگر یون لینے سے انکار کرے تو مالک زر سود اصل مین شمار کرتا جاے جب پورا ملجاے پہر سے اور
مدیون سود کے نام سے دیتا ہے لینے والیکو مضر نہین مسئلہ زید نے میراث مین عمرو کے طرف سے اکہزار
کا نوٹ سودی پایا اب زید کو اکہزار روپیہ کامل لینا جائز ہے اسلیے کہ عمرو نے جو روپیہ بطور سود لیا
نہ وہ عمرو کے ملک مین آیا نہ اصل روپیہ مین محسوب ہوا مسئلہ جو روپیہ سودی نوٹ مین لیا دیا جاے
وہ سود ہے اصل روپیہ نہین مگر یہ کہ لینے والا یا دینے والا اصل روپیہ کی نیت کرے اور دوسرا اسے
مجبور کرے تو نیت فقط نا روا یا نا معتبر ہے مسئلہ ہر قسم کے نوٹون مین زکات واجب ہے مگر سودی نوٹون مین جو رقم

بطور سود لیا اوس میں زکوٰۃ نہیں ہاں یا اصل بالمدین ہے حسب یہ نزیت الیہ مقام پر جا میں جہاں رواج
نہیں تو بھی تمسک کی طرح فروخت نہیں ہو سکتا ہاں اگر اصل سے بیون یا اوسکا گماشتہ خریدے تو نوٹ سنا
ہوں مگر زیادہ لینا منع ہے اور کمی بطور استقاط قرض جائز ہے نہ بطور نرخ وغیرہ اور شامی وغیرہ
کل سکہ جات کا یہی قیاس ہے اگرچہ کاغذ کی نوٹ مگر حقیقت میں ایک تمسک یا معاہدہ جو تاجر
پالیسی اور چیز پر کندہ کیا گیا ہے مسئلہ زید فی سو روپیہ کا نوٹ چار اشرفی کو عوض ۶۰ روپیہ کی ہوتی ہیں
خرید یا یہ معاملہ نقدا جائز ہے اور قرضا فاسد اور اگر یہ نوٹ ما عہ یا لعہ روپیہ کو خریدا تو قرض و نقد دونو
جائز نہیں مسئلہ زید نے صہ کا نوٹ عہ یا ۹۰ آنی کو نقد بیچا جائز ہے اور قرض بیچا تو جائز نہیں اور
گھنڈوں یا ٹکوں یا پیسوں جس طرح چاہے بیچے جائز ہے مسئلہ زید فی ہزار روپیہ کے نوٹ خریدی
اسی روپیہ یا نوٹ فی الفور دینا شرط نہیں ہاں قیمت مساوی ہو استامپ اسکی دو قسمیں
ہیں سادہ جنمی جیسے ریل یا ڈاک کی ٹکٹ یہ ایک رسید ہے جسکا روپیہ ایک جائز اجرت میں لیا گیا بیع و شرا
اسکی ہر طرح جائز ہے اسلیے کہ حقیقتاً اجارہ ہے اور صورتاً بیع اور یہ عروض ہیں ثمن نہیں پس انمیں
زکوٰۃ بدون نیت تجارت کی جائز نہیں بخلاف نوٹ کے پس جب کوئی مانع قوی پیش آوے یا یہ ٹکٹ
قبل از حصول منافع معینہ بیکار ہو جائیں تو بیع انکو صرف محکمہ ریل و ڈاک میں جائز ہوگی اسلیے کہ
وہ فی الحقیقت فسخ اجارہ ہے سوا ہے اوس شخص کے جسنے زر اجرت لیا ہے دوسرے متوسطین اوسکے
ذمہ دار نہیں ہو سکتے اور یہ شرط کہ اگر اتنے مدت میں نفع حاصل نکیا جاوے تو کچھ حق نرہیگا اگر بصراحت بیان
کی گئی تو صحیح ہے ورنہ لغو ہوگی کیونکہ حق انتفاع قطعی اور منصوص ہے اور شرط استقاط صرف
ذہنی البتہ وہ لوگ جو ایسی قوانین سے خوب واقف ہیں پابند ہونگے کیونکہ سوا کے شریعت اسلامیہ
دوسرے حکام کی قوانین عام اور قوی النفاذ نہیں مگر ریا زیادہ نفع اوٹھانا انسے حرام ہے جیسے ٹکٹ
ریل کے ذریعہ سے دوبارہ سوار ہونا یا کسی فریب سے حد معینہ سے آگے نکل جانا یا اعلی درجہ میں بیٹھ
جانا یا بوجھ اجازت سے زیادہ ہمراہ لیجانا یا ٹکٹ کسی فریب سے بکر استعمال کرنا یا وہ چیز جسکو ممانعت
ڈاک کی قانون میں ہے بھیجنا یا جسکا محصول گران ہے اوسکو کم محصول والی چیز و میں مخفی کر دینا
جبتک ثابت نکر دیا جاوے کہ ان ٹکٹوں سے ہرگز نفع نہیں اوٹھایا گیا اور یہ کہ اب بحسب قوانین
معینہ واجب الرد ہیں اوس وقت تک تردید قیمت لازم نہیں ہے دوم استامپ خریدہ

حکام جبکہ کوئی معتبر معاوضہ نہین دیا جاتا ہے انکی بضرورت و مجبوری جائز ہے نہ تجارۃً اور
حقیقت مین یہ مال نہین مسئلہ مختار الاختیار مین بعض کا قول یہی نقل کیا ہے کہ اگر مدعا علیہ
سرکشی و شرارت سے دار القضا مین حاضر نہین ہوتا یا دین جو اوسکی ذمہ ثابت ہے ادا نہین کرتا تو
قاضی پیادہ و نفر کار برآری کرائی اور خرچ اوس سرکش سے دلا دے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مدعی
کو خرچہ اشتامپ مدعا علیہ سے لینا جائز ہے اگرچہ حکام کی نسبت جواز شرع سے ثابت ہو مگر ایسی جگہ
دعوی ایسی ظاہر بنا پر ہو جس سے مدعی کے مصدق اور مدعا علیہ کو ظلم پر ظن غالب ہو جائے جیسے
تمسک جسٹری شدہ یا مدعا علیہ کی طرف تحریر وغیرہ سے یا مدعا علیہ نے بدون کسی معقول عذر کے
ادای حق سے انکار کیا ہو اسوقت تمرد و شرارت مدعا علیہ کے معلوم ہو جائیگی کیونکہ وہ یقین کر سکتا ہے
کہ ایسے صورت تو نہین مدعی ضرور اپنا حق بذریعہ حکام وصول کر لیگا اور حسب قانون سرکار اوسے امتداد
خرچ کا بھی متحمل ہونا پڑیگا پس یہ خود باعث نقصان ہوا اسکی نظائر مسائل غرور وغیرہ سے نکل سکتی
ہین لیکن وہی مصارف لینا جائز ہے جنپر بنا و دعوی موقوف ہے نہ مصارف زائد جیسے بعض نقول
وغیرہ جو صرف تائید وکلا یا استنباط دلائل کے لیے ہوتے ہین اور احتراز اس سے محتاط ہے واللہ اعلم

ہنڈوی و منی آرڈر ہنڈوی ایک سند ہے کہ تاجر کسی شخص سے روپیہ لیکر لکھدے کہ یہ روپیہ فلان
تاریخ فلان شہر مین فلان شخص کو بمعاینہ اس سند کے بلا اجرت پر دیا جائیگا اور منی آرڈر کا بھی یہی
منشا ہے مگر یہ حکام کیطرف سے ہوتا ہے انکی جواز اور امتناع مین بہت تاویلین ہین اور اقوال مختلف
اکابر سے اسمین کوئی روایت نہین اسلیے کہ کراہت سفتجہ کتب فقہ مین منقول ہے اور ہنڈوی
دوسری شے ہے پس قیاس ہنڈوی کا سفتجہ پر صحیح نہین ہو سکتا پس ضرور ہے کہ بنظر وسعت معاملات
وکثرت منافع و حفظ اموال و امن و راحت تمام و ابتلاے عام تاویلات جواز پر زیادہ توجہ
کیجائے کیونکہ سفتجہ کمین قرض اور مسائل مین وجہ ترجیح ضرور ہے اور قرضہ جواز معاملہ اہل اسلام ہے
اور ترجیح امن و راحت عام پس کیا ضرور ہے کہ امانت یا بیع قرار دیکر ممنوع کر دین بلکہ وہ
خواہ قرض ہے کہ دائن نے روپیہ دیکر مدیون سے اوسکی گماشتہ کے نام جو مثلاً کانپور مین ہے حوالہ کرا
یا یہ کہ زبان تم یا تمہارے گماشتہ ہون ہمکو روپیہ لینیکا اختیار ہو اب یہ قرض جر نفع نہ ہوا کیونکہ
مدیون سے کسی مقام پر روپیہ لینا یا کسی شخص کے نام دلا دینا کر لینا جائز ہے اور فی الحقیقت

ہنڈی دہندہ آدمی کسی مقام کے ساتھ خاص نہین بلکہ جہان اوسکے گماشتے ہون روپیہ مل سکتا ہے
اور جو کچھ دینا پڑتا ہے وہ اوس کاغذ اور تحریر کا معاوضہ ہے جو مہاجن سے لیا جاتا ہے خواہ اجرت ہے
اور اسمین جو شبہے پیدا ہوتے ہین اونکے جواب یہ ہین شبہ اول اجیر پر لازم تھا کہ وہی روپیہ بعینہ پہونچاوے
جواب ۱ یہ یقین نہین ہو سکتا کہ وہی روپیہ نہین دیا گیا ۲ یہ شرط مفسد اجارہ نہین بلکہ اجیر پر
لازم ہے پس اسکی مخالفت مین اجیر ملزم ہوگا شبہ دوم اجیر پر ضمان نہین ہے جواب ۱ یہ مسئلہ مختلف
فیہ ہے ۲ مفسد اجارہ بھی نہین ہان مستاجر کو ایسا ہی کرنا چاہیے ۳ اگر مدعوی خلط وغیرہ ضمان ہے
تو کیا مضائقہ ہے شبہ سوم ہنڈی کا روپیہ تاریخ ادا سے قبل بدون سود کے نہین دیا جاتا ہے جواب اجرت
مین تعین وقت ظاہر ہے قبل از وقت مستاجر کو کوئی حق نہین اب اگر طلب کیا تو معاملہ جدید ہوا
اور روپیہ بطور اطمینان مستغرق رہا اور سود کی شرط اس معاملہ سے متعلق نہین غرضکہ یہ سب شروط
فاسدہ نہ اصل عقد مین داخل ہین نہ مضر ہین جسطرح وکیل اور مضارب اگر خود ضامن نہین بنائے
جاوین تو ضمانت باطل ہوگی وکالت اور مضاربت مین خلل نہ پڑیگا (ہدایہ) تیسری نوع ہنڈی اجرت
ہو سکتی ہے اور جو کچھ دیا جاتا ہے وہ خواہ اجرت تحریر یا حمل وغیرہ ہے لیکن اسکا پیشہ کرنا ایسی لغو شرط کا
مقتضی ہے اگر بدون اجرت یہ کام کیا جاوے تو موجب انتفاع عام ہوگا پھر اسکی چند شکلیں ہین ۱ ایک ین
روپیہ جمع کیا جاوے بہ شرطیکہ فلان تاریخ دیا جاوے ۲ اس سند کو دیکھتے ہی دیا جاوے ۳ یہ کہ مہاجن ہمکو روپیہ
دیوے اور وہ روپیہ معہ سود معینہ بذریعہ ہمارے رقعہ کے فلان شخص سے فلان شہر مین فلان تاریخ تک وصول
کر لے اسمین اگر مکتوب الیہ نے قبول کیا تو جسقدر زیادہ دن گذرینگے سود مہاجن پڑھتا ہے اور بصورت واپسی
یا ادا ہی سود جو اول لیا گیا کافی ہے ۴ یہ کہ کسی شخص کے نام بقید تاریخ رقعہ لکھکر حوالہ مہاجن کر دیا
مہاجن بشرط وصول کاتب کو روپیہ دیگا ورنہ رقعہ واپس کر دیگا یہ سب اسی شکل سوم کی جسمین قرض
بشرط ربوا ہے باقی سب صورتین جائز ہین اور جو دیا جاتا ہے سود نہین ہے اجرت تحریر وغیرہ کے طور پر دیا
جاتا ہے کتاب الدیون اسکی پانچ قسمین ہین ۱ وہ جو کسی مال یا فعل کے عوض مین لازم ہو جیسے
ثمن مبیع یا کرایہ یا اجرت یا ضمان متلفات ۲ وہ جو صرف اقرار یا عذر یا فعل سے ہو جیسے دیت ارش
جنایت ضمانت وغیرہ ۳ جو احسانا قرض دیا جاوے اسمین قرضخواہ ہر وقت تقاضا کر سکتا ہے بخلاف اور
قرضونکے اونمین بعد مدت گذرنے حق طلب نہین ۴ رہن جو کسی حق کے اطمینان کیلیے مدیون اپنا مال گرو کرے

فی حق الشعر یعنی نذر کفارہ ۔ زکوۃ قربانی فطرہ وغیرہ تب بھی قرض تحمل ہو وہ بھی یتیم کا مال میں جائز ہے یعنے
اختیار ہے کہ جانور یا کوئی اسباب نذر مانی یا اوسکو دینے کا وعدہ کرے اور باقی جو ہو تو نہین قرض دینا اثمان اور
وزنی اور کیلی اور عددی متقارب مین قرض جائز ہے کیونکہ دوسرے اعیان کا معاوضہ کافی ممکن نہین ذرع
اور تخمین مین بھی جہل ہے قرضکا بیع یا ہبہ کرنا جائز نہین مگر اوسی مدیون کو اوسکا تحفہ دینا اور ہبہ کرنا اور
مقاصہ کر لینا جائز ہے مسئلہ زید کو سو روپیہ عمرو کو ذمی ہین اور عمرو کو پانچ اشرفیان زید پر ہین جائز
ہے کہ باہم بطور بیع شرا کے معاوضہ کر لیا جاوے اور اگر مال عمرو کا زیادہ قرار دیا جاوے تو لغو ہے زیادتی زید
کو ذمی باقی رہیگا یا صرف زید قرضدار رہتا اب عمرو زید سے کچھ مول لیا یا کام کرایا اور اپنا قرض اوسمین
محسوب کر دیا جائز ہے اسلیے کہ بیع قرضکی مدیون سے صحیح ہے شامی لیکن شخص ثالث کو ذمی محسوب ہوگا
مثلاً زید نے عمرو سے ایک شی خریدی اور کہا کہ بکر میرا قرضدار ہے مین سو روپیہ تیرے اوس قرض مین ادا کرتا
ہون اب عمرو بکر دونو راضی ہو جائین تب بھی زید بری اور عمرو مدیون نہ متصور ہوگا ہان حوالہ
یا ضمانت جائز ہے عالمگیری اور ایسی ہی دو شریک ہین جنکا کچھ مال موجود ہے اور کچھ قرضدارونکے
ذمی اب ایک شخص قرضہ لے اور دوسرا شخص مال موجود لے یہ جائز نہین قرضکے ذریعہ سے کوئی
نفع سود دینا یا شرط کرنا جائز نہین اسقاط قرض جائز ہے کل ہو یا جز قرضدار کو ایسی چیز جو اوسکی قرض
کے مثل ہے اگر ملی اور وقت ادا آگیا ہو تو اوس چیز کو بعوض حق مین لے لینا جائز ہے قاضیخان اگر قرضدار
جب قرض پر قبضہ کر لے پھر قرضخواہ کا دعوی عین قرض پر نہین رہتا مثلاً اناج گیہون قرض لیکر قبضہ کر لیا
اب قرضخواہ کو حق نہین کہ وہ گیہون لیوے بلکہ مدیون مالک اوسکا اور اوس قدر کا قرضدار ہے عالمگیری اگر مثل سو پچیس کر
پیسے اوسی کے پاس چھوڑ دیا تاکہ تھوڑا تھوڑا لیا کرے جائز نہین ہان سب پیسے وصول کر کے امانت رکھوا دے تو جائز ہے
نہین پھر قرضکی تین قسمین ہین ۱ متعلق بعین شے جیسے زید نے عمرو کے پاس ایک باغ رہن رکھا
یا مکان ایک سال کو لیے کرایہ پر دیا اب عمرو کو حق ہے کہ اولاً اوسی چیز سے اپنا حق وصول کرے
تب مالک کو حق تصرف ہوگا چنانکہ تجہیز و تکفین پر بھی مقدم ہے ۲ وہ جو صرف مدیون کے
ذمہ ثابت ہین کسی جائداد سے متعلق نہین تو اگر مدیون مرگیا اور بحالت صحت ان قرضونکا
اقرار قاضی کے سامنے کر چکا ہے یا شاہد عدل موجود ہین یا معاینہ سے ثابت ہوتا ہے تو دین
صحت ہے اور بلا عذر مدیون کے مال سے واجب الادا ہے ۳ صرف میت کا اقرار ہی سے ثابت ہے

اور ایسی مرض مین جسمین وہ مرا تو یہ دین مرض ہے اور دین صحیح سے موخر ادای قرض مال مدیون
سے لازم ہے اگر میت مفلس ہے تو ورثا پر ادا کرنا لازم نہین اور اگر ادا کرین تو ذمہ میت سے ساقط ہوجانا
مختلف فیہ ہے بہر حال ادا کرنیمین امید عفو ہے اور ادا کرنے کے لیے مال حلال شرط نہین مگر وصول مین اسکا
لحاظ ضرور ہے مثلاً اگر زید نے بکر سے دس روپیہ قرض لیے اور کسی مال حرام سے ادا کردیے قرض ادا ہوگیا
مگر بکر کو معلوم ہو تو لینا نچاہیے اور یہ فعل خالی از گناہ نہین اسلیے کہ کسی مسلمان کو مال حرام دینا
ایک قسم کا مغالطہ ہے کیونکہ اگر وہ جانتا تو ضرور انکار و نفرت کرتا مسئلہ زید مسلم کے سو روپیہ عمر مسلم اور بکر
ہندو دونو پر قرض ہین پھر عمر و بکر سو روپیہ لائی جسمین سے پچاس روپیہ سود اور رشوت وغیرہ سے
جمع کیا تھا اور پچاس شراب کی قیمت سے اسصورت مین اگر عمر مسلم اس روپیہ سے زید کا قرض ادا کریگا
تو زید کو جان بوجھ کر لینا جائز نہوگا اور لیا تو عمر بری ہوجائیگا اور اگر بکر ہندو ادا کرے تو وہ پچاس جو
شراب کی قیمت سے ہین لینا جائز ہے اسلیے کہ یہ اونکی حقمین جائز اور مملوک ہین اور دوسرے پچاس کا جو رشوت
سے ہین لینا حرام ہے اسلیے کہ اسمین ملک ہی نہین آئی رہن یہ قرض کی چوتھی قسم ہے جسمین مدیون
اپنا مال دائن کے اطمینان کے لیئے اوسکی حوالے کر دیتا ہے اسمین ایجاب و قبول اور مرتہن کا قبضہ کامل
شرط ہے پس ایسی چیز جو راہن کے تعلق سے علحدہ ہو کر مرتہن کے قبضے مین نہ آسکے رہن نہوسکیگی جیسے نصف
مکان یا شاخ درخت وغیرہ اور جسکا بیچنا منع ہے اوسکا رہن رکھنا بھی منع ہے (عالمگیری) رہن اگر
ضایع کیا گیا تو قیمت دینا پڑیگی اور اگر خود ضایع ہوا پس اگر قرض کے برابر ہے یا زیادہ یا مقدار قیمت
معلوم نہین تو قرض کا معاوضہ ہوگیا اور اگر قرض سے کم ہے تو بقدر کمی کے قرض باقی رہا کیونکہ مرہون
بقدر زیادتی امانت اور بقدر قرض مضمون ہوتا ہے مرتہن اگر فک رہنکا دعوی کرے تو پہلے مرہون
کو حاضر کردے تعیین مدت از جانب راہن معتبر ہے تا کہ ادای زر کی قوت حاصل کرے بخلاف مرتہن
کے کہ اوسے ہر دم واپسی پر قدرت ہے رہن مین کسی قسم کا تصرف راہن یا مرتہن کی طرف سے جائز نہین
پس اجارہ یا اعارہ اور بیع اور رہن وغیرہ رہنکا بدون اجازت فریقین ناروا ہے کیونکہ یہ تصرفات
از جانب راہن قبضہ مرتہن کو مانع ہین اور از جانب مرتہن ملک راہن کے منافی مسئلہ زید نے عمر
کے پاس اور عمر نے بکر کے پاس اور بکر نے خالد کے پاس ایک مکان رہن رکھا تھا پھر وہ مکان گر پڑا یا
گرایا گیا تو زید کو حق ہے کہ خواہ عمر و خواہ قابض سے اوسکی قیمت وصول کرے کیونکہ یہ سب اسی تصرف

مین غاصب اور خائن ہو گئے عمرو مفقود الخبر ہوا یا لا وارث مرا یا زندہ ہو مگر شرارت سے سماعت
نہین کرتا زید کو حق ہو کہ زر رہن ادا کرکے وہ مکان خالد قابض سے لے یا کسی اور قسم کا تصرف
کرے لیکن اگر خالد کا قرض اوس مکان پر بہ نسبت قرض عمرو زیادہ ہو تب بھی خالد کو بمقابلہ زید عذر نہین
ہو سکتا اپنا دعوی بکر سے کرے کیونکہ بکر غاصب اور خالد شی مستحق کا قابض ہے اور یہی حکم ہے شے
مستعار کا زید نے ایک گھوڑا عمرو کے پاس رہن رکھا اور شرط ہو گئی کہ بکر وکیل بیع ہو یا بعد اتمام عقد رہن
بکر کو وکیل کیا تو شکل اولین بالاتفاق اور ثانی مین باختلاف زید کو حق نہین ہے کہ بکر کو وکالت سے
معزول کرے (۵) ایہ) منافع مرہون راہن کے مملوک اور مرتہن کے پاس امانتاً محبوس رہتے ہین
اسمین کہ یہ منافع مرتہن کو حلال ہے یا نہین بڑا اختلاف ہے مگر مذہب مختار بلکہ امر حق وہی ہو جو
جناب استاذی و مولائی سند الاماثل فخر الاکابر ابو الحسنات مولوی محمد عبد الحی عم فیضہ الخفی و الجلی نے
اپنے رسالہ فلک المشحون فیما یتعلق بانتفاع المرتہن بالمرہون مین بدلائل واضحہ تحقیق فرمایا ہے کہ نفع
مملوک راہن ہے پس اگر راہن نے بعد تکمیل عقد و قبضہ تامہ بخوشی اجازت دی تو بطریق ترک اولی
جائز ہے اور اگر اجازت مقصود رہن یا داخل عقد ہو تو کھلا کھلا سود ہو اور بلا اجازت خیانت اور
غصب ہو اور یہ بھی فرمایا کہ بحسب عادت و عرف زمانہ موجودہ اسکی قطعی ممانعت لازم ہے کیونکہ
منہ سے جو چاہین کہین لیکن دلمین رہنکو موجب نفع اور تجارت اور تدبیر معاش اور منافع کو
معاوضہ دین تصور کرتے ہین و اللہ تعلیم باقی الفسام اگر سو مین دو ایک نیک نیت ہون تو بھی عام
فتوی نہین ہو سکتا پس اگر راہن نے مرتہن کو اجازت دی تو اوسے اختیار باقی ہے کہ جب چاہے
رجوع کرے اور کوئی اثر اس سے عقد رہن پر نہین پڑ سکتا ہان وہ مصارف جو مرتہن نے بغرض
نفع رہن کئے ہین راہن سے لیسکتا ہو مثلاً زید نے باغ عمرو کے پاس رہن کرکے منافع اوسکا عمرو کو معاف
کر دیا عمرو نے جو کچھ اوسکی پرورش اور سعد گی مین صرف کیا ہو وہ زید سے لیسکتا ہو اگر زید نے قبل از حصول
نفع رجوع کیا یا رہن چھڑا کر اپنے قبضے مین لایا اور مرتہن کو نفع لینے سے روکا ورنہ مصارف
مرہون مصارف دو قسم کے ہین ایک وہ جو مرہون کی بقا و اصلاح سے متعلق ہین جیسے چارہ
گھاس - نوکر - باغبان - سائیس - سینچنا - بونا - مکان کی مرمت وغیرہ دوسرے جو حفاظت اور واپسی
سے متعلق ہین جیسے کرایہ مکان دوا وغیرہ پس مصارف اول راہن کے ذمے ہین اور قسم دوم

مرتہن کے ذمے ہے مگر ابو یوسف کے نزدیک کرایہ مکان بھی راہن کے ذمہ ہے (ہدایہ) ہاں اگر قیمت رہن دین سے
زیادہ ہے یا کچھ منافع اوسکی حاصل ہوئے تو یہ امانت ہین اور انکا کل خرچ بھی راہن کے ذمے
رہیگا اور مرتہن کو لازم ہے کہ خواہ خود رہن کی حفاظت کرے یا اپنے معتبر نوکر یا عیال کے پاس رکھوا دے
غیر کے پاس رکھیگا تو ذمہ دار ہوگا اور جب راہن مرتہن کو نفع حلال کر دے تو کل مصارف ذمہ
مرتہن ہونگے پس اگر راہن ادائے مصارف سے انکار کرے یا غائب ہو حصول اجازت تک
رہن کے ناقص یا ہلاک ہونیکا خوف ہو تو مرتہن باستصواب قاضی ضروری خرچ کر کے راہن سے وصول
کرلے اور قاضی نہو تو مرتہن اپنے راے سے وکالتاً خرچ کر سکتا ہے ہر چند یہ حقوق مختلفہ قضاء قاضی
پر موقوف ہین مگر ایسی حالت مین مرتہن اپنے حقوق کی محافظت مین مضطر ہے اور مثل حق خاص
کے مستقل و مختار اور راہن ظالم تائید اسکی ہدایہ صفحہ ۵۳۴ آخر باب تصرف و جنایت مرہون
مین امام صاحب کے مذہب سے منقول ہے اسیطرح منافع اوسکی اگر جمع نہ ہو سکین جیسے دودھ میوہ جات
تو مرتہن بطور فضولی بیچ بھی سکتا ہے اور قیمت منافع رہن کی اگر اوسی جنس سے ہو جو بعوض رہن دیا تھا تو اوسمین وصول
کرے ورنہ وہ بھی رہن محبوس رہی البتہ منافع مفقودہ کی تحصیل نہ اسکے ذمے ہے نہ اوسکو اختیار جیسے مکان کو
کرایہ پر چلانا کھیت یا باغ کی درستی وغیرہ اور اگر یہ عذر نہون اور مرتہن اپنی راے سے کچھ خرچ کرے تو متبرع ہے
اور راہن سے نہین پا سکتا اور وہ منافع جو باقی رہ سکتی ہین جیسے جانور کے بچے تجدید اگر تو بیع صحیح نہین مسئلہ
زید نے ایک مکان یا ایک گائے چوبیس روپیہ کو رہن رکھی اور کرایہ یا دودھ اوسکا تین روپیہ ماہوار ہے اور
مصارف ایک روپیہ ماہوار ہے مکان یا گائے ایک برس مین چھوٹ جائیگی اسلیے کہ اصل زر رہن للعہ اور خرچ
للعہ اور کل آمدنی ہے اب کچھ مرتہن کا باقی نہ رہا مسئلہ راہن کو مرتہن سے اور مرتہن کو راہن سے مرہون
بطور کرایہ لینا جائز نہین (عقود الدریہ) اسلیے کہ راہن نے اگر لیا تو قبضہ مرتہن نہ رہا اور مرتہن نے
لیا تو یہ قبضہ باستحقاق رہن نہوا بلکہ نیابتاً قبضہ ہوا مرتہن اپنے روپیہ یا قبضہ کا دعوی کر سکتا ہے مرہون
کو بکوالینے کا حق نہین یہ شرط کہ اگر اتنے دنون مین روپیہ ادا نکیا تو بیع ہو جائیگی باطل ہے عقود الدریہ مسئلہ
اگر مرتہن نے بلا اجازت راہن مرہونکو عاریت دیا اب مرتہن ضامن نہ رہا اور اگر راہن کی اذن سے بیچا یا کرایہ
پر دیا تو رہن باطل ہو گیا (ہدایہ) مسئلہ ہمارے شہر مین اکثر مکان یا باغ رہن رکھے جاتے ہین اور کبھی بشرط
اور کبھی بدون شرط مرتہن کی قبضے مین نہین دیے جاتے ان سب صورتوں مین بجنسہ قرض ہے اور رہن باطل اسلیے کہ رہن بلا قبضہ

کتاب الاجارات

یعنی بیع منافع پس وہ اجارہ جسمین اصل معقود علیہ مملوک ہو جائز نہیں مثلاً ایک باغ
اجارہ پر لیا کہ اتنی مدت میں جسقدر لکڑی خشک ہو یا پھل پیدا ہو وہ میرا ہی یا بکری کا دودھ یا بچہ
کے لیے اجارہ پر لینا درست نہیں۔ ایسی معاملات میں اگر اتحاد معقود علیہ کے معلوم ہونے تسلیم بھی کیجائے
تو بیع کی اور شرطوں سے بھی مخالفت ہو بیع کا حکم دیا جائیگا اجارہ نہیں جسکے آٹھوں شرطیں معتبر ہیں
لیکن اول جبکہ اجارہ مین اصل شی مملوک نہیں ہوتی تو محل امنافع مال اور اسکا قائم مقام کیا گیا (ہدایہ)
جیسے مکان کرایہ لیا اصل مکان پر کوئی حق نہیں کرایہ دار صرف نفع سکونت وغیرہ کا مالک ہے اسکی نظیر رکھا کام لینے کا
اختیار ہر ذات ملازم پر اختیار نہیں اور ایسی ہی ضرور ہے کہ منافع مال متقوم و مفید بھی ہوں پس جو منافع
شرعاً حرام ہیں جیسے اجرت زنا و رقص وغیرہ یا جو منافع عبث ولا ہیں جیسے درخت خاص کپڑا خشک کرنے کو
یا بعض ظروف چاندی سونے کے یا شیشہ آلات وغیرہ صرف دکان و مکان کی زینت کے لیے کرایہ لینا یا جسکا نفع
بدون ہلاک عین نہ ملے جیسے درہم و دینار ناجائز ہیں دوم منافع غیر محدود ہوتے ہیں جیسے مکان کا نفع
سکونت برابر حادث ہوا کرتے ہیں اور بیع مجہول فاسد ہے لہذا استثنائے بعض متعلقات کی تعیین سے
منافع کی تعیین کیجاتی ہے (ہدایہ) جسطرح بیع ظرف وغیرہ سے معین ہوتا ہے مثلاً یہ گھوڑا اتنے روپیہ کو
کے دو کوس یا دو دن کے لیے یا یہ زمین بعوض دس روپیہ کے ایکسال کے لیے۔ یا یہ کپڑا اگر زرد رنگا جائے
تو دو آنہ اور سرخ ہو تو چار آنہ۔ غرض کسی قسم کے تعین سے رفع جہالت معقود علیہ شرط ہے ورنہ اجارہ فاسد
ہوگا (ہدایہ) جب کوئی زمین یا جانور اجارہ پر دے تو ان سب امور کی تصریح ہونا چاہیے جو اس اجارہ سے
مقصود اور متعلق ہیں جیسے اس گھوڑے پر دو آدمی سوار ہونگے یا فلاں چیز اس قدر لادی جائیگی اور فلاں
مقام تک فلاں راہ سے فلاں وقت لیجائینگے یا اس زمین میں فلاں چیز بوئی جائیگی یا فلاں قسم کے
آدمی بسائے جائینگے۔ اور اگر بعض متعلقات کی تصریح نہ کی اور معقود علیہ ہلاک یا ناقص ہوا تو اسکی اجرت [illegible]

سلہ جیسے کہ اجارہ میں ہوں اور بعض زیور
سلہ جب کی ہدایہ میں ہوں اور بعض میں ہے باطل
الیہون سے نزدیک زمین سوائے ملکیہ ردیہ ۱۲
لہذا دوسری کی ترجیح شی کی ۱۲ سلہ بیچنے والا
پھر ان بعض شرطوں میں احکام مختلف ہیں
مجاہدات قاطنین سے صرف ادائی قرض سلہ
العینیہ دھت و منافع کے تعین ہے
سلہ جیکہ پہلے ذکر ہوا سلہ ابن عابدین
بلکہ ملازم بر

لا خواہ وہ امر متعارف ہے یا متعارف کی قریب قریب ہے یا بالکل خلاف ہے شکل اول مستاجر کے
ہے جیسے ایک چھکڑا کرایہ پر لیا (اور اوس مقام میں چھکڑے پر ۵۰ من غلہ لادنیکا عام قاعدہ تھا) اور
وہی ۵۰ من یا کم غلہ لادا گیا اور چھکڑا ٹوٹ گیا یا بیل ہلاک ہوگیا یا باعتبار عرف دس کوس چھکڑہ جایا
کرتے تھے اور یہ چھکڑا دس کوس یا دس سے کم میں ٹوٹ گیا اسکا کرایہ دار بری الذمہ ہے المعروف
کالمشروط شکل دوم میں بقدر تجاوز ذمہ دار ہے جیسے اس صورت میں ۷۵ من غلہ لادا یا
اور ایسی چیز جو مثل غلہ کی ہے لادی اور مثلاً پچیس روپیہ کا نقصان ہوا اب کرایہ دار ۲۵ روپیہ ادا
کرے شکل سوم میں بصورت نقصان ذمہ دار نقصان اور بصورت عدم نقصان عنداللہ ماخوذ
ہے اسلئے کہ اسنے مال غیر میں تجاوز کیا جیسے پتھر یا لوہا لادا یا پندرہ کوس لیگیا یا ۱۰۰ من بار کردیا
(ماخوذ از عالمگیری) مسئلہ چونکہ باہم کچھ تعین نہوا ہو تو اجیر ضرر رساں اور خوفناک امور سے اپنی ذات اور
مال کو باز رکھ سکتا ہے اور مستاجر متعارف کاموں میں مختار ہے مثلاً محرر سے جملہ امور متعلقہ محرری اور
خدمتگاری سے ہر قسم کی خدمت لے سکتے ہیں مگر اختیار نہیں کہ محرر سے خدمتگاری یا معلم سے محرری کرائیں یا
اوسی خوفناک راہ یا معرکہ جنگ میں بھیجیں مگر یہ کہ اقرار ہوگیا ہو یا ملازم راضی ہو جائے سواری میں
میں وہ چیز لاد سکتا ہے جو اوس میں لادی جاتی تھی یا اوس سے ضرر نہ پہنچتا ہو اور خلاف عرف اور ضرر رساں
کاموں کی اجازت صریح مشروط ہے اور اگر مالک نے عموماً اجازت بھی دی کہ تجھکو اختیار ہے جس قسم کا
نفع منظور ہو حاصل کر تو خلاف عرف اور ضرر رساں امور بدلالت عقلی مخصوص اور مستثنیٰ ہونگی
مسئلہ سوم بیع میں بعد اتمام عقد تسلیم مبیع معاً ممکن ہے لہذا ثمن اوسیوقت واجب الادا ہوتا ہے اور
اجارہ میں مثل متعلق سفر یا کشتی یا حادثات ہوتی ہیں صرف عقد سے تسلیم ہو سکتا ہے لہذا بوجہ سبب اجرت یا ان
اگر پیشگی دیدیا تو حق تردید نرہا اسلئے کہ یہ ایک حق ہے اور عوض شرعی میں ادا کیا گیا اور مستاجر
نے اپنا حق خود باطل کیا - اجیر جب کام کرچکے اوسوقت اجرت فوراً دیدینا چاہیے اب کوئی
مدت ادا کے لیے معین کرنا رضامندی اجیر پر موقوف ہے کیونکہ جب وہ مستحق ہوگیا تو اوسے
اختیار ہے کہ مہلت دے یا نہ دے مسئلہ چہارم عقد اجارہ خود بخود ہر نفع پر منعقد ہوا کرتا ہے کیونکہ
منافع معدوم ہوا کرتے ہیں اور معدوم کی بیع منع ہے لہذا بالضرورت صحت عقد یہ فرض
کیا گیا کہ ہر نفع پیدا ہوتا ہے قبول حسبہ یہ ہو جاتا ہے مثلاً جب

ایک مکان ایکسال کے لیے کرایہ پر دیا اب ہر نفع سکونت پر اوسی قبول کی تجدید ہوگی خواہ مستاجر
نے مدت گذرنیکے بعد سکوت کیا اور مالک نے منع نکیا کیونکہ یہ عقد جدید ہو گیا تحقیق عقد اجارہ ایجاب
و قبول کے بعد لازم ہے پس اگر مکان ایکسال کے لیے کرایہ پر لیکر درمیان مین چھوڑ دیا تو مالک تمام مدت کا
کرایہ لینے کا مستحق ہے مگر خود قبض و دخل نکرے مسئلہ ایک شخص نے ایک گھوڑا دن بھر کے لیے کرایہ پر
لیا اور دوپہر سے چھوڑ دیا اب مالک اگر سوار ہو لیا اوسنے اور کسی قسم کا نفع حاصل کیا تو وہ ہرجہ
وہی لا عائد ہوگا مگر کسی ایسے کام کے لیے سوار ہو۔ قبضہ اوسکی حفظ و بقا سے متعلق ہے منافی نہین
جیسے پانی پلانیکو دریا پر لیجانا یا کسی خوف اور ضرر کے مقام سے بچکر مقام پر لیجانا تا شبہ اجارہ مانع
نہو وہ فسخ ہو سکتا ہے (ہدایہ) مسئلہ عاقدین میں سے کوئی مرگیا یا عذر صحیح جسکا بیان آئیگا لاحق ہوا
تو اجارہ فسخ ہو جائیگا بخلاف بیع کے وہان دفعتہً مبیع مشتری کی ملک مین آجاتی ہے اب ہونا غیر
ممکن ہے اور منافع آئندہ تو ابھی مستاجر کے ملک مین نہین آئے ورثہ کا کیا ذکر اور تجدید عقد فکر ایک
ضروری امر تھا اپنے مقام پر منحصر رہیگا نہ ورثائے مستاجر سے متعلق ہو سکتا ہے نہ حالت عذر صحیح مین
بلکہ صرف بحالت ضرورت اجارہ خاص مستاجر سے متعلق ہوگا اور معاہدہ لازم اسکا معارض نہین
کیونکہ وقوع اور اقتضائے وقوع مین فرق ہے مگر ہاں جبکہ یہ معاہدہ ہو گیا ہو کہ نفع لیا جاوے یا نلیا جاوے
اجرت ضرور دیجائیگی تو اجیر کا کوئی ہرج معتبر ہوا ہو جیسے زید ایک گاڑی عمرو سے باجرت لیتا ہے
اور بکر نے کہا کہ زید سے معاملہ نکرو ہم اسقدر اجرت دینگے یا عمرو نے بکر سے کہا کہ مین دوسری جگہ سے [illegible]
قطع کرکے تمسے اس شرط پر معاملہ کرتا ہون کہ تم اسکو فسخ کرنیکے مجاز نہو یا عمرو بطلب زید کہین دور سے
آیا یا اوسکی فرمائش سے کوئی شی خاص بنوائی اب تشکل دوم مین کل اجرت اور باقی شکلون مین بقدر
ہرجہ عمرو بکر سے پانیکا مستحق ہوگا اور یہ شرط اسکے ذمہ لازم اور متممات عقد سے ہے کیونکہ اول اطمینان [illegible]
سے متعلق ہے اور ثانی آسایش آمر و نفاست معقود علیہ کا سبب ہے جب کسی وجہ سے اجارہ فسخ ہو جاے
یا مدت گذر جاے اور معقود علیہ متعلق ہے تو مہلت مناسب شرط ہے پس اگر زمین یا کشتی یا کوئی برتن
کرایہ لیا اور مدت اجارہ ختم ہو گئی یا دونون سے ایک مرگیا اور ابھی کھیت کچا ہے یا کشتی دریا مین ہے یا مسافر
سفر میں تھا تو ایک مناسب مہلت ضرور دیجائیگی اور اتنے دنون کا کرایہ بحساب کرایہ سابق عائد ہوگا اور
مالک کو اپنی چیز واپس لینے کا ہرگز حق نہین (سیر کبیر) اسی بنا پر اگر کوئی نوکر یا مزدور ضرورت کے [illegible]

عذر کرے یا قطع تعلق چاہیے تو ایک معین وقت تک مجبور کیا جائیگا سپاہی بوقت خیال جنگ یا وکیل
بوقت حضور حکام یا مزدور راہ میں یا کسی خوفناک مقام پر قطع تعلق نہیں کر سکتے مگر جبکہ اوسنے [illegible] کر لیا
ہو کہ مجھے ہر وقت اختیار ہے اگرچہ ضرورت بھی ہو یا جن امور اور خدمات کا ذمہ کیا تھا اوسکے خلاف طلب کیا
جائے یا خلاف شرع احکام دیے جائیں مسئلہ جو مزدوری یا نوکری ایسی ہو جسمیں ہمیشہ کام کرنا نہ پڑے
یا جو کام لیا جاوے وہ بہت کم یا غیر مقصود یا صرف تعلیم و مشق کے طور پر ہو جیسے سپاہی یا بعض اہلکار جنسے
ہر خاص وقت پر کام لینا منظور ہوتا ہے اور جو کچھ کیا کرتے ہیں وہ مقصود نہیں ہوتا یہ لوگ عین ضرورت
کے وقت عذر نہیں کر سکتے اسلیے کہ اسی واسطے اونکو مدتوں سے اجرت دیگئی ہے بشرطیکہ وہ کام اونکے منصب اور
شرائط ملازمت میں ہو اور یہ بھی معلوم کرا دیا گیا ہو کہ تمکو کسی ضرورت پر اس قسم کے کام کرنا پڑینگے مگر جبکہ مدت مدید
یا غیر معین درکار ہو تو البتہ مناسب انتظار کے بعد وہ مختار ہوگا مثلاً ایک سپاہی نوکر رکھا اور لڑائی کا
ایسا خیال ہے جسکا وقوع غالباً برسوں نہیں ہو یا زمین پانچ برس کے لیے کرایہ پر لی اور ایسا باغ لگایا یا
جو دس بیس برس میں تیار ہو اور لکڑی اوسکی بکار آمد ہو یا اور کوئی ایسا کام کیا جو ایک مدت میں
پورا ہوگا یا کشتی کسی مقام پر راہ میں ٹھیرا دی اور مالک اوتر گیا اور کہہ گیا کہ ہم برس چھ مہینے میں
واپس آئینگے تو ایسی صورتوں میں انتظار لازم نہیں ہے اقسام اجارہ اسکی تین قسمیں ہیں
اول محض منافع اشیا جیسے مکان یا زمین کرایہ پر دینا ایسی چیزیں استعمال مناسب میں جسقدر
خراب ہوں مستاجر سے کچھ تعلق نہیں بلکہ بقدر ضرورت مالک سے مرمت کرا لینیکا اوسکو حق ہے
دوم محض عمل جیسے مزدوری یا نوکری اسمیں یہ شرط کہ اسقدر وقت میں یہ کام ضرور
ہو اور اگر وقت یا کام کسی میں کمی ہوگی تو اجرت کم ہوگی مفسد ہے کیونکہ ایک اجرت کے مقابلہ میں
دو مقصود تنہا نہیں ہو سکتے یعنی وقت اور کام اور اگر یہ قید کام لینے اور تاکید کے لیے ہو اصل عقد
میں داخل نہو اور ایک امر پر کل اجرت ہو اور دوسری پر صرف عتاب کیا جاوے جائز ہے جیسے وہ مجھ سے
ہم کہیں کہ ضرور حاضر ہو اور اسقدر کام کرو اب تنخواہ باعتبار حاضری ہے تو کام کی کمی بیشی محسوب نہوگی
اور کام پر نظر ہے تو حاضری سے غرض کیا ہے البتہ اگر حاضری کی اجرت علیحدہ اور عمل کا عوض
علیحدہ ہو تو حسب اجرت دی ہو اور اسکی اجرت کم ہو سکتی ہے مزدور اجرت میں مال نہیں روک سکتا
(ہدایہ) یہ شرط کہ جب نوکری چھوڑیگا تو [illegible] مقدار جرمانہ لیا جائیگا ناجائز

مفسد عقد ہو مگر نفس الامر مین تمام عقد سی ہو کیونکہ دمتا کی سہ کشتی مین بڑا ہوتا اور جبت دراز انتظامی
اور کمال بے اطمینانی کا احتمال ہو ظاہر ہو کر صاحب کشتی دریا مین اور صاحب ارض قبل تکمیل زراعت
مجبور کیسے جا سکتے ہین اسیطرح آقا مرد ہوشیار و معتبر ملنے تک نوکر کو روک سکتا تھا لیکن جبکہ ایسے آدمی کا
ملنا کسی مدت پر موقوف نہ تھا اور مدت غیر معلوم تک پابندی مشکل ایک مدت خاص کی تعین بر خلاف نہین
اوسکے قائم مقام ہو اور در صورت عجلت نوکر کو تنخواہ ایام موعود کا وسی طرح دینا پڑیگی جسطرح صاحب
ارض زراعت کا نقصان دیتا اور بیع مین مشتری سے شرط کفیل یا رہن یا عقد رہن مین راہن سے
وکیل بالبیع کا لزوم مفسد نہین اور بیع مین یہ شرط کہ اگر فلان وقت تک قیمت نہ دیگی تو بیع نہ ہوگی
جائز ہو اسیطرح یہ لزوم بھی مخالف و ممنوع نہین ہو سکتا جرمانہ تین قسم پر ہی ۱ معاوضہ
جو کسی صریح شرط کی مخالفت سے عائد ہو ۲ شرط یعنی اگر آئندہ نوکری منظور ہو تو گذشتہ عدول حکمی یا خطا کی
نسبت جرمانہ دو ورنہ اختیار ہو اسیطرح اور قسم کی سزا نہین ۳ بجبر یعنی بوجہ فلان مخالفت کے خواہ مخواہ
جرمانہ لیا جائیگا پس قسم اول کی دو صورتین ہین ۱ وہ مخالفت جس سے کچھ نقصان مال یا عمل ہو جیسے
کوئی شے ضائع کر دی یا غیر حاضری یا کسی خودرائی سے کام پورا نہوگا یا ایسی کام پر نوکر تھا جسے چند روز کا
انجام ویسکتے ہین تنہا نہین ہو سکتا جیسے چھاپنا یا صحت کرنا یا دوسرے کا کام اوسپر موقوف ہے جیسے
کسی کارخانہ کا مہتمم وغیرہ اس صورتین جرمانہ جائز ہو اور ثبوت اوسکا جواز ضمان سے کتب فقہ
مین موجود ہو ۲ وہ مخالفت جسمین سوائے ناخوشی و نافرمانی و شرارت کے کوئی نقصان نہین ہوا تو
اوسکا حکم مثل قسم دوم کے ہو اور قسم دوم بوجہ شرط و رضا کے مجرم و انتظام و ضرورت جائز ہو
اور سوم محض ظلم و ممنوع لیکن نوکر کو اوقات نوکری مین کوئی کام اپنا کرنا جائز نہین مگر ۱ ادای فرائض
و سنن ۲ حاجات ضروریہ جیسے کھانا پینا وغیرہ مگر نوافل بالاتفاق منع ہین اور بتابع مسجد دور ہو تو
بمقدار مناسب اجرت کم ہوگی (عالمگیری) ایسے سند ویک اگر دو نو مسلمان ہین تو نماز جمعہ و نوافل وغیرہ
کا پہلے ہی لحاظ کر کے معاملہ کرین کیونکہ مبادا مزدور بطمع مال سے جمعہ ترک کر دے اور آقا کو بھی بعتابار
فرائض و عبادات تخفیف اجرت شان اسلام سے بعید ہو اور یہ قیود تب ہین کہ مالک اوسکا ہوتے
منع کر دے یا بوقت اطلاع ناخوش ہو یا اوسکے کام مین نقصان کا خیال ہو ورنہ بحسب عرف
و تعامل بلا مضائقہ نہین ہے اور ایسی نوکریان جنمین دوسرے کام مخل نہین ہوا گر ازمستہ یا ...

ملہ وقت نوکری دو مہینہ ہے سنہ ۱۸ ہو ان بارے میں معلوم ہوا ان ۱۲

رہتی ہے ایسی امورکے مانع نہین جیسے ایک شخص بہرا ہی دیتا ہو اور کچھ پڑہتا یا سیتا ہی **سوم**
بیع و عمل جیسے کپڑا رنگنا جسمین رنگ کی بیع اور رنگنی کی اجرت ہے اسمین اگر مال مالک کا
ہے اور اجرت خرد ور کی تو اجارہ ہے ورنہ استصناع ہوگا اور وصف کی تعیین بغرض رفع نزاع
ضرور ہے یہ لوگ بعوض اجرت مال روک سکتے ہین جو مال انکا صرف ہوتا ہے وہ معقود علیہ نہین تا کہ
ہلاک ہین لازم آئے بلکہ آلہ و ذریعہ التسلیم معقود علیہ ہے (ہدایہ) **عذر ہای فسخ اجارہ**
۱ مجبوری جیسے گاڑی کرایہ پرلی اور گھوڑا مر گیا گاڑی ٹوٹ گئی حاکم نے ممانعت کردی خود بیمار
ہو گیا یا وہ مریض جسکے لئے طبیب بلایا گیا تہا مر گیا ۲ **فوت غرض** جیسے مریض اچھا ہو گیا عقد سفر فسخ
کردیا یا جس صنعت اور جس قسم کا نفع معقود علیہ سے منظور تہا وہ اسمین نہین ہے ۳ **موت احد
المتعاقدین** اب اجارہ باقی نرہا البتہ ورثاء میت اور فریق ثانی راضی ہون تو یہ معاہدہ جدید
ہوا **مسئلہ** جیسا کہ معمول ہے کہ بعد موت کے تمام معاملات اور ملازمین اور معاہدے قایم
اور باقی رہتے ہین اسکا جواز بحکم تعارف ہے اور سکوت قایم مقام رضای جدید لیکن جبتک کوئی
امر متضمن رضا و دو لو طرفسے معدوم نہو اختیار باقی ہے مثلاً کوئی مکان ایکسال کیلیے کرایے پر لیا
یا دیا یا کسی کو سال بہر کامل کی شرط پر نوکر رکہا یا نوکری کی اب ایک شخص مر گیا تو دوسرے کو مکان
یا نوکری چہوڑنے یا چہوڑا دینے کا اختیار رہ گیا مگر جبکہ کوئی نقصان معتبر ہو تو اوسکی رعایت
کیجائیگی مثلاً کشتی یا زمین یا مکان یا ظروف متعلق ہین تو رفع تعلق تک اجارہ باقی رہیگا یا ملازم وغیرہ
سے اگر اقرار تہا کہ عین ضرورت کے وقت یا بدون مہلت چند یوم نوکری نچہوڑ سکینگے تو اوس ضرورت
یا مہلت کی رعایت لازم ہو اسلیے کہ یہ شروط اصل اجارے سے متعلق نہین بلکہ بغرض حفظ حقوق و اموال
و اغراض عاقدین کیجاتی ہین اور یہ حقوق میراث اور مملوک ورثا ہوتی ہین **اجارات مشروطہ**
یعنی بشرط اثر تو اجرت دیجائیگی جیسے طبیب ۔ وکیل ۔ عامل جنسے بشرط کامیابی ایک مقدار اجرت کا
تصفیہ کیا جائے انمین کسی قسم کا تعین مدت وغیرہ شرط نہی کیونکہ اثر کا ہونا نہ ہونا کسی کے اختیار مین ہی
(جیسے دعا تعویذ کرتے ہین ۱۲)
نہ کسی وقت خاص سے متعلق اور نہ یہ معلوم ہو سکتا ہو کہ اب اثر مرتب نہوگا پس بدون تعیین کے
نزاع قائم ہے اسلیے کہ آمر کبتک انتظار کرے اور اگر بوجہ کسی چہپی ہوئی خرابی کی جسکا وقوع مشکل ہو
معزول کرنا چاہیے تو اجرت کس اعتبار سے دیجائے اور اگر آمر کو مطلقاً اختیار دیا جائے تو وہ ہر وقت اسکی

معزولی اور حق تلفی پر قادر ہو کہ **تسلیم معقود علیہ** کے یہ معنی ہیں کہ مستاجر نفع لینے پر قادر ہو جاوے مگر جبکہ بعض مدت یا تمام مدت میں کوئی مانع قوی پیش آیا مثلاً مکان غصب کیا گیا۔ غرق ہو گیا مستاجر بیمار ہوا۔ بقدر حصہ اجرت کم ہوگی (عالمگیری) فسخ اجارہ میں حضور عاقدین شرط ہے عام ازین کہ خود ہوں یا وکیل انکا یا تحریر **تعیین معقود علیہ** کبھی باعتبار عمل ہوتی ہے جیسے یہ کام اسقدر کردو اور کبھی باعتبار وقت کہ جیسے صبح سے شام تک موجود رہو اور کام کرو اسصورت میں اجیر پر تمام وقت متوسط قوت سے کام کرنا اور کام نہو تو حاضر رہنا لازم ہے مگر نماز و قت و نکی و ضروریات نہیں ہوسکتی **تفرقات و اجارات فاسدہ** اجارہ شروط فاسدہ سے فاسد ہوتا ہے اور شروط فاسدہ کا ذکر بیع میں ہو گیا لیکن معقود علیہ ایسی چیز نہیں جو بیع کی طرح واپس ہو سکے پس جبکہ بوجہ جہل اجرت اجارہ فاسد ہوا تو اجرت مثل دلائی جائیگی اور اگر دوسری وجہ سے فساد آیا تو اجرت قرار داد اور اجرت مثل سے جو کم ہو وہی دلائی جائیگی (محل مسئلہ کبیر اکل تک سید و توعدہ عدم اجارہ فاسد ہوا ان یوں کہا جاتا کہ اجارہ بر جالیں سے ہو اور زیادتی بطور انعام و شرط معلق میں ہو یا یہ کہو کہ اگر کل نہ سید دو تو نہ لینگے مگر صاحبین ایسی شرطیں استحساناً جائز رکھتے ہیں اور عالمگیری میں اسیکو ترجیح دی ہے درختوں کا اجارہ فقہا نے باتفاق منع فرمایا ہے اور وجہ اسکی یہ ہے عدم تعامل عدم حاجت قرار دی ہے میں کہتا ہوں کہ عدم تعامل حجت نہیں خصوصاً امور دنیا میں جو نصوص قولی و فعلی دونوں سے ثابت ہوں باقی رہے حاجت وہ ہمارے زمانہ میں اشد ہے کہ اکثر زمانہ میں نہ اور جب درخت اجارہ لیا اور جو پھل کہ خریدے گئے وہ اسپر بغرض پختگی چھوڑ دی تو منع جو شجر سے مستفاد ہو منافع شجر ہے اسلیے کہ انکا اگتے ہونا زمین سے حاصل ہوتی ہے نہ ہلاک عین شجر زائد ورنہ بالیں کی زراعت جائز نہو اور یہ شبہ کہ درخت تابع ارض ہے اور تابع کا اجارہ غیر ثابت بلا اضافی کہ اجارے پر بھی وارد ہوتا ہے جو باتفاق جائز ہے اور جبکہ شجر اعیان سے ہے تو اسے تابع قرار دینے کی کیا ضرورت ہے اور امام محمد سے شرط ترک اشجار مروی ہے (ہدایہ) مآلی لعار و یمین جہل مشاقاً مفسد ہے پس جبکہ زید نے عمر کو ایک مکان یا زمین سو روپیہ سالانہ کرایہ پر دیا اور یہ شرط کہ جسقدر مرمت ہو یا اوسکی تعمیر میں خرچ ہو وہ بھی تمہارے ذمہ ہے پس اگر مقام اور تعداد اور آلات معین اور معلوم ہو تو خیر ورنہ اجارہ فاسد ہے کیونکہ مرمت و تعمیر کے احوال مختلف ہیں اور اسصورت میں جو بنایا جاوے وہ ملک

مالک کو اسلیے کہ یہ تعمیر و مرمت داخل اجرت ہے اور اگر یون کہا گیا کہ مکان یا دکان اپنی طرف سے بنوالو عام ازینکہ
اوس میں وقت خاص معین کر یا نہ کی اجارہ جائز ہے اور کرایہ حق زمین کا ہوگا اور عملہ ملک مستاجر اور شرط
دوام ہو تو بھی مالک کرایہ نہیں بڑہا سکتا اور نہ مستاجر کم کر سکتا ہے اور بغیر رضامندی مستاجر اگر زمین
واپس لیجاے تو قیمت عملہ مع اجرت تعمیر ذمہ مالک ہوگی وقت اور کام کا جمع کرنا موجب فساد ہے جیسے
دن بھر حاضر بھی رہو اور اسقدر کام بھی کرو اور ان دونوں میں جسمین کمی ہوگی اجرت کم کر لیجائیگی مباح
بالاشیا کا اجارہ اسکی دو قسمیں ہیں ۱۔ مباح مال کو اجارے پر دینا یہ باطل ہے ۲۔ مباح مال
حاصل اور جمع کرنے پر کسیکو باجرت معین کرنا یہ جائز ہے تفصیل شکل اول شارع عام۔ دریا جنگل
پہاڑ شکار وغیرہ کو اجارے پر دینا جائز نہیں مگر جبکہ ایسی چیزیں اپنی محنت اور صرف سے تیار کرے
جیسے نہر کھودے پل بنایا چراگاہ بنائی مسئلہ دریا یا شاہراہ کا بند کر دینا بضرورت عام و مقتضاے انتظام
جائز ہے جیسے ناو کا پل بنانے سے کشتیوں کی راہ بند ہو جاتی ہے یا پل کیوجہ سے دوسرے گھاٹ روک
دیے جاتے ہیں اگرچہ یہ مقام نہ مملوک تھے نہ ممنوع لیکن اگر پل کشتی کا بنایا جاے تو بڑا صرف ہے
پیسہ بغرض نفع عظیم و راحت عام کے یہ اخراجات ظلم نہیں اسیطرح پہاڑ کی یا جنگل کی لکڑی۔ دریا
کا پانی موتی صحرا کی معدنیات مٹی ہر قسم کے شکار اور جسقدر چیزین جیسے وغیرہ ان مقامات میں پائی
جاتی ہیں اون میں عامہ خلائق برابر مستحق اور جو پہلے قبضہ کر لے وہ مالک ہے مگر جبکہ حاکم وقت محافظت اور انتظام
کرے اور خلق اللہ کو خوف و نقصانات سے بچائے باہم جنگ و جدل ظلم و تعدی سے روکے یا ایسا
محصول جو قیمت کے قریب قریب ہو جاے اور ایسا تحکم و قبضہ جو حد ملک تک نہ پہنچے اور اون
مقاموں کو عام اباحت سے خارج نکرے جائز ہے تفصیل شکل دوم نوکر یا مزدور کو اپنے کام کے وقت میں
جو کچھ حاصل ہو اوسکی چار قسمیں ہیں ۱۔ معاوضہ جیسے خرید فروخت وغیرہ مگر لازم ہے کہ یہ معاوضہ
اوسکی خدمت کی جنس سے ہو جیسے ایک شخص نوکر کپڑا بیچنے اور خریدنے کا ہے تو وہ سواے
مصارف خانگی کے بطور تجارت اپنے لیے کپڑا خرید فروخت نکرے ۲۔ سبب خاص یعنے ایسی وجہ
سے ملے جسکو معینہ خدمت سے تعلق نہو جیسے میراث ہبہ وغیرہ ۳۔ سبب مشترک و مشتبہ یعنے جسکو آمر
کی طرف بھی منسوب کر سکے جیسے خاص تجارت کیوجہ سے کسی شخص سے ملاقات ہوگئی اور کچھ
نفع ہوا اسمین اولاً لحاظ تجارت اور ثانیاً مراعات ذات اجیر دونوں ہیں تو اسمین غلبۂ ظن پر

عمل کرے اور ضروریات مثل طعام دعوت وغیرہ برسالمین اسکو حق ہر ۱۳ محتسب خدمت وعلم اعتبار حاصل کریگا وہ مالک نا ہو پس جبکہ تاؤ نکو دیا کرتے ہیں سوتی کپڑا یا جنگل سے لکڑی کا جمع کرنا اسکا
بکر کو اگرچہ یہ چیزین اور لامالازم کر قبضہ مین آجینگی لیکن وہ قبضہ حقیقت میں آمر کا ہر اور دلیل
اسکی ارشاد نبوی علیہ السلام ہر لیکن ہماری عرف کے اعتبار سے معلمین اس کلیہ مین داخل نہیں اسلیے
کہ جب معلم ملازم ہوا اور دوسرے لڑکے بھی اوسکی پاس پڑھتے رہیں ان بچہ اور کر دیتے ہیں تو ہر چند یہ آمدنی
معاوضہ انہیں وقتون یا اوسی محنت کا ہر جسکی تنخواہ اوسکو دیجاتی ہر اور بیشک بوجہ تعلیم
دوسرے شاگردونکے کچھ ہرج بھی ہوتا ہر مگر بوجہ عرف کے ایسا ہی سمجھا جاتا ہر کہ گویا اوسکی عادت
ہوگئی ہر اور اسلیے جبکہ نوکر رکھنے والا ممانعت کر دیتا ہر تو انکو لیسے حقوق نہیں رہتے اور دوسرے
ملازمین کا بھی ایسا ہی قیاس ہر **متفرقات** اجارہ مین خیار رویت و خیار عیب و خیار
شرط حاصل ہر (عالمگیری) اور تفصیل اسکی مثل تفصیل بیع کے ہر مگر ایسے اجارے جنکا دیکھنا
اولاً ممکن نہین صرف بیان یا نمونہ کافی ہر جیسے کپڑا رنگوانا و سلوانا وکیل سے کام لینا
طبیب سے علاج کروانا ۲ اجارے مین نفع موجود مقصود ہوتا ہر اور بیع مین ملک پس جو چیز ایسی
نہین جو شے بک سکتی ہر اوسکا اجارہ بھی صحیح ہو (عالمگیری) جیسے بچہ شتر و اسپ بک سکتا ہر کیونکہ
ملک حال اور نفع مآل یا نفع تجارتی موجود ہر مگر اجارہ جائز نہین کیونکہ انتفاع موجود نہین جیسے
سواری وغیرہ آن اگر کوئی نفع خاص ملنے کے ۳ مستاجر اجارے کا اجارہ جائز ہر مثلاً
زید نے عمر سے ایک مکان کرایہ پر لیکر بکر کو کرایہ پر دیا ۱۴ مال کو بھی مال اجارے پر دینا جائز نہین اگرچہ تیسرا
شخص بھی متوسط ہو جیسے زید سے عمرو نے ایک مکان کرایہ لیکر بکر کو دیا اب بکر وہ مکان زید کو نہین
دیسکتا ۵ مساوضۃ الجنس منع ہر جیسے زید کو ایک مکان عمرو نے کرایہ پر دیا اور عمرو نے اوسکا عوض
اپنا مکان زید کو دیا ۶ ایسے شخص کو کرایہ پر دینا جس سے گناہ یا فساد کا احتمال ہو حسب تفصیل بیع کے
منع اور جائز ہر جیسے طوائف یا قمار باز یا شراب فروش کو مکان یا دکان کرایہ پر دینا ۷ غیر مقدور
التسلیم یا بعض معقود علیہ کو اجرت قرار دینے سے اجارہ فاسد ہوتا ہر جیسے دس من گیہون فلان مقام کو
لیجاؤ اسمین ایک من اجرت تمہاری ہر اور نو من ہمارا اسلیے کہ حقیقت مین مزدور نو من گیہون
لیگیا اور دس من کی اجرت پائی اور مستاجر اپنی اجرت سے متفرد ہر کیونکہ اجرت وہ گیہون ہے

اجیر لیپا لو اور یہ امر مستاجر کے اختیار مین نہین اور اگر یہ کہا کہ دس من گیہون لیجا تو ایک من گیہون اجرت دینگے یہ جائز ہی اسلیے کہ اب دس من پورے اجیر کو لیجانا اور بعد وصول اپنی اجرت طلب کرنا لازم ہی اور مالک کو اختیار ہی کہ جو گیہون چاہی اوٹھا دے اور اگر کہا اور شکل اول مین اجیر خود مختار رہتا اوسیکے اجرا سے مالک کا حق منقطع ہو گیا تہا ایسی ہی سوت بنی کر لیجو دیا اور کہا کہ بعد تیار ہونی اس قسم کا اسقدر سوت یا کپڑا دیا جائیگا جائز ہی اور اگر کہا کہ ربع یا نصف خود لیلو نا جائز ہی ۸ ہر چہ یعنی فرد ولد یا سواری بلانی اور قرار پایا کہ یہ کام کیا جائی یا نہ اجرت ضرور دیجائیگی لازم الادا ہی ۹ اجرت تعلیم علوم دین یا اعمال یعنی ادعیہ و اذان وغیرہ جائز ہی اور واجب الادا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احق ما اخذتم علیہ اجرا کتاب اللہ اور فرمایا اضربوا لی سہما (رواہ البخاری) اور یہہ معاوضہ صرف و حبس وقت کا ہی ذکر پاک سبحانہ تعالی کا عوض نہین ایسیہی گواہی کی اجرت بمقابلہ صرف وقت جائز ہی ۱۰ اقرار موت جائز ہی حدیبیہ مین اصحاب رضی اللہ عنہم سے موت پر بیعت ثابت ہی مگر ایسی عقد کی غرض یہہ نہین ہی کہ مر ہی جاوے بلکہ کمال ثابت قدمی و سعی و جانفروشی لازم ہی پس نوکرے فوج کی اور اونکا اقرار کہ سر بازی اور جان نثاری کرینگے جائز و صحیح ہین بشرطیکہ جائز معرکون مین لڑین اور ظلم و کفر کی اعانت نہو اور تا بامکان کوشش و شجاعت اونپر لازم ہوگی نہ مرجانا ۱۱ نوکر کو آقا کی تعظیم اور بعد معزولی مراعات اور لحاظ حق نمک امر شرعی نہین مگر متعارف ہی اور مروت کی اعتبار سے مستحسن ۱۲ ملازم پر جبر نہین ہو سکتا کہ وہ خواہ مخواہ کسی ایسے شخص کی اطاعت کرے جسکی اطاعت اوسکی شرط مین داخل نہ تہی کیونکہ مزاج مختلف ہوتے ہین اور آدمی ہر مزاج کا متحمل نہین ہو سکتا مگر جن سرکارون مین قواعد اور محکمی معین ہین وہان بحسب قواعد اون سپا منسرون کی اطاعت جنکا وہ ماتحت ہی بیا ہو لازم ہی ۱۳ گناہ مین نہ اطاعت ہی نہ اجرت ٹیس گانا بجانا نوحہ گری ناجائز پیغام رسانی ظالم حکام کے احکام کی تعمیل نامشروع قوانین کا اجرا سود خوارونکی طرف سے سود کا تقاضا اوسکی وکالت حرام چیزون کو بیچنا یا بنانا یا اوسمین کسی قسم کے اعانت کی نوکری یا مزدوری یہ سب ممنوع ہین و بعض انمین وہ امر ہین جنمین نہ اجارہ منعقد ہوتا ہی نہ اجرت لازم ہوتی ہی اور اگر اجرت مل بہی گئی تو اوسمین ملک نہین آتی جیسے اجرت شراب کشی و قتل نفس مظلوم وغیرہ اور بعض مین بعد قبضہ کے ملک خبیث آجاتی ہی اور مرتکب عاصی ہوتا ہی جیسے فساق اور ظالمون کی ممنوع امور مین نوکری ایسے

بنا پر کفار کی نوکری یا مزدوری اگرچہ صحیح ہے اور آثار صحابہ سے ثابت ہے لیکن جبکہ اونکی شوکت اور
قوت زیادہ ہو یا اسلام کو ضرر پہنچے یا غلبۂ اسلام کا مانع ہو یا اونکے مذہبی عقائد اور اعمال کی اعانت ہو یا
شرایع اسلام کی مخالفت لازم آئے یا ضروریات دین مثل جمعہ و جماعت وغیرہ کی ادا کرنے میں مانع ہو تو ناجائز
ہے اور موجب معاصی ہے اور اگر تمام بلاؤں سے خالی صرف مزدوری ہے تو جائز ہے اور حکم ایسی ممنوع نوکری یا
یا مزدوریوں کا حالات یا وقتیات کے اعتبار سے بدلجایا کرتا ہے اور اسی بنا پر فجار و فساق کی نوکری اور
اجیر بننے میں زیادہ اہتمام اور احتیاط لازم ہے کیونکہ غالباً کام اونکے ممنوعات سے خالی نہیں ہوتے اور اونکی صحبت
سے ایمان ضعیف ہوتا ہے میرے نزدیک کفار و فساق کی نوکری سے اونکی مزدوری اولی ہے اسلیے کہ آقا
کو نوکر پر شفقت و اعتماد اور نوکر کو آقا سے محبت اور اعتقاد ہوتا ہے اور بحکم الناس علی دین ملوکہم اثر
زیادہ پڑتا ہے مزدور کو اسقدر تعلقات نہیں ہوتے پس جسقدر ایسی خراب تعلق قوی ہونگے ایمان ضعیف
ہوگا فافہم و اعمل بہ ۱۳۲ جب کوئی اجیر کسی شرط کی مخالفت سے معزول کیا جاوے پس اگر وہ مخالفت خفیف
نہو اور اجرت اجزاے عمل یا وقت پر منقسم نہو بلکہ مجموع کی اجرت ہو تو بالکل اجرت ضایع ہوجاویگی
اگر اوسکا قصور خفیف یا اجرت منقسم ہے تو بحسب تفصیل و تقسیم دینا چاہیے ۱۳۳ جو اجارات محض
اطمینان اور اعتماد اور پسند خاص پر مبنی ہیں جیسے وکیل ـ طبیب ـ معلم ـ عامل ـ وغیرہ اونکے فسخ کرنے کے
لیے عذر صحیح کی ضرورت نہیں اسلیے کہ یہ امور قلبی ہیں اور دلیل انپر قائم نہیں ہوسکتی لیکن جبکہ میعاد
کے اندر اجارہ فسخ کیا اجرت بقدر عمل یا وقت یا اثر عائد ہوگی مثلاً زید نے طبیب سے جسکو علاج سے آدہا
مرض دور ہوا علاج ترک کیا یا کسی عامل سے چالیس دن کا اقرار تھا بیس دن قطع کیا یا کسی وکیل کو جو چار روپیہ کار [illegible]
پیشی میں اجرت کا مستحق تھا دو روپیہ کار ہنے پر معزول کیا نصف اجرت دینا پڑیگی ۱۳۴ معمول اکثر مواضع جاہلانہ ناجائز ہیں جیسے کہ دیہات
میں معمول ہے کہ کمینہ پیشہ ور حجام ـ دہوبی ـ چمار ـ پاسی ـ وغیرہ زمیندار ونکے ہر قسم کے کام کرنے پر لازماً
مجبور کیے جاتے ہیں اور صرف بعض تقریبات میں اونکو کچھ بطور انعام ملا کرتا ہے کوئی اجرت اور عمل
مخصوص اور معلوم نہیں یہ سب شروط واہیہ اور لزوم فاسدہ ہیں اگر کچھ معاوضہ قلیل و کثیر معین
ہے اور کسی قسم معلوم کے کام کے وہ ذمہ دار ہوں اور تقریبات اور فصل میں جو انعام ملا کرے تو مضائقہ
نہیں اسلیے کہ وہی معین اصل اجرت ہے اور باقی انعام مثلاً زید نے ایک مکان عمرو کو کرایہ دیا تو عمرو کو
سے پہلے بکر کے ہاتھ بیچا یا کسی اور کو کرایہ دیا بعض کے نزدیک صرف اجارۂ اول لازم ہے ۱۳۵ اجارہ

اجارۂ فضولی

مشغول ہے شرط مذکور وبیع صحیح ہے ۱۹ شریک اجرت کا مستحق نہین ہوسکتا جیسے زید وبکر ایک صندوق
کی شرکت مالک ہین پہر زید بحکم بکر اوسے دوسرے شہر مین لیگیا اور اگرچہ اجرت قرار پائی اب بکر مستحق
اجرت نہوگا اسلیے کہ بکر جز جز مین صندوق کا مالک ہے پہر اپنے چیز کا اجرت کیونکر لیسکتا ہے (ہدایہ) ۲۰ مسئلہ
جس کام کا کرنا واجب ہو اوسکا اجارہ صحیح اور اجرت ساقط ہے اسلیے ہان اگر لڑکے کو دودہ پلانیکا اجارہ
کرے تو اجرت کی مستحق ہوگی اگرچہ اولاد مان پر دودہ پلانا واجب نہین مگر جبکہ پلایا تو گویا امر واجب ادا کیا
جیسے غلام پر نماز جمعہ اور حج اداکرنیسے واجب ہوجاتا ہے ۲۱ زید نے بکر کو کسی کام کا ٹھیکہ دیا کہ جسقدر کام
ہو اوسقدر اجرت دیجائیگی مگر اس غرض سے کہ نہین معلوم کسوقت ضرورت ہو تمکو فلان وقت تک
حاضری ضرور ہے اب بکر کو کام ہو یا نہو حاضری لازم ہے اسلیے کہ گویا بکر نے یہ شرط کی ہے کہ فلان وقت
سے فلان وقت تک حرج ہونیکا ۲۲ زید نے ٹھیکہ لیا کہ اس تمام مکان مین جسقدر چہپر یا خس کی
ٹٹیان مطلوب ہونگی یا جسکی ٹٹیونکو چہڑکنے کو یا فلان باغ سینچنے کو یا فلان جماعت کی ضروریات کو جسقدر
پانی مطلوب ہوگا یا ان سو آدمیونکے لیے جسقدر طعام یا فلان کتاب چہپنے مین جسقدر رسیاہی یا فلان
مکان کی آرایش مین جسقدر فرش درکار ہون یا اس جلسہ کی روشنی مین جسقدر تیل صرف ہو وہ
سب اپنے پاس سے صرف کرونگا پس اگر مقدار اور وصف اون چیزونکا جو خرچ ہونگی بیان یا عرف
سے معلوم ہے جیسے اس قسم کا کہانا یا فلان قسم کا تیل فلان مقام کا فرش اور معاوضہ بقدر اموال ہے
جیسے فی شخص عہ یا فی چاندنی عہ یا فی سیر طعام ۲ر تو یہ معاہدہ بیع ہے اور انعقاد اسکا روزانہ ہوا کریگا
اور نمونہ معین ہے تو خیار رویت ہو سکیگا اور اگر قسم و مقدار معلوم ہے مگر ایک معین معاوضہ ہے
جیسے ہزار روپیہ ماہوار تو یہ اجارہ ہے اور معقود علیہ فقط اثر ہے نہ وہ اشیا یعنے اوس مکان کا خس پوش
ہوجانا یا ٹٹیونکا تر ہونا یا باغ یا کہیت کا سیراب ہونا یا کتاب کا چہپ جانا یا آدمیون کا آسودہ ہونا
یا روشنی کا ہونا اور اوسکی نظائر کتب فقہ مین بہت ہین جیسے کپڑا زرد زعفرانی رنگدو یہ کپڑا سرخ
ریشم سے سیدو یا یہ کتاب شنجرف سے لکہدو یہان بہونال ہے اور اوسکی حد معلوم نہین مگر اصل
معقود علیہ وہی اثر ہے یعنے رنگنا سینا وغیرہ اور یہ اموال موقوف علیہ یا آلات یا توابع معقود علیہ
ہین اور پانی پینے اور حمام مین جانے کا عوض بالاتفاق جائز ہے باوجودیکہ کوئی شخص پانی کم پیتا ہے اور کوئی
زیادہ اور حمام مین بعض آدمی پانی کم گراتے ہین اور جلد فارغ ہوجاتے ہین اور بعض آدمی دیر تک

رہتی ہین اور پانی زیادہ صرف کرتے ہین اسلیے کہ ایسا حوض جسمین بجاے دہ مشکل ممکن ہے ہر طور آدمی اور اسکی
بہنا مکروہ ہوتی ہون معاف ہے دیکھو کلام طیبی از حاشیہ ترمذی شریف ص ۲۰۹ اور اسی بنا پر دودھ پلانیکا
اجارہ نا درست ہے اسلیے کہ معقود علیہ پرورش یا خدمت ہے اور دودھ اوسکا تابع یا موقوف علیہ
غرضکہ جب عین شی معقود علیہ کی موقوف علیہ یا آلہ یا تابع ہو تو اوسکا بھی داخل ہوجانا مضر نہین
البتہ مجرد عین شی پر اجارہ نہین ہوسکتا جیسے چرائی کا اجارہ جسمین گھاس عین معقود علیہ ہے اور یہ
تقریر کہ اسمین بھی جانور کی پرورش مقصود ہے باطل ہے کیونکہ یہان پرورش صرف گھاس سے ہوتی ہے
مواجر کا کوئی فعل نہین البتہ اگر مالک زمین یہ کہے کہ مین تیرے اتنے جانور اتنے روپیے پر اپنی گھاس مین
چرایا کرونگا تو معقود علیہ چرانا اور گھاس آلہ ہے اور اجارہ صحیح (مفہوم از عالمگیری) یا زمین کا اجارہ دیا
اور گھاس وغیرہ پر بطور منافع تصرف کرے مسئلہ ایسے اجارہ مین جو مال لگایا جاوے وہ بعد تمام
یا فسخ اجارہ کے جسقدر باقی رہے اجیر کی ملک ہے اسلیے کہ مستاجر کو صرف انتفاع اور اثر سے تعلق تھا جیسے
شیشے یا خس کی ٹٹیان یا کھانا یا سامان روشنی وغیرہ بچا ہوا یا وہ پرزے جو کسی آلے مین لگائی
تھی سب کے اجیر لیجائیگا مسئلہ زید نے بکر کو ایک کتاب چھاپنے کا ٹھیکہ دیا اور پیچ اور پتھر چھاپنے کی
اپنے پاس سے دیا اور قرار پایا کہ جو مرمت مطلوب ہوگی وہ بکر کے ذمے ہے پس بکر نے جسقدر روشنائی
اور کاغذ وغیرہ مطلوب تھا خرچ کیا اور پیچ کے بعض پرزے کی مرمت کرائی اور کچھ پرزے جو بیکار ہوگئے
تھے اپنے پاس سے نئے بنوائے پھر ٹھیکہ تمام ہوا اب سیاہی اور کاغذ بچا ہوا اور وہ نئے پرزے جو بکر نے
لگائے تھے بکر کے ہین مگر وہ پرزے جنمین صرف مرمت کی تھی اوسمین بکر کو کچھ حق نہین اسلیے کہ بکر نے اپنی
غرض سے اپنا مال صرف کیا اور زید نے کوئی کرایہ انکے آلات کا بکر سے نہین لیا پس زید اس مرمت کا
ضامن نہین اور اگر کرایہ بھی لیا ہوتا اور وہ پرزے بدون اس مرمت کے بھی بحسب قرارداد نفع دیسکتے
اور صرف زید کی خوشی تھی تو بھی زید ضامن نہوتا لیکن ان صورتون مین بکر کسی نقصان کا جو اسکو تقدیر سے ہو
ضامن نہین اسلیے کہ اشیاے مستعار یا اجارہ جو استعمال مشروط مین ناقص ہون اونکا ضمان نہین مسئلہ ۲۲ نہر کرنیکا
دریانیکا اجارہ یا تالاب یا کنوان یا نہر کل یا اوسکا کوئی حصہ کرایہ پر لیلیا تو پانی تبعا داخل ہے (عالمگیری)
۲۳ مواجر اپنے نل سے پانی مقام موعود پر پہونچا دیگا یہ صحیح ہے ۲۴ جیسے کہ مالک کسی نل یا بند مین کنویں وغیرہ
کے ذریعہ سے پانی ہو اور یہ بھی من قبیل اجرت ہے کہ صرف اجازت دیدے اور مستاجر اپنے نل سے

یا نہر کاٹ کر پانی لے لیا یہ جائز نہیں مسئلہ زید کا مکان ایک بلند دیوار کے پاس ہے اسطرح
کہ صاحب دیوار اگر دروازہ کھولدے تو زید کے مکان مین روشنی یا ہوا آسکے اسکا معاوضہ جائز ہے
ہر چند روشنی اور ہوا مملوک نہین مگر زید کو ایک مرغوب فائدے پر قدرت دیگئی اور حق امتناع جو زید کو
حاصل تھا اوٹھا لیا گیا مسئلہ ۲۴ چراگاہ اور شکارگاہ اور تالاب وغیرہ کا اجارہ بدین نظر کہ گھاس یا
شکار یا مچھلیان یا اور کوئی شے حاصل کرے جائز ہے مگر معقود علیہ زمین ہے اور دوسری چیزین
عقد مین داخل نہونگی مسئلہ ۲۵ زید نے عمرو سے کچھ اشعار کہلائی یا نثر لکھوائی یہ اجارہ صحیح ولازم ہے
اور نظیر اسکے اجارۂ مصنوعات ہے جیسے کھانا پکانا رنگنا دھونا یا وکیل کو تقریر یا طبیب کا علاج
کیونکہ ان سب مین تو وصف کافی معلوم ہو سکتا ہے اور نہ آخر کار یہ چیزین قابل رد رہتی ہین مسئلہ ۲۶
اجارہ بطور تعاطی بھی منعقد ہو جاتا ہے جیسے کشتی پر بیٹھ گئی (عالمگیری) یا ریل پر بلا ٹکٹ بیٹھ گئے
اور دوسرے مقام پر اجرت دیدی مسئلہ احکام وجوب تنخواہ و استحقاق تعطیلات ملازمین ایام تعطیل
و رخصت جبکہ مشروط و معین ہون انکی تنخواہ تابع اور فرع ایام خدمت کی ہے یعنی اگر ایام خدمت
کامل ہین تو پوری تعطیلین ملینگی ورنہ کم مثلاً زید فی ماہ چار دن تعطیل کرتا ہے پس کل ایام خدمت
غالباً ۲۶ یوم ہوئے اب اگر زید نے صرف ۱۳ دن نوکری کی ہے تو دو ہی یوم تعطیل ملنا چاہیے اسلیے کہ
اگر تنخواہ تعطیلات تبرعاً و انعاماً سمجھی جاوے تو واجب الادا نہوگی کیونکہ احسان و انعام واجب نہین ہے
اور اگر مستقل ہے تو بے خدمت لازم نہوگی اسلیے کہ عوض بدون معوض کے ثابت نہین ہوتا اور ان
دونون صورتون مین لازم آئیگا کہ اگر کوئی شخص تمام ماہ غیر حاضر رہے تو بھی تعطیلات کی تنخواہ پاسکتا
ہے حالانکہ یہ سب بالاتفاق باطل ہے ہر چند ان معاملات مین عرف معتبر ہے مگر اسکا عرف مختلف ہے اور یہ غیر معتبر ہے جیسا کہ
بحث عرف مین گزر چکا ہے اگر مختلف نہوتا تو بھی معتبر نہین ہو سکتا کہ جو عرف عقل و انصاف و اصول شرع کے خلاف ہو
وہ مردود ہے ہماری زمانہ کا عرف قیاس پر راجح نہین ہو سکتا پس اس مقام پر اوسیقدر عرف
جو انصاف سے متجاوز نہو ملحوظ ہو سکتا ہے سبب استحقاق تعطیل کا مجموعہ ایام
خدمت ہے اور وجوب ادا جزو متصل سے ہوگا مثلاً جمعہ اسکا استحقاق کامل تب ہوگا

جیسے شنبہ سے پنجشنبہ تک متصل خدمت کرے اور جب جزو متصل یعنے یوم پنجشنبہ تمام ہوا اجرت یوم جمعہ کے
واجب الادا ہوئی اسلیے کہ کوئی شخص راضی نہیں ہوتا کہ عرف و دستور میں نوکر تمام یوم جمعہ کے
تعطیل دے بلکہ چھ یوم کامل کے بعد ایک یوم دیا جاتا ہے ایسی ہی دوسری تعطیلیں مثل عید وغیرہ کے
انہیں کی طرف منسوب اور ایام سابقہ سے متعلق ہیں پس تعطیل عید الفطر و نحو کی مجموعہ سے متعلق ہے
اور تعطیل عید الفطر آخر یوم رمضان یا رویت ہلال پر موقوف ہے اسکی اکثر شکلیں ہیں مثلاً زید
مثلاً یومی ہفتہ پاتا ہے پس اگر ابتدا میں غیر حاضر رہا جیسے شنبہ سے دوشنبہ تک تو انتہا میں پنجشنبہ حاضر
ہوا جیسے سہ شنبہ سے پنجشنبہ تک یا درمیان میں غیر حاضر رہا جیسے دوشنبہ سے چہارشنبہ تک ان صورتوں میں
نہ ملیگی یا آخر یوم میں نوکر ہوا آخر و اول میں نوکر تھا صرف درمیان میں برطرف ہو گیا تھا تعطیل
کامل ملیگی یا آخر یوم یا پنجشنبہ کو برطرف ہوا تعطیل بالکل نہ ملیگی رخصت سے وقت یوم متصل تک لے
اگر بلا وضعات ہے تو کل تعطیل ورنہ بقدر خدمت (اگر کی ہو) ملیگی عید وغیرہ کی تعطیلات کے یوم
متصل میں حاضر تھا اور اول سے کچھ غیر حاضری تو اگرچہ ہو کہ تعطیل وضع نکی جاوے تقسیم حسب
تنخواہ کا اون ایام کے اعتبار سے ہوگا جو بعد وضع تعطیلات باقی رہیں جیسے زید سے روپیہ ماہوار کا نوکر
ہے اور مہینا ۳۰ یوم اور چار جمعے کا ہے اب ۲۶ یوم خدمت ہے تو للعہ یومیہ لیا دیا جاوے اور اگر آخر
۲ یوم غیر حاضر بھی ہے تو للعہ وضع ہونگے مثلاً اگر یہ قسمیں ہیں ۱ دونو طرف سے ال
۲ دونو طرف سے عمل ۳ دونو طرف سے ال و عمل ۴ ایکطرف سے ال و عمل اور

[illegible]

دوسری طرف سے صرف عمل ۵ ایکطرف سے مال و عمل دوسری طرف سے صرف مال ۶ ایکطرف سے
مال دوسری طرف سے عمل ۷ کسی طرف سے مال نہین ہے قرض لیکر تجارت کرتے ہین پس قسم اول و سوم
پنجم مفاوضہ ہو یا عنان و قسم دوم مضاربہ ہو یا وجوہ قسم ششم مضاربت ہو اور ہفتم شرکت فی الوجوہ
در چہارم فاسد اصول شراکت ۱ سلے چاہیے جسقدر آدمی باہم شریک ہون جائز ہے ۲
شراکت عروض مین جائز نہین اگر جانبین سے نقد نہو تو ہر شریک اپنا نصف مال دوسرے کے ہاتھ بیچکر
شراکت کرے مثلاً زید و بکر برابر کی شرکت چاہین اور زید کے پاس دس تھان پارچہ قیمتی سو روپیہ اور
بکر کے پاس پچاس روپیہ اور ہان قیمتی سو روپیہ کی ہین اب زید نصف دریان پچاس کو بیچے تاکہ بکر
بہمین برابر کا شریک ہو جاوے اور بکر بھی وہی تھان زید سے بیچکر اوسے شریک کر لے تاکہ ۳ جنس
اصل مال مین نہ ہے کچھ تفاوت خیال مین نہ ہے ۴ مقدار مجہول سے شرکت جائز نہین مثلاً
اس شیر کی پاس مین شکر زید کی اور روغن وغیرہ جسقدر مطلوب ہو بکر کا ان عمل مین جبل مقرر نہین
مثلاً جسقدر کوشش اور محنت ہو وہ بکر کرے ہی اور زید ایک ہزار روپیہ دیگا یہ جائز ہے منافع مین تعین
اور تخصیص جائز نہین مثلاً دس روپیہ ماہوار یا فلان کھیت یا درخت یا مال کا جو نفع ہو وہ زید کا یا
نصف منافع اور پانچ روپیہ اسلیے کہ ممکن ہے کہ نفع مقدار معین سے کم یا برابر ہو یا اوسی شی خاص
مین نفع ہو اور مال مین نہو یا بالکل اوسمین نفع نہو لیس یہ سب صورتین ہین جب نزاع اور قاطع
شراکت مین شرکت ایسی فاسد و واجب الفسخ ہو جاتی ہے ۵ نفع یا مال یا عمل کم ہو یا زیادہ
ہر شخص اپنے معاملے کا ذمہ دار اور اپنے شریک کا وکیل و کارگزار ہے مگر شرکت مفاوضہ مین کفیل و ضمین
ہر پس جو شی ایک شریک کے ہاتھ بیچے اوسے سے تقاضا کرے اور وہ اپنے شریک سے بقدر حصہ وصول کرے
مگر مفاوضہ اور شرکت صنائع مین دونو مستحق اور مستحق ہین ۶ شرکا باہم امین ہین پس جو شی ایک
شریک کے پاس ضائع ہو اوسکا تاوان نہ دینا پڑیگا مگر جبکہ اسکا قصور ہو یا شروط قرار دادہ یا عرف
تجار کی مخالفت کی ہو ۷ شرکا مختار ہین کہ حسب عرف تجار و امور قرار یافتہ ایک دوسرے کی غیبت
اور حضور مین معاملات کیا کرین اور جو نفع و نقصان اوسمین ہو وہ مشترک ہے ۸ کسی شریک کو
اوس امر خاص مین جسمین شریک تنہا اختیار نہین کہ کوئی علیحدہ معاملہ کرے اور [illegible] نفع اور نقصان [illegible]
۹ جسطرح ابتدا چلنے یا ڈوبنے کے غرض سے اجنبی کو مال حوالہ کرے [illegible] تو دینا [illegible] ہوگا شریک ہی

حالت ضرورت و اضطراب میں کوئی امر خلاف قرارداد کر بیٹھے اس خیال سے کہ بے اسکی یا
مشکل یا محال ہے تو لازم نہیں ۔ تقسیم شرکت کو باطل کرتی ہے ۔ کسی شریک کو اپنی شراکتی حصہ کے
ہبہ یا فروخت یا رہن کرنیکا اختیار نہیں ہے جبتک دوسرے شرکا منظور نکرلیں اور خریدار کیطرف
پر قبضہ ندیں اور بعد قبضہ شرکت اول فسخ ہوگی اور مشتری سے از سر نو معاہدہ ہوسکتا ہے اسلیے کہ
فروع بشرط شرکت جائز ہے نہ شرکا کی غیبوبت و استغنا قبول کیا ۔ غیر مذہب سے شراکت نکرے
اسلیے کہ مفضی الی الشرع ہے اشباہ میں ذمی کی شراکت کو مکروہ لکھا ہے عالمگیری میں ہے کہ نصرانی سے
مضاربت مکروہ ہے اور معاملات فاسد کرے تو نا جائز چونکہ غیر مذہب والے سے خلاف شرع
سود وغیرہ اور فعل الشباہ ہونگے لہذا اسکی شرکت سے احتراز لازم ہے واللہ اعلم ۔ اجسمین وکالت نہیں شراکت میں
پس وعظ گو یا مور قرات میں شرکت جائز نہیں ۔ استحقاق نفع کا خواہ بعوض مال ہوتا ہے جیسے رب المال کو خواہ
بوجہ عمل کے جیسے مضارب کو خواہ بوجہ ضمان و ذمہ داری کے جیسے شراکت فی الوجوہ میں ۔ ان تینوں
سے کوئی بات نہو تو نفع کا استحقاق نہوگا ۔ مسئلہ زید نے بکر کو عمرو سے سو روپیہ قرض دلوا دیے
پس اگر خود ذمہ دار ہے اور عمرو کو بکر پر کچھ دعوی نہیں تو زید بکر کا نفع میں شریک ہوسکتا ہے ورنہ نہیں
نفع میں مال اور محنت کا اعتبار نہیں بلکہ اول ضمان بعد ازان شرط و عہد کا (مجلہ) اگر دو
شریکوں نے یہ قرار پایا کہ جو مال ہمارا روپیہ قرض لیا جائیگا اسمیں زید چہارم یا نصف کا ضامن ہے باقی کا بکر ذمہ دار ہے
اسصورت میں زید بقدر ضمان و بکر بقدر ضمان نفع پائیگا اور جو عہد و شرط اسکے خلاف ہو معتبر نہوگی اور اگر ضمان نہو بلکہ
زید کا مال سو روپیہ اور محنت چار گھنٹہ یومیہ ہے اور بکر کا مال پچاس روپیہ اور محنت دو گھنٹہ یومیہ ہے اور نفع
باہم برابر قرار پایا تو جائز ہے غرضکہ شرط و عہد کا اعتبار ہے مگر جبکہ روپیہ میں ضمان ہو مثلاً زید و
بکر سو روپیہ قرض لائے اور زید پچھتر کا اور بکر پچیس کا ذمہ دار اور ضامن ہوا تو اسصورت میں بکر کو
۱/۴ اور زید کو ۳/۴ نفع سے ضرور ملیگا اور جو عہد اسکے خلاف ہو وہ معتبر نہیں غرضکہ مال میں ذمہ داری ہو
تو نفع بقدر ذمہ داری ہوگا (مجلہ) نقصان بقدر مال ہے (مجلہ) یعنے اگر تجارت میں
نقصان ہو تو نفع خواہ برابر ہو خواہ بیش و کم مگر نقصان مال پر تقسیم ہوگا جیسے زید کا سو اور
بکر کا پچاس روپیہ ہو تو دو حصہ نقصان کا زید پر اور ایک حصہ بکر پر عائد ہوگا ۔ شریک اپنے شراکتی
معاملات میں نہ اجیر بن سکتا ہے نہ اوسکو اجرت کا مستحق ہے اسلیے کہ شریک ماجور نہیں ہوسکتا مگر جائز ہو

ترکہ کوئی چیز اپنے ہاتھ سے بنا کر بکر شریک کو یا تھ بیچے اور یہ چیز اوسی شراکت کی تجارت مین داخل کیجا سکے اور
دائرہ تجارت ایسا ہے جس کی تعلیم شرکا ہی بطور اجیر کام کرین اسلیے کہ ایسی جماعت مین کسی شریک
کو اختیار نہیں ہوتا بلکہ سب ایک قاعدہ کے فرمان پذیر قرار پاتے ہین اور منتظم امر مقصود ہوتا ہے
لیکن اگرچہ زمانہ سابق مین یہ نہین ہوسکتی مگر بعض خلفا کا اپنے وظائف معین کرنا یا اپنے معاملے
مین دوسرونکو قاضی بنانا اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ کسی قاعدہ کا واجب العمل ہوجانا اوسکی پابندی
ہر شخص کی حد سے گذر دیتا ہے - اور ظاہر ہے کہ خاص شراکت مین اگر کسی شریک سے حیثیت آمریت کے
تسلیم کیجائے تو امر بدون آمر کے رہجائیگا اور صرف دوسرے شریک کو آمر قرار دینے سے ترجیح بلا مرجح
لازم آئیگی بخلاف تجارت عام کے کہ اسمین کسی شریک کو ہرگز کچھ مداخلت نہین ہوتی ہے اسلیے جس چیز مین وکالت باطل
ہے شرکت بھی باطل ہے پس اگر شرکا دین یا درالمیت برابر ہین اور جملہ کاروبار مین شریک ہین تو شرکت مفاوضہ ہے اور شکل پنجم
مفاوضہ مین داخل نہین ہے نفع و نقصان اسمین مساوی ہوگا اسلیے اسمین دونو باہم کفیل
و ضامن ہین جو دیون و دعاوی من حیث تجارت عاید ہون اونمین دونو شریک ہونگے اور ایک
نے اگر کچھ خریدا یا بیچا یا ضمانت کی یا قرض لیا و یا دوسرا بھی ماخوذ و مستحق ہوگا بخلاف اون معاملات کے
جو حیثیت تجارت نہون جیسے صدقہ ہبہ یا اذن بدیون ادا یا قرض یا ضمانت یا بدل خلع یا دین
جنایت یا میراث یا انعام وغیرہ لینا دینا یا جو معاملات ذاتی خانگی طور پر کیجائین جیسے غلہ لباس
وغیرہ خریدنا ان سے دوسرے کو کچھ واسطہ نہین مگر جبکہ کسی وجہ سے ایک شریک کا وہ مال جو اس تجارت
مین شراکت کے قابل تھا کم زیادہ ہوگیا تو یہ شرکت عنان ہے شکل پنجم بھی اسمین داخل ہے
اسمین اختیار ہے کہ بعض انواع مین شرکت کرے اور بعض مین نکرے اور اگر ایک طرف سے عمل اور
دوسری طرف مال ہے تو اسی مضاربت کہتے ہین یہ شرط ہے کہ مال مضارب کو قبضہ مین دیدیا
جائے اور بحسب قرارداد یا عرف تجار اوسے ہر قسم کے تصرف کا موقع ملے پس رب المال کو یہ شرط
کرلینا کہ مین بھی عمل مین شریک رہونگا یا تمام امور میری اجازت پر موقوف رہین یا مال میرے
قبضہ یا حفاظت مین رہیگا یا اور ایسی شرطین جو مضارب کو پوری کوشش و تدبیر سے روکین
یا باب تجارت سے ہون مضاربت کو فاسد کرینگی ہان بدون شرط مالک کوئی کام کرے یا اپنے
مال کی حفاظت کرے یا احتیاطاً کسی خاص قسم کی تجارت یا مقام وغیرہ معین کرے یا مالک بعض معاملات

تجارتی یا قرض یا سفر وغیرہ سے منع کرے تو جائز ہے اور شرطین لازم ہین مضارب امین ہے مگر جبکہ کسی
شرط کی خلاف کرے اور کوئی شرط نہو تو عرف تجار کی خلاف کرنے مین ضامن بنایا جائیگا مسئلہ مضارب
نفع مین بسبب قرار داد شریک ہے اور نقصان اوسکے ذمے نہین ہان اگر مال مین کچھ نفع ہو تو ادا کیا
نفع نقصان مین وضع ہوگا پھر کچھ بچے تو مضارب اوسمین شریک ہے ورنہ اپنے پاس سے نہ دیگا مسئلہ
مدت بالقضاے مدت ہی شرکت فسخ ہو جاتی ہے مگر جبکہ رب المال قبل مدت یا مدت نہو تو اپنی خوشی
سے مضارب کو معزول کرے تو مضارب کو اختیار ہے کہ مال بیچکر روپیہ کرے نفع ونقصان کا حساب کرا دیگا
مسئلہ مضارب کی بوقت قبض مال امین اور بوقت معاملہ وکیل اور بسبب نفع ہو تو شریک اور بوقت مضاربت
فاسد ہو تو اجیر اور جب مخالفت کرے تو غاصب وضامن ہے مسئلہ جب مضارب ایسا سفر کرے کہ شب کو
گھر مین نہ رہے تو خرچہ ذمہ راس المال ہے مسئلہ رب المال کو اختیار نہین ہے کہ کوئی چیز کم قیمت
مثل سے بے رضای مضارب بیچے یا خود خریدلے مسئلہ اگر مضاربت فاسد ہو جاے تو اجرت مثل دلائی
جائیگی اور اگر دونو طرف سے عمل ہو جیسے خیاط ونان پز وغیرہ یہ شرکت صنائع ہے ہر ایک دوسرے کی
تقاضی اور اجرت کا ماخوذ و مستحق ہے۔ اور جو نفع قرار دین صحیح ہے۔ شریک بعذر یا بلا عذر کام نکرے
تو بھی نفع کا مستحق ہے اسلیے کہ نفع عوض ضمان مال ہے (احکام العدلیہ) ایسی صورتین جائز ہین کہ
شریک سے اجازت لیکر اوسکی طرف سے دوسرا اجیر معین کرے اور اگر چند آدمی کوئی مال قرض لیکر
تجارت کرین تو یہ شرکت فی الوجوہ ہے اسمین نفع بقدر ذمہ داری ہے اور ہر ایک دوسرے کا وکیل ہے مسئلہ
مباح مالونمین شرکت جائز نہین جیسے جنگل کی گھاس شکار۔ دریا کی مچھلیان کیونکہ یہ کسی کے
مملوک نہین اور تقدیم سے حق قابض کا متعلق ہو جاتا ہے مسئلہ زید جب عمرو کو ایک مال مین شریک کیا
اور زر حصہ بطور قرض رہا تو عمرو مال مشتری کا مستحق اور [illegible] اور زر شرکت کا ذمہ دار ہے
مزارعت آپس مین زراعت کرنا یہ ایک قسم کی شرکت ہے اور محل اسکا زمین اور زمین کی تین
قسمین ہین مملوک مگر سلطانی خراج یا عشر دینا پڑتا ہے غیر مملوک جو اجارہ پر لیا ہو خواہ
مملوک ہو یا کسی سے بعاریت لی ہو مگر خراج وغیرہ اوسمین نہو پس اول ودوم مین تمام شروط
یعنے وقت ومقدار اجرت وتعین قسم منفعت وغیرہ کا لحاظ لازم ہے اور سوم مین اگر مملوک ہے تو
مختار ہے اور مستعار ہے تو اوسکی لوازمات کی پابندی ہوگی پھر اگر کسیے شرکت کیجاے تو اوسکی پابندی

واجب سمجھی مفسد عقد ہیں البتہ اگر کوئی امر معین و معلوم طے ہو کہ شامل اجرت تھا واسطے
مشاقہ نہیں مسئلہ سلاطین اور زمیندار اکثر زمین وغیرہ معافیات کر دیتے ہیں یعنی اگر کسی قسم
اعانت اور خدمت غیر معینہ کی شرط ہو تو جائز ہے اسلئے کہ عمل اگرچہ معلوم نہیں مگر مثل نوکری کے ہے
جسکا ذکر اجارہ میں ہو گیا ہے خراج شرکت میں بہی قابل زراعت ہونا شرط ہے اور اگر تخم
اگر یہ شرط ہو کہ جسقدر نفع چاہو حاصل کرو تو قابلیت شرط نہیں ہے اور سرو غیرہ کا اجارہ صحیح ہے
اور شرکت باطل ہے عاقدین کو عذر صحیح پیش آئے تو صرف عقد سے مجبور نہیں ہو سکتا ہے
صاحب زمین قبل تخم ریزی کے اگر مانع ہو تو مزارع کو اجرت مثل درستی وغیرہ کی دلائی جاویگی
اور تخم ریزی کے بعد لازم اور مالک زمین مجبور یا ضامن نقصان مزارع ہوگا

خاتمۃ الطبع الحمد للہ کہ ناچیز فتح محمد تائب نے فقہ کی تصنیف مگر اکابر کی کم التفات اور زمانہ کے انقلاب
حوادث کی تحقیق معاملات کی کثرت زیادہ دیکھا کہ ایک بسیار رسالہ اردو میں جمع کر دیا جاوے جسمیں مسلمان اہل
معاملات بہی حکم حلال و حرام جانیں کیونکہ آجکل بہت ایسی صورتیں پیدا ہو گئی ہیں جنکا نام و نشان بہی سابق میں نہ تہا
احکام کا کیا ذکر سو اہل اسلام سمجھ جاتے ہیں کہ شاید وہ بالکل آزاد اور خود مختار ہیں معاملات کا
صرف عقل پہ ہے ہر قسم کے معاملہ جس طرح انکی عقل [illegible] اجازت دے کر سکتے ہیں بعونہ حقتعالی سے
بکمال عجز و خاکساری جو اسمیں تلاش کی تحقیق طلب کی اور ہر مقام پر قرآن و حدیث کو برعایت مدلل کیا گیا
[illegible] الحمد للہ کہ یہ آرزو پوری ہوئی اور کتاب چہپ گئی حقتعالی اسے مقبول فرماوے [illegible]
[illegible] اور جدید مسائل بالقصد لکھے ہیں مشہور مسائل تبعاً مذکور ہوئے ہیں صریح مسائل میں اپنی [illegible] مقام پر
دخل دیا ہے جہاں علت و ضرورت [illegible] میں تغیر پایا گیا ہے اتباع قواعد شرعیہ وسعت تجارت و منفعت تمام
اہل اسلام کا زیادہ لحاظ رکہا گیا ہے جن مسائل میں عدم جواز [illegible] ولیکن [illegible] میں اور
سلف سے کوئی تصریح نہ تہی وہاں برعایت اصول و استنباط اہل علم تاویل جواز کو مقدم کر رکہا ہے مذہب
مختار امام المسلمین حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے موافق یہ رسالہ لکہا گیا [illegible] حوالہ کتب میں
سہو سے [illegible] کہیں شامی کی جگہہ در مختار اور رد المحتار کے جگہہ شامی لکہہ دیا گیا ہے
صفحہ اور باب کا ذکر نہیں کیا گیا ہے اکثر مسائل بطور اخذ لکہے گئے ہیں اور بعض مقام دوسری کتابوں سے
استنباطاً نقل کئے گئے ہیں التماس چونکہ خاص غرض اس کتاب کی یہی ہے کہ تمام مسلمان معاملات